



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 آمَنَّا بِغَدِّ قَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 ”عالم بنانہ والی کتاب“ کے 17 حروف کی نسبت سے
 ”بہار شریعت“ کو پڑھنے کی 17 نیلتیں

از: شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوالیاس محمد الیاس عطاری قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ
 فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: يَتْلُو الْقُرْآنَ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ.

ترجمہ: ”مسلمان کی قیمت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(التكميل الكبير للطبراني، الحديث ۵۹۳۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دو مدنی پہلو: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

● اخلاص کے ساتھ مسائل سکھ کر رضائے الہی عز و جل کا حقدار بنوں گا۔

● ٹحی الوسع اس کا بالوشاور قبلہ مطالعہ کروں گا۔

● اس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سکھوں گا۔ اپنی نماز وغیرہ درست کروں گا۔

● جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیت کریمہ لَسْتُمْ لَهَا أَهْلٌ لِيَذْكُرَ إِنَّ تُكْتُمُونَ لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ کنزالایمان: ”تو اسے لوگوں کے علموں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں“ (پ ۱۳، اخل: ۳۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔

● (اپنے ذاتی نسخے پر) عند الضرورت خاص خاص مقامات پر اثر لائن کروں گا۔

● (ذاتی نسخے کے) یادداشت واسلے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

● جس مسئلے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا۔

● زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔ جو نہیں جانتے انہیں سکھاؤں گا۔

● جو علم میں برآمد ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔

● یہ پڑھ کر علمائے حق سے نہیں الجھوں گا۔ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب

دلاؤں گا۔

● (کم از کم ۱۲ عدد دیا حسب توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا۔

● اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب ساری امت کو ایصال کروں گا۔

● کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو تاجشرین کو مطلع کروں گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخ طریقت، امیر اہلسنت

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على إحسانه وبفضلِ رسولِهِ صلى الله تعالى عليه وسلم

مکمل قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مستحکم رکھتی ہے، ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے وحدہ دجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کثرتِ ہُم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چوبیس شعبے ہیں:

- شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- شعبہ اصلاحی کتب
- شعبہ درسی کتب
- شعبہ تراجم کتب
- شعبہ تفتیش کتب
- شعبہ تخریج

”المدینۃ العلمیۃ“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، عظیم الزکات، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، نجمہِ دین و ملت، حامی سنت، مائی بدعت، عالمِ فہم و فہم، مورِ طریقت، جامعِ فقیر و ذکات، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حقیقی التوسع سنہل اسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عز و جل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدینۃ العلمیۃ“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو یورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ کلمہ خضرِ شہادت و رحمت البقیع میں مدفن اور رحمت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاوالہی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



حالم بنانے والی کتاب ”بہار شریعت“ فقہ حنفی کی اردو زبان میں ایسی متحد ترین کتاب ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان اپنے دین کے مسائل سے آسانی آگاہ ہو جائیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”اس کتاب میں شی الخی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو اور کم علم اور غور نہیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہل علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں متنبہ کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا۔“

مبلغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوت اسلامی“ کی مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ نے بہار شریعت کو تخریج و تسہیل کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے جو عزم کیا تھا، اس میں کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔ اس سلسلے میں ”بہار شریعت“ کا حصہ اول تا چہارم ”مکتبۃ المدینۃ“ سے شائع ہو کر شاہراہ مقبولیت پر رواں دواں ہے۔ تمام حوالہ جات کی حتی المقدور تخریج کرنے کے ساتھ ساتھ مشکل الفاظ کے معانی حاشے میں لکھ دیے گئے ہیں۔ چوتھے حصے کی اشاعت کے قلیل وقفے کے بعد ”بہار شریعت“ کا پانچواں حصہ مع تخریج و تسہیل آپ کے سامنے ہے۔ امید ہے کہ تشنگان علم کو صدر الشریعہ کے دریائے فیض سے سیراب ہونے کا بھرپور موقع ملے گا۔ یہ حصہ ذکاوت، روزہ و غیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اللہ عز و جل ہمیں اس کے بقیہ تمام حصوں کو بھی اسی انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اس حصے پر بھی مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ کے ”شعبۃ تفریع“ کے معذنی علماء نے انتھک کوششیں کی ہیں، جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جاسکتا ہے:

- 1..... آیات و احادیث اور مسائل فقہیہ کے حوالہ جات کی اصل عربی کتب سے مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔
- 2..... آیات قرآنیہ کو محض بریکٹ { }، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas سے واضح کیا گیا ہے۔

- 3..... جہاں جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم“ اور اللہ عز و جل کے نام کے ساتھ ”عز و جل“ لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

- 4..... مشکل الفاظ کی تسہیل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور ہر حدیث و مسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام و خواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

- 5..... کم از کم تین مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے، مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار

ہنا کر مذکورہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا طبع ہے۔

⑥..... آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست، مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کی سن و وفات اور مطالع کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے۔

اس میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عز و جل کی عطا، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر کرم، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخ طریقت امیر اہلسنت باقی دجوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو ہلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دامت فیوضہم سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے بارے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام و خواص کے لیے نفع بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم!

شعبۃ تخریج (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

نوٹ: تعارف مصنف صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”بہار

شریعت“ ”حصہ اول“ مطبوعہ ”مکتبۃ المدینہ“ صفحہ ۱۴ تا ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط
زکاة کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ﴾

(1) پہ ۱۱، البقرة: ۳

”اور مقل وہ ہیں کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے، اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔“

اور فرماتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

(2) پہ ۱۱، التوبة: ۱۰۳

”ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنا دو۔“

اور فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ يَعْلَمُونَ﴾

(3) پہ ۱۱، المؤمنون: ۸

”اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاۃ ادا کرتے ہیں۔“

اور فرماتا ہے:

﴿وَمَا تَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْفِئُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

(4) پہ ۲۶، آل عمران: ۳۹

”اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔“

اور فرماتا ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ نُحْيٍ اتَّبَعَ سَابِلَ فِي كُلِّ سَفَلَةٍ حَبَّةٍ ط وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مُعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يُتْبِعُهَا أَذًى ط وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ﴾

(1) پہ ۳، البقرة: ۲۶۱-۲۶۳

”جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر مال میں سودانے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے

لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ عسکین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔“
اور فرماتا ہے:

﴿لَنْ تَأْكُلُوا الْبَرَّ حَتَّى تَتَّقُوا مِمَّا تَحْتُمُونَ ط وَ مَا تَتَّقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝﴾

(2) پ ۱۰۱، ال عمران: ۹۶

”ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جسے محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ (عزوجل) اُسے جانتا ہے۔“
اور فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالسَّلَاطَةِ وَالْكَفِّ وَالْبَيْنِ جَ وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْإِنْسَ السَّبِيلِ لَا وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ جَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ جَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا جَ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ط أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝﴾ (3) پ ۱۰۲، البقرة: ۱۷۷

”نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر دو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب و انبیاء پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سالکین کو اور گردن چھٹانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔“
اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَخْسِرَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنْتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط﴾ (1) پ ۱۰۳، ال عمران: ۷۵

”جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے انھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔“

اور فرماتا ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَفْزَحُهُمْ بِعَذَابِ آلِهِمْ يَوْمَ يُخْمَسُ عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ لَكُوفٍ بِهَا بِحَبْأَتِهِمْ وَجُنُوبُهُمْ وَأَطْوَؤُهُمْ ط هَٰذَا مَا كُنْتُمْ لَا أَنْفُسَكُمْ فَلَوْ قُورَا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝﴾ (2) پ ۱۰۴، النور: ۳۴-۳۵

”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب

کی خوشخبری سناؤ، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور ٹخنیں داغی جائیں گی (3)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی مذہب دوسرے مذہب پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرقی دوسری اشرقی پر بلکہ زکاۃ دینے والے کا جسم اٹایا کر دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جن کیے ہوں تو ہر وہی چھوڑ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲۷۲، الترغیب و الترہیب، کتاب الصلوات، الترہیب من مع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲، ج ۱، ص ۳۱۰۔ (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چمکو جو جمع کرتے تھے۔“

نیز زکاۃ کے بیان میں بکثرت آیات وارد ہوئیں جن سے اُس کا مہتمم بالشان ہونا ظاہر۔ احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث ۱، ۲: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گھنچے سانپ کی صورت میں کرویا جائے گا، جس کے سر پر دو پتلیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باجھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔“ اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿وَلَا يَخْسِبَنَّ لِلَّذِينَ يُتْلُونَ﴾ (1) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۱۱۴۰، ص ۱۱۰، پ ۱۰۴، الہ ص ۱۸۰۔ الآیہ۔ اسی کے محل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳: احمد کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، ”جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گھنچا سانپ (2) (سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال پگھلتے ہیں اور جب ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ سنی ہیں گھنچے سانپ کے کہ اس کا ہانا ہوگا۔) ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے مونہ میں ڈال دے گا۔“ (3) المسند، للإمام احمد بن حنبل، یہ حدیث طویل ہے، مقرر لاکر کی گئی۔ ص ۱۲۷۔

حدیث ۴، ۵: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے لیے مخر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹہ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا پٹکتے اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فرہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونہ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹا پٹکتے اور وہ سب کی سب آئیں گی، ندان میں غوے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، ندے سینگ کی، ندوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی

اور کھروں سے روندی گی (4) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب اثم منافع الزکاة، الحدیث: ۲۲۹۰، ص ۸۳۳، اور اسی کے مسئلہ صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاة نہ دینے میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (5) انظر: "صحیح البخاری"، کتاب الزکاة، باب زکاة البقر، الحدیث: ۱۶۶۰، ص ۱۱۵۔

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہو گئے (کہ زکاة کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قویہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہیں اور جس نے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچا لیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاة میں تفریق کرے (1) (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑ کر کوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریات دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹھ کر اس سے حج سے قہراً ان کے کلمہ میں پہلے بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے سطر ہیں یہ خیال تھا کہ زکاة دینے نہیں اس کی وجہ سے کفار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے بھان لیا کہ وہی حق ہے، جو صدیق نے کہا اور کیا۔ (2) (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاة کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاة حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروق اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔ (2) صحیح البخاری، کتاب الاحتصام، باب الإقتداء، بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۷۲۸۴، ص ۶۰۶۔

حدیث ۷: ابو داؤد نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب یہ آیا یہ کریمہ **﴿وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ﴾** **الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾** (3) ب ۱۰، شریعہ ۳۴، نازل ہوئی، مسلمانوں پر شاق ہوئی (کچھ کہے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقت کا سامنا ہوگا)، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تم سے مصیبت دُور کروں گا۔ حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ آیت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا: کہ "اللہ تعالیٰ نے زکاة تو اس لیے فرض کی کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے اور موارثت اس لیے فرض کیے کہ تمہارے بعد والوں کے لیے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکاة سے مال کی طہارت نہ ہوتی، بلکہ زکاة کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کا ہے میں جاری ہوتی، بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکاة نہ دے) اس پر فاروق اعظم نے تکبیر کہی۔ (4) سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب فی حقوق المال، الحدیث: ۱۶۶۴، ص ۱۳۴۷۔

حدیث ۸: بخاری اپنی تاریخ میں اور امام شافعی ویز ابو یوسفی و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "زکاة کسی مال میں نہ ملے گی، مگر اُسے ہلاک کر دے گی۔" (5) "مذهب الایمان"،

باب فی الزکاة، فصل فی الاستفاد من المسألة، الحديث: ۳۵۲۲، ج ۳، ص ۲۷۲۔ بعض ائمہ نے اس حدیث کے یہ معنی بیان کیے کہ زکاة واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کر دے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مالدار شخص مال زکاة لے تو یہ مال زکاة اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکاة تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں۔ (۱) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصلقات، الترہیب من مع الزکاة، الحديث: ۱۸۸، ج ۱، ص ۳۰۹۔

حدیث ۹: طبرانی نے اوسط میں نے یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جو قوم زکاة نہ دے گی، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔" (۲) "المعجم الأوسط"، الحديث: ۴۵۷۷، ج ۴، ص ۲۷۵۔

حدیث ۱۰: طبرانی نے اوسط میں قاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "خنگلی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاة نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔" (۳) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصلقات، الترہیب من مع الزکاة، الحديث: ۱۶۳، ج ۱، ص ۳۰۸۔

حدیث ۱۱: عجمین میں اخف بن قیس سے مروی، سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اُن کے سر پستان پر جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سید تو ذکر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں تو زنا سید سے نکلے گا۔" (۴) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب فی تکاثر الاموال والتغلب علیہم، الحديث: ۲۳۰۶، ص ۸۳۵۔ اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ "پٹھے تو ذکر کروٹ سے نکلے گا اور گدی تو ذکر پیشانی سے۔" (۵) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب فی تکاثر الاموال والتغلب علیہم، الحديث: ۲۳۰۷، ص ۸۳۵۔

حدیث ۱۲: طبرانی امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سُن لو! ایسے تو مگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔" (۶) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصلقات، الحديث: ۲۵، ج ۱، ص ۳۰۶۔ و "المعجم الأوسط"، الحديث: ۳۵۷۹، ج ۲، ص ۳۷۴۔

حدیث ۱۳: نیز طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "قیامت کے دن تو مگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔" محتاج عرض کریں گے، ہمارے حقوق جو تُو نے اُن پر فرض کیے تھے، انہوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ عزوجل فرمائے گا: "مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تمہیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا۔" (۷) "المعجم الأوسط"، باب الصن، الحديث: ۲۸۱۳، ج ۲، ص ۳۴۹۔

حدیث ۱۴: ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "دوزخ میں سب سے پہلے عین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تو مگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔" (۱) "صحیح ابن خزیمہ"، کتاب الزکاة، باب ذکر ادخال مائع الزکاة النار... إلخ، الحديث: ۲۲۱۹، ج ۱، ص ۸۔

حدیث ۱۵: امام احمد مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں کہ ”اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی۔ جب تک پوری چاروں نہ بھی مانے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ رمضان، حج بیت اللہ۔“ (2) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث

لإمام بن تیمیہ، الحدیث: ۱۷۸۰، ج ۶، ص ۲۳۶

حدیث ۱۶ طبرانی کبیر میں مسند صحیح راوی، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”میں حکم دیا گیا کہ نماز، زکوٰۃ اور روزہ صوم“ (3) ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۹۵، ج ۱۱، ص ۱۰۳

حدیث ۱۷۔ یحییٰ بن مسعود احمد و سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا، جو جو اللہ (عزوجل) کے لیے توابع کرے، اللہ (عزوجل) اسے بلند فرمائے گا۔“ (4) ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلۃ والأداب، باب استجاب الطوبی والافاض، الحدیث: ۶۵۹۷، ص ۱۱۳۰

حدیث ۱۸ بخاری و مسلم انہیں سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نمازی ہے، روزہ نماز سے بلایا جائے گا، جو مال جہاد سے ہے دروازہ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو مال صدقہ سے ہے دروازہ صدقہ سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہے باب الزیان سے بلایا جائے گا۔“ صدیق اکبر نے عرض کی، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخول جنت ہے، وہ ایک دروازہ سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا ”ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو۔“ (5) ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۶۶۶، ص ۶۹۸ و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۷۹۳۷، ج ۳، ص ۹۳

حدیث ۱۹ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”جو شخص کھجور برابر حلال کمانی سے صدقہ کرے اور اللہ (عزوجل) نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے اللہ تعالیٰ وسیع راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے دلک کے لیے پرورش کرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے پیچھے کی تہمت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پھاڑ برابر ہو جاتا ہے۔“ (1) ”صحیح البخاری“، کتاب

الزکوٰۃ، باب لا تقبل صدقة من غلول، الحدیث: ۱۴۱۰، ص ۱۱۶

حدیث ۲۰ و ۲۱ نسائی و ابن ماجہ بنی سنن میں و ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے ہافادہ صحیح ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ ”قسم ہے! اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔“ اُس کو تین بار فرمایا پھر سرٹھکا لیا تو ہم سب نے سرٹھکا لیے اور رونے لگے، یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سر مبارک اٹھالیا اور چہرہ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: ”جو بندہ پانچ نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا

روزہ رکھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سہ ماہی کے ساتھ داخل ہو۔“ (2) مسند السنن ۴ کتاب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ الحموی،

۴۴۵۳، ۴۴۵۴،

حدیث ۴۴۔ امام احمد نے بروایت ثقات انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”اپنے مال کی زکوٰۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کر اور مسکین اور یتیم اور بزدلی اور سائل کا حق پہچان۔“ (3) مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند ابن ماجہ، الحدیث.

٧٧٧، ١٤٢٨ هـ

حسدیث ۴۳ طبرانی نے اوسط و کبیر میں ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”زکاۃ اسلام کا پل ہے۔“ (4)۔

حدیث ۴: طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ”جو میرے لیے چھ چیزوں کی کفالت کرے، میں اُس کے لیے جنت کا خامن ہوں۔“ میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یا رسول اللہ (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا ”نماز و زکوٰۃ و امانت و شرمگاہ و حکم و زبان۔“ (5)

الأوسط، باب الفاعل الحديث: ٤٩٢٥، ج ٣، ص ٣٩٦

حدیث ۴۵: بزار نے منقولہ روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔“ (6) - مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، الحدیث: ۵۳۶۶ ج ۳، ص ۱۹۸

حدیث ۴۶: جبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔“ (۱)

المعجم الكبير، الطبعة: ١٩٥٦، ج ١، ص ٢٢٤

حدیث ۲۷ ابو داؤد نے حسن بصری سے مرسلہ اور طبرانی و بیہقی نے ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ ”زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور اپنے بیکاروں کا علاج صدقہ سے کر دو اور عیال نازل ہونے پر عداۃ تشرع سے استعانت کرو۔“ (2) ”مرا سیل ابی داؤد“ مع ”سنن ابی

داو د^{۱۱} جابه في الصائمه وصيپ أهله صيپ.

حدیث ۲۸ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور، قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کر دی، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے شر و رفر دیا۔“

(3) المجموع الأوسط، باب الألقاب الحديث. ١٥٧٩، ج ١، ص ٤٣١

مسائل فقہیہ

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسکین فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کر لے۔ (4) "موسم الابصار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۳، ۲۰۶ (درمختار)

مسئلہ ۱ زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کا فر اور نہ دینے والا قاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، ج ۱، ص ۱۷۰، (عائسی)

مسئلہ ۲ مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یو ہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ (6) "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۴، (درمختار)

مسئلہ ۳ فقیر کو بہ نیت زکاۃ مکان رہنے کو دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا، لک کیا۔ (1) "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۵، (درمختار)

مسئلہ ۴ مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا پتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُس کی طرف سے اس کا ہاپ جو فقیر ہو یا دھوکہ دے یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔ (2) "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۴، (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۵ زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسکین ہونا۔

کافر پر زکاۃ واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زکاۃ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔ (3) "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فی احکام المذنب، ج ۳، ص ۲۰۷، (غالب کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو زکاۃ اسلام میں جو زکاۃ نہیں دی تھی ساقط ہوگئی۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، ج ۱، ص ۱۷۱، (عائسی)

مسئلہ ۶ کافر دار الحرب میں مسلمان ہوا اور وہیں چند برس تک اقامت کی پھر دارالاسلام میں آیا، اگر اس کو معلوم تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاۃ واجب ہے، تو اُس زمانہ کی زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر دارالاسلام میں مسلمان ہوا اور چند سال کی زکاۃ نہیں دی تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ کہتا ہو کہ مجھے فرضیت زکاۃ کا علم نہیں کہ دارالاسلام میں جہل غدر نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، ج ۱، ص ۱۷۱، وغیرہ (عائسی وغیرہ)

(۲) بلوغ۔

(۳) عقل، نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے دن آخر میں افادہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں

یوغ ہوا تو اس کا سال موش آنے سے شروع ہوگا۔ یوں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گنیر یا تو جب افادہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔ (6) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی احکام المعنویہ، ج ۳، ص ۲۰۷ (توسہ، عائشیری، رد المحتار)

مسئلہ ۷ بوہرے پر زکاة واجب نہیں، جب کہ اسی حالت میں پورا سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اُسے افادہ بھی ہوتا ہے تو واجب ہے۔ جس پر غشی طاری ہوئی اس پر زکاة واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی احکام المعنویہ، ج ۳، ص ۲۰۷ و "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲ (عائشیری، رد المحتار)

(۳) آزاد ہونا۔

غلام پر زکاة واجب نہیں، اگرچہ مازون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب (2) (یعنی وہ غلام جس کا مالک اس کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اس کو تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کرے) یا ام ولد (3) (یعنی وہ بڑی بی بی کے بچہ ہو اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ نوٹ: ان کی تفصیلی مطومات کے لئے بہار شریعت ص ۱۱۱ منہ مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں) یا مستعین (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کے لئے پورے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا)۔ (4) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱ وغیرہ (عائشیری وغیرہ)

مسئلہ ۸ مازون غلام نے جو کچھ کمایا ہے اس کی زکاة نہ اُس پر ہے نہ اُس کے مالک پر، ہاں جب مالک کو دے دیا تو اب ان برسوں کی بھی زکاة مالک ادا کرے، جب کہ غلام مازون دین میں مستغرق نہ ہو، ورنہ اس کی کمائی پر مطلقاً زکاة واجب نہیں، نہ مالک کے قبضہ کرنے کے پہلے نہ بعد۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة نسی المبیع وفاء، ج ۳ ص ۲۱۴ (رد المحتار)

مسئلہ ۹ مکاتب نے جو کچھ کمایا اس کی زکاة واجب نہیں نہ اُس پر نہ اُس کے مالک پر، جب مالک کو دے دے اور سال گزر جائے، اب بشرط زکاة مالک پر واجب ہوگی اور گذشتہ برسوں کی واجب نہیں۔ (6) "المرجع السابق" (رد المحتار)

(۵) اس بقدر نصاب اُس کی ملک میں ہوتا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاة واجب نہ ہوئی۔ (7) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲ (توسہ، عائشیری)

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔ (8) "المرجع السابق"

مسئلہ ۱۰ جو ماں گم گئی یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا عدنان نے دین سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاة واجب نہیں۔ (1) "المرجع السابق"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۱۸ (رد المحتار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۱ اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادر ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (2) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۱۹ (تنویر)

مسئلہ ۱۲: خزانے کا جو نوراگر کسی نے غصب کیا، مگر چودہ اقرار کرتا ہو تو ملنے کے بعد بھی اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (3) "فتاویٰ المعانیہ"، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۲۴ (خانہ)

مسئلہ ۱۳: غصب کیے ہوئے کی زکوٰۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اُسے واپس دے اور اگر غاصب نے اُس مال کو اپنے مال میں غلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (4) "رد المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، مطلب مما ہو صادر السلطان رجلا (بخ، ج ۳، ص ۲۰۹ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۴ ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لیے پھر وہی روپے اُس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دلوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار روپے اپنی ملک کے ہیں تو غاصب اؤں پر زکوٰۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔ (5) "فتاویٰ الہدیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۳ (التیسری)

مسئلہ ۱۵ شے مرہون (6) (یہی چیز مرید کی گئی ہے) کی زکوٰۃ نہ مرہون (7) (یعنی جس کے پاس چیز مرید کی گئی ہو) پر ہے، نہ راہن (8) (یعنی مرید رکھے والا)۔ نوٹ: ان کی فصلی اصطلاح کے لئے دیکھئے ہمارے حصہ شریعت کا بیان۔ پر، مرہون تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد مرہون چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (9) "المدار المسحار"، کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۱۱ وغیرہ (در مختار، غیرہ)

مسئلہ ۱۶ جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکوٰۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (1) "المدار المسحار" و "رد المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن الصبیح واداء، ج ۳، ص ۲۱۵ (در مختار، رد مختار)

(۲) نصاب کا دین سے قارض ہونا۔

مسئلہ ۱۷ نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں، خواہ وہ دین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زر مین (2) (کسی خریدی گئی چیز کے نام)۔ کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دین ہو، جیسے زکوٰۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکوٰۃ اس پر دین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ یو ہیں اگر تین سال گزر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکوٰۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال

کے پورے ہونے پر زکاۃ واجب ہوگی۔ یوں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سرے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدر نصاب ہے، مگر سال اول کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاۃ واجب نہیں اور اگر اس پہلے مال کو اس نے قصہ ہلاک نہ کیا، بلکہ بل قصد ہلاک ہو گیا تو اس کی زکاۃ جاتی رہی، لہذا اس کی زکاۃ دین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاۃ واجب ہے۔

(3) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۲ و ۱۶۱ و رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب، الفرق بین السبب والشرط والمطل، ج ۱۳، ص ۲۱ (عائسی، رد المحتار)

مسئلہ ۱۸۔ اگر خود مومن (4) (معرض) نہیں مگر مومن کا کفیل (5) (یعنی عرض کا مومن) ہے اور کفالت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، زکاۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض ہے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگر چہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دین میں مستغرق ہیں، لہذا زکاۃ واجب نہیں اور اگر عمرو کی دس شخصوں نے کفالت کی اور سب کے پاس ہزار ہزار روپے ہیں جب بھی ان میں کسی پر زکاۃ واجب نہیں کہ قرض خواہ ہر ایک سے مطالبہ کر سکتا ہے اور بصورت نہ ملنے کے جس کو چاہے قید کرادے۔ (1) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب، الفرق بین السبب والشرط والعلة، ج ۲، ص ۲۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۹۔ جو دین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔ (2) المرجع المسالی، ص ۲۱۱ (رد المحتار) چونکہ عادی دین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہذا اگر چہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دین مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے۔ (3) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۲ (عائسی، رد المحتار) خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد مقرر نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۔ عورت کا نقد شوہر پر دین نہیں قرار دیا جائے گا جب تک قاضی نے حکم نہ دیا ہو یا دونوں نے باہم کسی مقدار پر تصفیہ نہ کر لیا ہو اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو ساقط ہو جائے گا شوہر پر اس کا دین واجب نہ ہوگا، لہذا مانع زکاۃ نہیں۔ عورت کے علاوہ کسی رشتہ دار کا نقد اس وقت دین ہے جب ایک مہینہ سے کم زمانہ گزرا ہو یا اس رشتہ دار نے قاضی کے حکم سے قرض لیا اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو ساقط ہے اور مانع زکاۃ نہیں۔ (4) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۲ و رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب، الفرق بین السبب والشرط والمطل، ج ۱۳، ص ۲۱ (عائسی، رد المحتار)

مسئلہ ۲۱۔ دین اس وقت مانع زکاۃ ہے جب زکاۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہو، تو زکاۃ پر اس دین کا کچھ اثر نہیں۔ (5) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب، الفرق بین السبب والشرط والمطل، ج ۱۳، ص ۲ و الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۲ (رد المحتار، وغیرہ)

مسئلہ ۶۲۔ جس ذین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکاۃ نہیں مثلاً نذر و کفارہ و صدقہ فطریہ و قربانی کہ اگر ان کے معارف نصاب سے نکالیں تو اگرچہ نصاب باقی نہ رہے زکاۃ واجب ہے، عشر و خرچ واجب ہونے کے لیے دین مانع نہیں یعنی اگرچہ معن ہوں، یہ چیزیں اس پر واجب ہو جائیں گی۔ (6)

المعاملۃ الخیرۃ و "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلبہ الفرقہ فی السبب و الشرط و العلقہ، ج ۳، ص ۲۱۱ وغیرہما (در مختار، رد مختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۳: جو ذین اثنائے سال میں عارض ہوا یعنی شروع سال میں معن نہ تھا پھر معن ہو گیا پھر سارا سال تمام پر علاوہ ذین کے نصاب کا مالک ہو گیا تو زکاۃ واجب ہوگئی، اس کی صورت یہ ہے کہ فرض کر دے کہ خواہے فرض معاف کر دیا تو اب چونکہ اس کے ذمہ ذین نہ رہا اور سال بھی پورا ہو چکا ہے، لہذا واجب ہے کہ ابھی زکاۃ دے، یہ نہیں کہ اب سے ایک ماہ گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر شروع سال سے معن تھا اور سال تمام پر معاف کیا تو ابھی زکاۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اب سے سال گزرنے پر۔ (1)

رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلبہ فی رکۃ من الصبیح و العصر، ج ۳، ص ۲۱۵ وغیرہ (رد المحتار، رد غیرہ)

مسئلہ ۶۴: ایک شخص معن ہے اور چند نصاب کا مالک کہ ہر ایک سے ذین ادا ہو جاتا ہے، مثلاً اس کے پاس روپے اشرفیاں بھی ہیں، تجارت کے اسباب بھی، چرائی کے جانور بھی تو روپے اشرفیوں ذین کے مقابل سمجھے اور اور چیزوں کی زکاۃ دے اور اگر روپے اشرفیاں نہ ہوں اور چرائی کے جانوروں کی چند نصابیں ہوں، مثلاً چالیس بکریاں ہیں اور تیس گائیں اور پانچ اونٹ تو جس کی زکاۃ میں اسے آسانی ہو، اس کی زکاۃ دے اور دوسرے کو ذین میں سمجھے تو اس صورت نہ کورہ میں اگر بکریوں یا اونٹوں کی زکاۃ دے گا تو ایک بکری دینی ہوگی اور گائے کی زکاۃ میں سال بھر کا چھڑا اور ظاہر ہے کہ ایک بکری دینا چھڑا دینے سے آسان ہے، لہذا بکری دے سکتا ہے اور اگر برابر ہوں تو اسے اختیار ہے۔ مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور چالیس بکریاں دونوں کی زکاۃ ایک بکری ہے، اسے اختیار ہے جسے چاہے ذین کے لیے سمجھے اور جس کی چاہے زکاۃ دے اور یہ سب تفصیل اس وقت ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والے آئے، ورنہ اگر بطور خود دینا چاہتا ہے تو ہر صورت میں اختیار ہے۔ (2)

رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلبہ فی رکۃ من الصبیح و العصر، ج ۳، ص ۲۱۶ (در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۶۵: اس پر ہزار روپے قرض ہیں اور اس کے پاس ہزار روپے ہیں اور ایک مکان اور خدمت کے لیے ایک غلام تو زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ مکان و غلام دس ہزار روپے کی قیمت کے ہوں کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور جب روپے موجود ہیں تو قرض کے لیے روپے قرار دیے جائیں گے نہ کہ مکان و غلام۔ (3)

المفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، باب الاول، ج ۱، ص ۱۷۲ (عالمگیری)

(۸) نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو۔ (4) المرجع السابق، ص ۱۷۲

مسئلہ ۶۶: حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جائزے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے

لوٹری غلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ۔ (۱) "الفقہی،
 الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۲ و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی رکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۶ (ج ۱،
 عالمگیری، رد المحتار)

مسئلہ ۲۷ ایک چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا، جیسے چڑا پکانے کے لیے
 زرد (۲) (ایک دوکانام) اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا زکاة واجب ہے۔ یوں دگر بڑے نے اجرت پر کپڑا رنگنے
 کے لیے کسم، زعفران خریدا تو اگر بقدر نصاب ہے اور سال گزر گیا زکاة واجب ہے۔ پتہ وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے
 اور اگر وہ ایک چیز ہے جس کا اثر باقی نہیں رہے گا، جیسے صابون تو اگرچہ بقدر نصاب ہو اور سال گزر جائے زکاة واجب
 نہیں۔ (۳) "الفقہی الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۲ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے شیشیاں خریدیں، ان پر زکاة واجب ہے۔ (۴) "رد المحتار"، کتاب
 الزکاة، مطلب فی رکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۸ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۹ خرچ کے لیے روپے کے پیسے لیے تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے
 روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا گیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکاة واجب ہے، مگر چھ
 اسی فیصد سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ
 کرنے کی ضرورت ہے تو زکاة واجب نہیں۔ (۵) "المرجع السابق"، ص ۱۱۲ (رد المحتار)

مسئلہ ۳۰ اہل علم کے لیے کتابیں حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں، جب بھی کتابوں کی زکاة
 واجب نہیں جب کہ تجارت کے لیے نہ ہوں، فرق اتنا ہے کہ اہل علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر ہاں بقدر نصاب نہ
 ہو تو زکاة لینا جائز ہے اور غیر اہل علم کے لیے ناجائز، جب کہ دوسروں کی قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے پڑھنے پڑھانے یا
 تصحیح کے لیے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے، اگر ایک کتاب کے چند
 نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں اگر دوسروں کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکاة لینا ناجائز ہے، خواہ ایک
 ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔ (۶) "المرجع السابق" و
 "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی رکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷ (رد المحتار)

مسئلہ ۳۱ حافظ کے لیے قرآن مجید حاجتِ اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لیے ایک سے زیادہ حاجتِ اصلیہ کے
 علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دوسروں کی قیمت کا ہو تو زکاة لینا ناجائز نہیں۔ (۱) "العوہدۃ النیرۃ"، کتاب الزکاة، ص ۱۲۸ و
 "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی رکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷ (جوہر و رد المحتار)

مسئلہ ۳۲ طبیب کے لیے طب کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں ہیں، جب کہ مطالعہ میں رکھتا ہو یا اُسے دیکھنے کی
 ضرورت پڑے، نحو صرف و نجوم اور دیوان اور قصے کہانی کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں نہیں، اصول فقہ و علم کلام و اخلاق کی
 کتابیں جیسے احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ (۲) "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی رکاة

مسئلہ ۳۳ کفار اور بد مذہبوں کے رد اور اہل سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ یو ہیں عالم اگر بد مذہب و غیرہ کی کتابیں اس لیے رکھے کہ اُن کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

(۹) مال نامی ہوتا یعنی بڑھنے والا خواہ حیوان بڑھے یا حکمًا یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اُس کے یا اُس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دوسو قسمیں ہیں وہ اسی لیے پیدا ہی کیا گیا ہوا ہے فطری کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فطری کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فطری ہیں کہ تجارت سے سب میں نمونہ ہوگا۔ (۳) (یعنی رہائی ہوگی۔) سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگر چہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کر کے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس، غلام یہ کہ زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

(۱) غنم یعنی سونا چاندی۔

(۲) مال تجارت۔

(۳) سائرہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔ (۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۱ و الفتاویٰ الرضویہ

(الحدیثہ) ج ۱، ص ۱۶۱۔ (عبد کتب)

مسئلہ ۳۴ نیت تجارت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالتِ صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیت تجارت کر لی خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، غنم روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے دلالت کی صورت یہ ہے کہ مال تجارت کے بدلے کوئی چیز خریدی یا مکان جو تجارت کے لیے ہے اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لیے ہیں اگر چہ صراحۃً تجارت کی نیت نہ کی۔ یو ہیں اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً دوسو درم کا مالک ہے اور من بھر گےہوں قرض لیے تو اگر تجارت کے لیے نہیں لیے تو زکاۃ واجب نہیں کہ گےہوں کے دام انھیں دوسو سے خرما کیے جائیں گے تو نصاب باقی ذریعہ اور اگر تجارت کے لیے لیے تو زکاۃ واجب ہوگی کہ اُن گےہوں کی قیمت دوسو پر اضافہ کریں اور مجموعہ سے قرض خرما کریں تو دوسو سالم رہے لہذا زکاۃ واجب ہوگی۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۴ و "المرامح" و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی

زکاۃ، فہم المسیح و فہم ج ۳، ص ۲۶۱۔ (عائسیہ کی، رختی، رد المحتار)

مسئلہ ۳۵ جس عقد میں تبادلہ نہ ہو جیسے ہبہ، وصیت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر ماں سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدلہ، طلاق (۲) (یعنی وہ مال جس کے بدلے میں نکاح نہ کیا جائے۔) بدلہ حق (۳) (یعنی وہ مال جس کے بدلے میں غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے۔) ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں یعنی اگر چہ تجارت کی نیت

کتاب الزکاة الباب الأول ج ۱ ص ۱۷۴ (تفسیری)

الحسابی (تفسیری، ورمختار)

المجلد الثامن من كتاب الزكوة، ج ٤، ص ٢٢١ (در مختار)

واجب ہوئی۔ (8) مکتوب الاصدار "الذکر المختار"، کتاب الحركة، ج ۳، ص ۲۳۰ (امریقہ)

۲۲۲ (رواکبر)

کتاب الزکاة مطبوع فی ركة شمس الحیج و فاء ج ۳ ص ۲۲۱ (ارشد الزکاة)

كتاب الزكاة، الباب الأول، ج ١، ص ١٧٥ (تفسير)

جسٹلر ۶۲۔ مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس (5) (سونا، چاندی اور مطلقاً یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ پوہر

یا غیر جنس سے بدل یا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا اور اگر چرائی کے جانور بدل لیے تو سال کٹ گیا یعنی اب ساں اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے۔ (6) معتمدی الہند، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۷۵

(عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اس نئے مال کا جدا بدل نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خود وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے حدیث سال شمار ہوگا۔ (7) المحوہرۃ البیہ، کتاب الزکاة، باب الزکاة العین، ص ۱۰۵ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: مالک نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دونصائیں ہیں اور دونوں کا خدادا خمد اسل ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اسے اس کے ساتھ ملائے، جس کی زکاة پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائیکہ کی قیمت جس کی زکاة دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے، اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کیے تو ان کا سال تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔ (1) المحوہرۃ البیہ، کتاب الزکاة، ج ۲، ص ۲۰۰ (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اس کے پاس چرائی کے جانور تھے اور سال تمام پر ان کی زکاة دی پھر انھیں روپوں سے بیچ ڈالا اور اس کے پاس پہلے سے بھی بقدر نصاب روپے ہیں جن پر نصف سال گزرا ہے تو یہ روپے ان روپوں کے ساتھ نہیں ملائے جائیں گے، بلکہ ان کے لیے اس وقت سے نیا سال شروع ہوگا یہ اس وقت ہے کہ یہ ٹخن کے روپے بقدر نصاب ہوں، ورنہ بدلا جماع انھیں کے ساتھ ملائیں یعنی ان کی زکاة انھیں روپوں کے ساتھ دی جائے۔ (2) معتمدی الہند، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۵ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۶: سال تمام سے جو مشترک اگر سائیکہ کو روپے کے بدلے بیچا تو اب ان روپوں کو ان روپوں کے ساتھ ملائیں گے جو مشترک سے اس کے پاس بقدر نصاب موجود ہیں یعنی ان کے سال تمام پر ان کی بھی زکاة دی جائے، ان کے لیے نیا سال شروع نہ ہوگا۔ یو ہیں اگر جانور کے بدلے بیچا تو اس جانور کو اس جانور کے ساتھ ملائے، جو مشترک سے اس کے پاس ہے اگر سائیکہ کی زکاة دے دی پھر اسے سائیکہ نہ رکھا پھر بیچ ڈالا تو ٹخن کو اگلے مال کے ساتھ ملا دیں گے۔ (3) المعرجمع

(عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اونٹ، بکری، بکری میں ایک کو دوسرے کے بدلے سال تمام سے پہلے بیچا تو اب سے ان کے لیے نیا سال شروع ہوگا۔ یو ہیں اگر اور چیز کے بدلے بنیت تجارت بیچا تو اب سے ایک سال گزرنے پر زکاة واجب ہوگی اور اگر اپنی جنس کے بدلے بیچا یعنی اونٹ کو اونٹ اور گائے کو گائے کے بدلے جب بھی حکم ہے اور اگر بعد سال تمام بیچا تو زکاة واجب ہو چکی اور وہ اس کے ذمہ ہے۔ (4) المحوہرۃ البیہ، کتاب الزکاة، باب زکاة الامل، ص ۱۰۰ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۸ درمیان سال میں سائیکو کوچا تھا اور سال تمام سے پہلے عیب کی وجہ سے خریدار نے واپس کر دیا تو اگر قاضی کے حکم سے واپسی ہوئی تو نیا سال شروع نہ ہوگا، ورنہ اب سے سال شروع کیا جائے اور اگر ہبہ کر دیا تھا پھر سال تمام سے پہلے واپس کر لیا تو نیا سال لیا جائے گا، قاضی کے فیصلہ سے واپسی ہو یا بطور خود۔ (۵) المرجع السابق۔ (جو ہرہ)

مسئلہ ۴۹ اُس کے پاس خراجی زمین تھی، خراج ادا کرنے کے بعد بیچ ڈالی تو ثمن کو اصل نصاب کے ساتھ مل دیں گے۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۵ (عائنی)

مسئلہ ۵۰ اس کے پاس روپے ہیں جن کی زکاة دے چکا ہے پھر ان سے چرائی کے جانور خریدے اور اس کے یہاں اس جنس کے جانور پہلے سے موجود ہیں تو ان کو ان کے ساتھ نہ ملائیں گے۔ (۲) المرجع السابق (عائنی)

مسئلہ ۵۱ کسی نے اسے چار ہزار روپے بطور ہبہ دیے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہزار روپے اور حاصل کیے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنے دیے ہوئے روپے حکم قاضی سے واپس لے لیے تو ان جدید روپوں کی بھی اس پر زکاة واجب نہیں جب تک ان پر سال نہ گزرے۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۵۔ ۱۷۶ (عائنی)

مسئلہ ۵۲ کسی کے پاس تجارت کی بکریاں ہیں، جن کی قیمت دوسو درہم ہے اور سال تمام سے پہلے ایک بکری مرگئی، ساں پورا ہونے سے پہلے اُس نے اس کی کھال نکال کر پکائی تو زکاة واجب ہے۔ (۴) المرجع السابق، ص ۱۷۶ (عائنی) یعنی جب کہ وہ کھان نصاب کو پورا کرے۔

مسئلہ ۵۳ زکاة دیتے وقت یا زکاة کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکاة شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتائے کہ زکاة ہے۔ (۵) المرجع السابق، ص ۱۷۰ (عائنی)

مسئلہ ۵۴ سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکاة ہے تو ادا نہ ہوئی۔ (۶) المرجع السابق، ص ۱۷۱ (عائنی)

مسئلہ ۵۵ ایک شخص کو دیکل بنایا اُسے دیتے وقت نیت زکاة نہ کی، مگر جب دیکل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیت کر لی ہوگئی۔ (۷) المرجع السابق (عائنی)

مسئلہ ۵۶ دیتے وقت نیت نہیں کی تھی، بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اسکی ملک میں ہے تو یہ نیت کافی ہے ورنہ نہیں۔ (۸) "المحاضر"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۲ (درمختار)

مسئلہ ۵۷ زکاة دینے کے لیے دیکل بنایا اور دیکل کو بے نیت زکاة مال دیا مگر دیکل نے فقیر کو دیتے وقت نیت نہیں کی، ہوگئی۔ پوہیں زکاة کا مال دینی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذاتی کو دیتے وقت نیت کر لی تھی تو یہ نیت کافی ہے۔ (۱) "المحاضر"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۲ (درمختار)

مسئلہ ۵۸ دیکل کو دیتے وقت کہا اے اللہ صدق یا کفار ہے مگر قل اس کے کہ دیکل فقیروں کو دے، اُس نے زکاة کی نیت کر لی تو زکاة ہی ہے، اگر چہ دیکل نے نفل یا کفارہ کی نیت سے فقیر کو دیا ہو۔ (۲) "المحاضر"، کتاب الزکاة، ص ۲۲۲ (درمختار)

مسئلہ ۵۹ ایک شخص چند زکاة دینے والوں کا وکیل ہے اور سب کی زکاة ملا دی تو اسے تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے وہ تبرع ہے یعنی نہ مالکوں سے اس کا معاوضہ پائے گا نہ فقیروں سے، البتہ اگر فقیروں کو دینے سے پہلے مالکوں نے مانے کی اجازت دے دی تو تاوان اس کے ذمہ نہیں۔ یو ہیں اگر فقیروں نے بھی اسے زکاة لینے کا وکیل کیا اور اس نے ملا دیا تو تاوان اس پر نہیں مگر اس وقت یہ ضرور ہے کہ اگر ایک فقیر کا وکیل ہے اور چند جگہ سے اسے اتنی زکاة ملی کہ مجموعہ بلذ نصاب ہے تو اب جو جان کر زکاة دے اس کی زکاة ادا نہ ہوگی یا چند فقیروں کا وکیل ہے اور زکاة اتنی ملی کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی قدر ہے تو اب اس وکیل کو زکاة دینا جائز نہیں مثلاً تین فقیروں کا وکیل ہے اور چھ سو درم ملے کہ ہر ایک کا حصہ دو سو ہو اب نصاب ہے اور چھ سو سے کم ملا تو کسی کو نصاب کی قدر نہ ملا اور اگر ہر ایک فقیر نے اسے علیحدہ علیحدہ وکیل بنایا تو مجموعہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر ایک کو جو ملا ہے وہ دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بغیر فقیروں کی اجازت کے ملانا جائز نہیں اور ملا دے گا جب بھی زکاة ادا ہو جائیگی اور فقیروں کو تاوان دے گا اور اگر فقیروں کا وکیل نہ ہو تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ کتنی ہی نصابیں اس کے پاس جمع ہو گئیں۔ (3) "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مظہب فی زکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳ موصفاً (رد المحتار)

مسئلہ ۶۰ چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ یو ہیں دمال کو زرخشن یا مہج کا غلط (4) "دال کو فری کی چیز کی قیمت باغی کی چیز کا ملا"۔ جائز نہیں۔ یو ہیں اگر چند فقیروں کے لیے سوال کیا تو جو ملے ہے ان کی اجازت کے غلط کرنا جائز نہیں۔ یو ہیں آنا پینے والے کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے گھروں ملا دے، مگر جہاں ملا دینے پر عرف جاری ہو تو ملا دینا جائز ہے اور ان سب صورتوں میں تاوان دے گا۔ (5) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، فصل فی اداء الفقراء، ج ۱، ص ۱۲۵ (خانہ)

مسئلہ ۶۱ اگر مؤکلوں (1) (بیکر کرنے والوں) نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی، جب کہ مؤکل (2) (یعنی وہ شخص جو اکیل مقرر کرے۔ وکیل کر سنے والا) اس عرف سے واقف ہو، مگر دلال کو غلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں۔ (3) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، مظہب فی زکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳ (رد المحتار)

مسئلہ ۶۲ وکیل کو اختیار ہے کہ مال زکاة اپنے لڑکے یا بی بی کو دیدے جب کہ یہ فقیر ہوں اور اگر زکاة تاباغ ہے تو اسے دینے کے لیے خود اس وکیل کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے، مگر اپنی اولاد یا بی بی کو اس وقت دے سکتا ہے، جب مؤکل نے ان کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لیے نہ کہہ دیا ہو ورنہ انھیں نہیں دے سکتا۔ (4) "الدر المختار"، ص ۲۲۴

مسئلہ ۶۳ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاة دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو لے سکتا ہے۔ (5) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۴ (رد المحتار)

مسئلہ ۶۴ اگر زکاة دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا، خود ہی اُس کی طرف سے زکاة دے دی تو نہ ہوگی اگرچہ اب اُس نے جائز کر دیا ہو۔ (۶) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة نساء المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳ (۱۰۰ شمار)

مسئلہ ۶۵ زکاة دینے والے نے وکیل کو زکاة کا روپیہ دیا وکیل نے اُسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکاة میں دے دیا تو جائز ہے، اگر یہ نیت ہو کہ اس کے عوض موکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خود خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکاة میں دیا تو زکاة ادا نہ ہوگی بلکہ یہ حرم ہے اور موکل کو تاوان دے گا۔ (۷) "فتح المحتار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب فی زکاة نساء المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۴ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۶۶: زکاة کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے۔ (۸) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة نساء المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۴ (۱۰۰ شمار)

مسئلہ ۶۷ کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے ہے ان سوروں کا خیرات کر دینا ہے مگر گیا اور جاتے وقت یہ نیت کی کہ زکاة میں دے دوں گا تو زکاة میں نہیں دے سکتا۔ (۹) "الفتاویٰ الہدیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۱ (عائسی)

مسئلہ ۶۸ زکاة کا مال ہاتھ پر رکھا تھا، فقرالوٹ لے گئے ادا ہو گئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اُٹھ لیا اگر یہ اسے پہنچتا ہے اور راضی ہو گیا اور مال ضائع نہیں ہوا تو ہو گئی۔ (۱) "الفتاویٰ الہدیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۲ (عائسی)

مسئلہ ۶۹ امین کے پاس سے امانت ضائع ہو گئی، اس نے مالک کو دفع خصوصت کے لیے کچھ روپے دے دیے اور دیتے وقت زکاة کی نیت کر لی اور مالک فقیر بھی ہے زکاة ادا نہ ہوئی۔ (۲) "الفتاویٰ الہدیہ"، کتاب الزکاة، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۷۱ (عائسی)

مسئلہ ۷۰ مال کو بہ نیت زکاة علیحدہ کر دینے سے بری اللہ منہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے، یہاں تک کہ اگر وہ جائز ہو تو زکاة ساقط نہ ہوگی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔ (۳) "فتح المحتار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة نساء المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۵ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۷۱ سب پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کر دی، اگرچہ زکاة کی نیت نہ کی بلکہ نفل کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی زکاة ادا ہو گئی اور اگر کل فقیر کو دے دیا اور منت یا کسی اور واجب کی نیت کی تو دینا صحیح ہے، مگر زکاة اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگی اور اگر اس کا کوئی حصہ خیرات کیا تو اس حصہ کی بھی زکاة ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس کے ذمہ ہے اور اگر کل مال ہلاک ہو گیا تو کل کی زکاة ساقط (۴) (یعنی ساقط) ہو گئی اور کچھ ہلاک ہوا تو بچتا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب، اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔ ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فصل کے ضائع ہو گیا، مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فصل سے ہلاک کیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی کو ہبہ کر دیا (۵) (یعنی غنی کو تحفہ میں دے دیا) تو زکاة بدستور واجب ادا ہے، ایک

چیسے بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ بالکل نادار ہو۔ (6) الفتاویٰ الہدیہ، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۱ (عائشہ کی روایت)

مسئلہ ۷۲۔ فقیر پر اس کا قرض تھا اور کل محاف کر دیا تو زکاة ساقط ہوگئی اور جو محاف کیا تو اس جز کی ساقط ہوگئی اور اگر اس صورت میں یہ نیت کی کہ پورا زکاة میں ہو جائے تو نہ ہوگی اور اگر مالدار پر قرض تھا اور کل محاف کر دیا تو زکاة ساقط نہ ہوگی بلکہ اس کے ذمہ ہے۔ فقیر پر قرض تھا محاف کر دیا اور یہ نیت کی کہ قلاب پر جو ذین ہے یہ اس کی زکاة ہے ادا نہ ہوئی۔ (7) المرجع السابق (عائشہ کی روایت)

مسئلہ ۷۳۔ کسی پر اس کے روپے آتے ہیں فقیر سے کہہ دیا اس سے وصول کر لے اور نیت زکاة کی کی بعد قبضہ اور ہوگئی۔ فقیر پر قرض ہے اس قرض کو اپنے مال کی زکاة میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ محاف کر دے اور وہ میرے مال کی زکاة ہو جائے یہ نہیں ہو سکتا، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسے زکاة کا مال دے اور اپنے آتے ہوئے میں لے لے، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین سکتا ہے اور یوں بھی نہ ملے تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرے کہ اس کے پاس ہے اور میرا نہیں دیتا۔ (1) المرجع السابق، کتاب الزکاة، ج ۱، ص ۲۶۶ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۴۔ زکاة کا روپیہ مردہ کی جغیر و مخفین (2) یعنی کھنڈی۔ یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے، اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا: "اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو دیباہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔" (3) رد المحتار، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة نساء المصحح، ج ۱، ص ۲۲۷

مکریخ بغداد، رقم، ۳۵۶۸، ج ۱، ص ۱۳۵ (روایت)

مسئلہ ۷۵۔ زکاة علیہ اور علی ہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ ٹھپا کر دینا افضل۔ (4) الفتاویٰ الہدیہ، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۱ (عائشہ کی روایت)

موقع ملے، نیز اعلان اوروں کے لیے باعث ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ یہ ادا کرنے پائے کہ ثواب جا تا رہے گا بلکہ گناہ و استحقاق عذاب ہے۔

مسئلہ ۷۶۔ زکاة دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاة کہہ کر دے، بلکہ صرف نیت زکاة کافی ہے یہاں تک کہ اگر جبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکاة کی ہو اور ہوگئی۔ (5) المرجع السابق (عائشہ کی روایت)

کھانے یا بچوں کے مصانی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاة کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاة کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہذا زکاة کا لفظ نہ کہے۔

مسئلہ ۷۷۔ زکاة ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے ٹھپا کر دے اور اگر تندرستی تھی اور اب دینا چاہتا ہے، مگر ماں نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے کر ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔ (1) رد المحتار، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة

مسئلہ ۷۸۔ مالک نصاب سال تمام سے جو شتر بھی ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم ساں پر مالک نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مال نصاب بالکل ہلاک ہو گیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاۃ نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہو گیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا۔ (2) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۶۶. (عائسی)

مسئلہ ۷۹۔ مالک نصاب اگر جو شتر سے چند نصابوں کی زکاۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع ساں میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو یا تین نصابوں کی زکاۃ دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکاۃ دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہو گیا تو سب کی ادا ہو گئی اور سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا، سال کے بعد اور حاصل کیا تو وہ زکاۃ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ (3) "شرح المسائل" (عائسی)

مسئلہ ۸۰۔ مالک نصاب جو شتر سے چند سال کی بھی زکاۃ دے سکتا ہے۔ (4) "شرح المسائل" (عائسی) اللہ تعالیٰ مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاۃ میں دیتا رہے، ختم سال پر حساب کرے، اگر زکاۃ پوری ہو گئی فیہا اور کچھ کی ہو تو اب فوراً دیدے، تاخیر جائز نہیں کہ نہ اُس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فوراً ادا کر دے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں غمرا کر دے۔ (5) (جی آئندہ سال میں اس کا ذکر کرے)

مسئلہ ۸۱۔ ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکاۃ دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہو گئے تو یہ اس کی ہے، ورنہ سال آئندہ میں محسوب ہوگی یہ جائز ہے۔ (6) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، فصل فی اداء الزکاۃ، ج ۱، ص ۱۶۶. (عائسی)

مسئلہ ۸۲۔ یہ گمان کر کے کہ پاسور پے ہیں، پاسو کی زکاۃ دی پھر معلوم ہوا کہ چار ہی سو تھے تو جو زیادہ دیا ہے، سال آئندہ میں محسوب کر سکتا ہے۔ (7) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، فصل فی اداء الزکاۃ، ج ۱، ص ۱۶۶. (خانہ)

مسئلہ ۸۳۔ کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکاۃ دی تو وہ دونوں کی زکاۃ ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہو گیا، اگر چہ وہی جس کی نیت سے زکاۃ دی ہے تو جو رہ گیا ہے اُس کی زکاۃ یہ ہو گئی اور اگر اس کے پاس گائے بکری اونٹ سب بقدر نصاب ہیں اور جو شتر سے ان میں ایک کی زکاۃ دی تو جس کی زکاۃ دی، اُسی کی ہے دوسرے کی نہیں یعنی جس کی زکاۃ دی ہے اگر اثنائے سال میں اُس کی نصاب جاتی رہی تو وہ تجوں کی زکاۃ نہیں قرار دی جائے گی۔ (1) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الاول، ج ۱، ص ۱۶۶. (عائسی)

مسئلہ ۸۴ اثناے سال میں جس فقیر کو زکاۃ دی تھی، ختم سال پر وہ مالدار ہو گیا یا مر گیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو زکاۃ پر اس کا کچھ اثر نہیں وہ ادا ہو گئی، جس شخص پر زکاۃ واجب ہے اگر وہ مر گیا تو ساقط ہو گئی یعنی اس کے مال سے زکاۃ دینا ضرور نہیں، ہاں اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال تک وصیت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ و رشید اجازت دے دیں تو مکمل مال سے زکاۃ ادا کی جائے۔ (۲) المرجع السابق (عائنی کی درمختار)

مسئلہ ۸۵ اگر شک ہے کہ زکاۃ دی یا نہیں تو اب دے۔ (۳) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی رکۃ خمس المصحف
 و ۱۵ ج ۳ ص ۲۲۸ (رد المحتار)

سائنہ کی زکاة کا بیان

سائنہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا خریدنا ہے۔
 (4) "موسم الإحصاء" کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۲ (توضیح) اگر گھریں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ دروانا یا
 مل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گذر کرتا ہو وہ سائنہ نہیں اور اس کی زکاة واجب نہیں۔ یوہیں اگر
 گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائنہ نہیں، اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائنہ نہیں،
 بلکہ اس کی زکاة قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (5) "موسم الإحصاء" و "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۳۔
 (در مختار، کنز)

مسئلہ ۱ چھ مہینے چرائی پر رہتا ہے اور چھ مہینے چارہ پاتا ہے تو سائنہ نہیں اور اگر یہ ارادہ تھا کہ اسے چارہ دیں گے یا
 اس سے کام میں گے مگر کیا نہیں، یہاں تک کہ سال ختم ہو گیا تو زکاة واجب ہے اور اگر تجارت کے لیے تھا، اور چھ مہینے یا
 زیادہ تک چرائی پر رکھا تو جب تک یہ قیمت نہ کرے کہ یہ سائنہ ہے، فقط چرانے سے سائنہ نہ ہوگا۔ (1) "المساوی المہدیہ"،
 کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صفة السوائم، ج ۱، ص ۱۶۶ (عائینی)

مسئلہ ۲ تجارت کے لیے خریدا تھا پھر سائنہ کر دیا، تو زکاة کے لیے ابتداءً سال اس وقت سے ہے خریدنے
 کے وقت سے نہیں۔ (2) "موسم الإحصاء" و "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۵ (در مختار)
مسئلہ ۳ سال تمام سے پہلے سائنہ کو کسی چیز کے بدلے بیچ ڈالا، اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جس پر زکاة واجب ہوئی
 ہے اور پہلے سے اس کی نصاب اس کے پاس موجود نہیں، تو اب اس کے لیے اُس وقت سے سال شمار کیا جائے گا۔ (3)
 "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳، ص ۲۳۵ (در مختار)

مسئلہ ۴ وقف کے جانور اور جہاد کے گھوڑے کی زکاة نہیں۔ یوہیں اندھے یا ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے جانور کی زکاة
 نہیں، ابتداءً ادا اگر چرائی پر رہتا ہے تو واجب ہے۔ (4) "موسم الإحصاء" و "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب السائمة، ج ۳،
 ص ۲۳۶ یوہیں اگر نصاب میں کی ہے اور اس کے پاس اندھا جانور ہے کہ اس کے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو
 زکاة واجب ہے۔ (عائینی)

تین قسم کے جانوروں کی زکاة واجب ہے، جب کہ سائنہ ہوں۔

(۱) اونٹ۔

(۲) گائے۔

(۳) بکری۔

لہذا ان کی نصاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد دیگر احکام بیان کیے جائیں گے۔

اونٹ کی زکاة کا بیان

صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "پانچ اونٹ سے کم

میں زکاۃ نہیں۔“ (5) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فیما دون عسۃ تومس صفحہ، الحفوف، ۷۲۶۳، ص ۸۳۱ اور اس کی

زکاۃ میں تفصیل صحیح بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے، جو اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (6)

مسئلہ ۱ پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، مگر بچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں، ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو، وہی ہذا القیاس۔ (1) العنوی المحدث، کتاب

الزکاۃ، المرب الثانی فی صدقۃ السواکم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۷۷ (خاصہ تب)

مسئلہ ۲ زکاۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکر اس کا اختیار ہے۔ (2)

ردالمحتدر، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الاہل، ج ۳، ص ۲۳۸ (رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳ دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ منحوس یعنی ان کی کچھ زکاۃ نہیں، مثلاً سات آٹھ ہوں، جب بھی وہی ایک بکری ہے۔ (3) الدر المختدر، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الاہل، ج ۳، ص ۲۳۸ (در مختار)

مسئلہ ۴ بچیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو ایک سال کا ہو چکا، دوسری برس میں ہو۔ بچیس تک یہی حکم ہے یعنی وہی بنت مخاض دیں گے۔ چھٹیس سے پینتالیس تک میں ایک بنت لیون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا اور تیسری برس میں ہے۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں بھ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی چوتھی میں ہو۔ اٹھ سے پندرہ تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ پندرہ سے نوے تک میں دو بنت لیون۔ اکانوے سے ایک سو چھ تک میں دو بھ۔ اس کے بعد ایک سو پینتالیس تک دو بھ اور ہر پانچ میں ایک بکری، مثلاً ایک سو چھتیس میں دو بھ ایک بکری اور ایک سو تیس میں دو بھ دو بکریاں، (4) حرم آسانی کے لیے پیشوا لکھتے۔

اونٹ کا نصاب

تعداد جن پر زکاۃ واجب ہے	شرع زکاۃ
۵ سے ۹ تک	ایک بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں
۲۵ سے ۳۴ تک	ایک سال کی اونٹنی
۳۵ سے ۴۴ تک	دو سال کی اونٹنی
۴۵ سے ۵۹ تک	تین سال کی اونٹنی
۶۰ سے ۶۹ تک	چار سال کی اونٹنی
۷۰ سے ۷۹ تک	دو دو سال کی دو اونٹنیاں
۸۰ سے ۸۹ تک	تین تین سال کی دو اونٹنیاں

وہی ہذا القیاس (5) یعنی ایک سو پینتالیس میں دو بھ تین بکریاں، ایک سو چالیس میں دو بھ چار بکریاں اور ایک سو پینتالیس میں دو بھ اور ایک بنت مخاض۔ پھر

ایک سو چھتیس میں تین بھ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور بچیس میں بنت مخاض، چھٹیس میں بنت لیون، یہ ایک سو چھیالیس، بلکہ ایک سو چھانوے تک کا حکم ہو گیا یعنی ستر

میں تین ہفتہ اور ایک حبس لیون۔ پھر ایک سو چھیانوے دو سو تک چار ہفتہ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ ہفتہ لیون دے دیں۔ پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں، جو ایک سو پچاس کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری، چھپیس میں بنت محض، چھپیس میں بنت لیون۔ پھر دو سو چھیالیس سے دو سو پچاس تک پانچ ہفتہ دلی ہذا القیاس۔ (۱) انظر صحیح الحقائق

کتاب البرکۃ، باب صفۃ السواکم، ج ۷، ص ۳۴، و "الفرحان" و "المنہار"، کتاب الزکاة، باب نصاب الابل، ج ۲، ص ۲۳۸ و ۲۴۱

(علمہ کتب)

مسئلہ ۵ اونٹ کی زکاة میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ دو ہو، فردیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔ (۲) انظر المحکم، کتاب الزکاة، باب نصاب الابل، ج ۲، ص ۲۴۰ (در مختار)

گائے کی زکاة کا بیان

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و دارمی و حاذی بن جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ فرمایا کہ "ہر تیس گائے سے ایک تیج یا تیجہ لیں اور ہر چالیس میں ایک مسن یا مسند۔" (۳) مسن ایسی داؤد، کتاب البرکۃ، باب فی زکاة الماعز، الحدیث ۱۰۵۷۶، ص ۱۶۱ اور اسی کے مثل ابوداؤد کی دوسری روایت امیر، لموتین، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے جا لور کی زکاة نہیں۔

(۴) مسن ایسی داؤد، کتاب البرکۃ، باب فی زکاة الماعز، الحدیث ۱۰۵۷۲، ص ۱۶۲

مسئلہ ۶ تیس سے کم گائیں ہوں تو زکاة واجب نہیں، جب تیس لپوری ہوں تو ان کی زکاة ایک تیج یعنی سال بھر کا پھڑایا تیجہ یعنی ساں بھری بچہ ہے اور چالیس ہوں تو ایک مسن یعنی دو سال کا پھڑایا مسند یعنی دو سال کی بچہ، اسٹیک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ میں دو تیج یا تیجہ پھر ہر تیس میں ایک تیج یا تیجہ اور ہر چالیس میں ایک مسن یا مسند، مثلاً ستر میں ایک تیج اور ایک مسن اور اسی میں دو مسن (۵) مسن آسانی کے لیے یہ قسطا طے ہے۔

گائے کا نصاب

نصاب زکاة واجب ہے	شرح زکاة
۳۹ سے ۴۸ تک	ایک سال کا پھڑایا بچہ
۴۹ سے ۵۸ تک	پہلے دو سال کا پھڑایا بچہ
۶۰ سے ۶۹ تک	ایک ایک سال کے دو پھڑے یا بچے
۷۰ سے ۷۹ تک	ایک سال کا پھڑا یا بچہ اور ایک دو سال کا پھڑا
۸۰ سے ۸۹ تک	دو سال کے دو پھڑے

دلی ہذا القیاس۔ اور جس جگہ تیس اور چالیس دونوں ہو سکتے ہوں وہاں اختیار ہے کہ تیج زکاة میں دیں یا مسن، مثلاً ایک سو تیس میں اختیار ہے کہ چار تیج دیں یا تین مسن۔ (۱) انظر المحکم، کتاب البرکۃ، باب زکاة البقر، ج ۲، ص ۲۴۱ (علمہ کتب)

(کتاب)

مسئلہ ۲ بھینس گائے کے حکم میں ہے اور اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکاة میں ملا دی جائے گی، مثلاً تیس

گائے ہیں اور دس بھینسیں تو زکاة واجب ہوگئی اور زکاة میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائیں زیادہ ہوں تو گائے کا بچہ اور بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس کا اور اگر کوئی زیادہ نہ ہو تو زکاة میں وہ لیں جو اصلی سے کم ہو اور ادنیٰ سے اچھا۔ (2)

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السواہم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۷۸ (عائشیہ)

مسئلہ ۲ گائے بھینس کی زکاة میں اختیار ہے کہ زکاة لیا جائے یا مادہ، مگر افضل یہ ہے کہ گائیں زیادہ ہوں تو بھینس اور زکاة زیادہ ہوں تو بھینس۔ (3) المرجع السابق (عائشیہ)

بکریوں کی زکاة کا بیان

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انھیں بحرین بھیجے تو قرآن صدف جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے لکھ کر دیے، ان میں بکری کی نصاب کا بھی بیان ہے اور یہ کہ زکاة میں نہ بوزم بکری دی جائے، نہ عیب والی نہ بکرا۔ (4) مسیح البخاری، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، الحدیث، ۱۱۵ ص ۱۵۵

ہاں اگر مصدق (صدقہ وصول کرنے والا) چاہے تو لے سکتا ہے۔ (5) مسیح البخاری، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، الحدیث، ۱۱۵ ص ۱۵۵ اور زکاة کے خوف سے نہ موقوف کر دیں نہ بیع کو موقوف کر دیں۔

مسئلہ ۱ چائیس سے کم بکریاں ہوں تو زکاة واجب نہیں اور چائیس ہوں تو ایک بکری اور بیسی گنم، ایک سو بیسی تک ہے یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو ایکس میں دو اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو پر ایک (1) خریدا سال کے پچھتر ماہ تک ہے۔

بکری کا نصاب

فصل اول فی زکاة غنم	شرح زکاة
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۳۰۰ تک	تین بکریاں
۳۰۱ سے ۴۰۰ تک	چار بکریاں
۴۰۱ سے ۵۰۰ تک	ایک بکری کا اضافہ

اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔ (2) مسیح البخاری، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، الحدیث، ۱۱۵ ص ۱۵۵

۲۴۳ و ۲۴۴ الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السواہم، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۷۸ (عائشیہ کتب)

مسئلہ ۲ زکاة میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیہ جاسکتا ہے۔ (3) مسیح البخاری، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۱، ص ۲۴۳ (درمختار)

مسئلہ ۳ بھیرؤ شب بکری میں داخل ہیں، کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو مل کر پوری کریں اور زکاة میں بھی ان کو دے سکتے ہیں مگر سال سے کم کے نہ ہوں۔ (4) المرجع السابق، ص ۲۴۲ (درمختار)

مسئلہ ۴ جانوروں میں نسب ماں سے ہوتا ہے، تو اگر بہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو بکریوں میں شمار ہوگا

اور نصاب میں اگر ایک کی کمی ہے تو اُسے ملا کر پوری کریں گے، بکرے اور برقی سے ہے تو نہیں۔ یوہیں نسل گائے، دور نسل سے ہے تو گائے نہیں اور نسل گائے نرا اور گائے سے ہے تو گائے ہے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"۔ کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صفة السواکم، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۱۷۸ وغیرہ (عائسیٰ وغیرہ)

مسئلہ ۵ جن جانوروں کی زکاة واجب ہے وہ کم سے کم سال بھر کے ہوں، اگر سب ایک سال سے کم کے بچے ہوں تو زکاة واجب نہیں اور اگر ایک بھی اُن میں سال بھر کا ہو تو سب اسی کے تابع ہیں، زکاة واجب ہو جائے گی، یعنی مثلاً بکری کے چائیس بچے سال سال بھر سے کم کے خریدے تو وقت خریداری سے ایک سال پر زکاة واجب نہیں کہ اس وقت قابل نصاب نہ تھے بلکہ اُس وقت سے سال لیا جائے گا کہ ان میں کا کوئی سال بھر کا ہو گیا۔ یوہیں اگر اس کے پاس بقدر نصاب بکریاں تھیں اور چھ مہینے گزرنے کے بعد اُن کے چائیس بچے ہوئے بھر بکریاں جاتی رہیں، بچے باقی رہ گئے تو اب سا تمام پر یہ بچے قابل نصاب نہیں، لہذا زکاة واجب نہیں۔ (1) "المعجمہ فقہیہ"۔ کتاب الزکاة، باب زکاة المہمل ص ۱۵۴ (جوہرہ)

مسئلہ ۶ اگر اُس کے پاس اونٹ، گائیں، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے غلط نہ کریں گے اور زکاة واجب نہ ہوگی۔ (2) "معجمہ الأیصار" و "المعجمہ المختار"۔ کتاب الزکاة، باب زکاة العال ص ۲۸۰ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۷ زکاة میں متوسط درجہ کا جانور لیا جائے گا جن کر عمدہ نہ لیں، ہاں اُس کے پاس سب اچھے ہی ہوں تو وہی لیں اور گا بھن اور وہ جانور نہ لیں جسے کھانے کے لیے خرید کیا ہو، نہ وہ مادہ لیں جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے نہ بکرالیا جائے۔ (3) "المعجمہ المختار" و "المعجمہ المختار"۔ کتاب الزکاة، باب زکاة الضم، ج ۳ ص ۲۵۱ (عائسیٰ، در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۸ جس عمر کا جانور دینا واجب آیا وہ اس کے پاس نہیں اور اس سے بڑھ کر موجود ہے تو وہ دے دے اور جو زیادتی ہو وہ اس لے، مگر صدقہ وصول کرنے والے پر لے لینا واجب نہیں اگر نہ لے اور اُس جانور کو طلب کرے جو واجب آیا یا اس کی قیمت تو اُسے اس کا اختیار ہے جس عمر کا جانور واجب ہوا وہ نہیں ہے اور اس سے کم عمر کا ہے تو وہی دیدے اور جو کمی پڑے اُس کی قیمت دے یا واجب کی قیمت دیدے دونوں طرح کر سکتا ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"۔ کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صفة السواکم، الفصل الثانی، ج ۱ ص ۱۷۷ (عائسیٰ)

مسئلہ ۹ گھوڑے، گدھے، ٹھہر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکاة نہیں، ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اُس کا چالیسواں حصہ زکاة میں دیں۔ (5) "معجمہ الأیصار" و "المعجمہ المختار"۔ کتاب الزکاة، باب زکاة الضم، ج ۳ ص ۲۴۴ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰ دو نصابوں کے درمیان جو غنہ ہے اس کی زکاة نہیں ہوتی یعنی بعد سال تمام اگر وہ غنہ ہلاک ہو جائے تو زکاة میں کوئی کمی نہ ہوگی اور واجب ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہوگی تو اس کی زکاة بھی سقط ہوگی اور ہلاک پہلے غنہ کی طرف پھیریں گے، اس سے بچے تو اُس کے متصل جو نصاب ہے اس کی طرف پھر بھی بچے تو اسکے بعد وہی ہذا القیاس۔

مثلاً اسی بکریاں نہیں چائیں مگر جس کو اب بھی ایک بکری واجب رہی کہ چالیس کے بعد دوسرا چالیس غنویں دور چالیس اونٹ میں پندرہ مرگے تو بہت محتاج واجب ہے کہ چالیس میں چار غنویں وہ نکالے، اس کے بعد چالیس کی نصاب ہے وہ بھی کافی نہیں، لہذا گیارہ اور نکالے، بچیں رہے ان میں بہت محتاج کا حکم ہے بس یہی دیں گے۔ (۱)

المصنوع، و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۶، وصرحہ (درمختار، رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۔ دو بکریاں زکاة میں واجب ہوئیں اور ایک فریبہ بکری دینی جو قیمت میں دو کی برابر ہے زکاة ادا ہوگئی۔ (۲) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲۔ سال تمام کے بعد مالک نصاب نے نصاب خود ہلاک کر دی تو زکاة ساقط نہ ہوگی، مثلاً چار نو کو چار پانی نہ دیا گیا کہ مرگیا زکاة دینی ہوگی۔ یو ہیں اگر اس کا کسی پر قرض تھا اور وہ مقرض مالدار ہے سال تمام کے بعد اس نے معاف کر دیا تو یہ ہلاک کرنا ہے، لہذا زکاة دے اور اگر وہ نادار تھا اور اس نے معاف کر دیا تو ساقط ہوگی۔ (۳)

المصنوع، و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۷، (درمختار)

مسئلہ ۱۳۔ مالک نصاب نے سال تمام کے بعد قرض دے دیا یا عاریت دی یا مال تجارت کو ماں تجارت کے بدلے بیچا اور جس کو دیا تھا اس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس ثبوت نہیں یا وہ مرگیا اور ترک نہ چھوڑا تو یہ ہلاک کرنا نہیں، لہذا زکاة ساقط ہوگئی۔ اور اگر سال تمام کے بعد مال تجارت کو غیر مال تجارت کے عوض بیچ ڈالا یعنی اس کے بدلے میں جو چیز لی اس سے تجارت مقصود نہیں، مثلاً خدمت کے لیے غلام یا پہننے کے لیے کپڑے خریدے یا سونہ کو سونہ کے بدلے بیچا اور جس کے ہاتھ بیچا اس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں یا وہ مرگیا اور ترک نہ چھوڑا تو یہ ہلاک نہیں بلکہ ہلاک کرنا ہے، لہذا زکاة واجب ہے۔ سال تمام کے بعد مال تجارت کو عورت کے مہر میں دے دیا یا عورت نے اپنی نصاب کے بدلے شوہر سے ضلع لیا تو زکاة دینی ہوگی۔ (۴)

المصنوع، و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۸، (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۴۔ اس کے پاس روپے چار شرفیاں تھیں جن پر سال گزرا مگر ابھی زکاة نہیں دی، ان کے بدلے تجارت کے لیے کوئی چیز خریدی اور یہ چیز ہلاک ہوگئی تو زکاة ساقط ہوگئی مگر جب کہ اتنی گراں (۵) (یعنی) ریدی کرانے نقصان کے ساتھ لوگ نہ خریدتے ہوں تو اس کی اصل قیمت پر جو کچھ زیادہ دیا ہے، اس کی زکاة ساقط نہ ہوگی کہ وہ ہلاک کرنا ہے اور اگر تجارت کے لیے نہ ہو، مثلاً خدمت کے لیے غلام خرید، وہ مرگیا تو اس روپے کی زکاة ساقط نہ ہوگی۔ (۶)

رد المحتار، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۸، (رد المحتار)

مسئلہ ۱۵۔ بادشاہ اسلام نے اگرچہ ظالم یا باغی ہو، سامع کی زکاة لے لی یا عشر وصول کر لیا اور انھیں محل پر صرف کیا تو اعادہ کی حاجت نہیں اور محل پر صرف نہ کیا تو اعادہ کیا جائے اور خراج لے لیا تو مطلقاً اعادہ کی حاجت نہیں۔

(۱) المصنوع، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۵۰، (درمختار)

مسئلہ ۱۶۔ مصدق (زکاة وصول کرنے والے) کے سامنے سامع بیچ ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے چاہے بعد زکاة

اس میں سے قیمت لے لے اور اس صورت میں بیع تمام ہوگئی اور چاہے جو جانور واجب ہوا وہ لے لے اور اس وقت جو لیا اس کے حق میں بیع باطل ہوگی اور اگر مُصَدَّق وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس وقت آیا کہ مجلس عقد سے وہ دونوں جُدا ہو گئے تو اب جانور نہیں لے سکتا، جو جانور واجب ہوا، اُس کی قیمت لے لے۔ (2) «المنعوى الهندي» كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج ۱، ص ۱۸۱ (عائسی)

مسئلہ ۱۷ جس غلہ پر عشر واجب ہوا اُسے بیع ڈالا تو مُصَدَّق کو اختیار ہے چاہے بائع (3) (ارادت کرنے والے) سے اس کی قیمت لے یا مشتری (4) (خریدنے والے) سے اتنا غلہ واپس لے، بیع اس کے سامنے ہوئی ہو یا دونوں کے جُدا ہونے کے بعد مُصَدَّق آیا۔ (5) «المنعوى الهندي» كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج ۱، ص ۱۸۱ (عائسی)

مسئلہ ۱۸ اسی بکریوں میں تو ایک بکری زکاة کی ہے، یہ نہیں کیا جاسکتا کہ چالیس چالیس کے دو گروہ کر کے دو زکاة میں لیں اور اگر دو مخصوص کی چالیس چالیس بکریاں ہیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ انہیں جمع کر کے ایک گروہ کر دیں کہ ایک ہی بکری زکاة میں دینی پڑے، بلکہ ہر ایک سے ایک ایک لی جائے گی۔ یو ہیں اگر ایک کی اتنا ہیں ہیں اور ایک کی چالیس تو اتنا لیں والے سے کچھ نہ لیں گے، غرض نہ مجمع کو متفرق کریں گے، نہ متفرق کو مجمع۔ (6) المرجع السابق، وغیرہ، (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۱۹ موسیٰ میں شرکت سے زکاة پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکاة واجب اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے، اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے کی تیس تو چالیس والے پر ایک بکری تیس والے پر کچھ نہیں اگر اور کسی کی بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (7) المرجع السابق (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۲۰ اسی بکریوں میں اُلٹا ہی شریک ہیں، یوں کہ ایک شخص ہر بکری میں نصف کا مالک ہے اور ہر بکری کے دوسرے نصف کا ان میں سے ایک ایک شخص مالک ہے تو اس کے سب حصوں کا مجموعہ چالیس کے برابر ہوا اور یہ سب صرف آدمی بکری کے حصہ دار ہوئے، مگر زکاة کسی پر نہیں۔ (1) «المرجع السابق» كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج ۳، ص ۲۸۱ (در مختار)

مسئلہ ۲۱ شرکت کی موسیٰ میں زکاة دینی گئی تو ہر ایک پر اُس کے حصہ کی قدر ہے، جو کچھ حصہ سے زائد گیا وہ شریک سے واپس لے، مثلاً ایک کی اتنا لیں بکریاں ہیں، دوسرے کی اُلٹا کل اُلٹا سو تیس تیس اور دو زکاة میں لی گئیں، یعنی ہر ایک سے ایک مگر چونکہ ایک ایک تہائی کا شریک ہے اور دوسرا دو کا، لہذا ہر بکری میں دو تہائی والے کی دو تہائیں گئیں، جن کا مجموعہ ایک تہائی اور ایک بکری ہے اور ایک تہائی والے کی ہر بکری میں ایک ہی تہائی گئی کہ مجموعہ دو تہائیں ہوا اور اُس پر واجب ایک بکری ہے، لہذا دو تہائیں والا ایک تہائی والے سے تہائی لینے کا مستحق ہے اور اگر کل اُلٹا بکریاں ہیں، ایک دو تہائی کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا اور زکاة میں ایک بکری لی گئی تو تہائی کا حصہ دار اپنے

شریک سے تہائی بکری کی قیمت لے کر اس پر زکاة واجب نہیں۔ (2) ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب زکاة العال، ج ۳، ص ۲۸۰، (رد المحتار)

سونے چاندی مال تجارت کی زکاة کا بیان

حدیث ۱ سنن ابی داود و ترمذی میں امیر المومنین سونے علی کرم اللہ وجہہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ”گھوڑے اور اونٹنی غلام کی زکاة میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکاة ہر چالیس درہم سے ایک درہم اور کرو، مگر ایک سونے میں کچھ نہیں، جب دوسو درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔“ (3) جامع الترمذی، باب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الذهب والورق، الحدیث: ۶۲۰، ص ۱۷۰۷

حدیث ۲ ابوداؤد کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے کہ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ہے، مگر جب تک دو درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں جب دو سو پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔ (4) سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب فی زکاة السالمہ، الحدیث: ۱۵۷۲، ص ۱۳۴۹

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده مروی، کہ دو عورتیں حاضر خدمت القدس ہوئیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے نگین تھے، ارشاد فرمایا: ”تم اس کی زکاة ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا تو کیا تم اسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے نگین پہنائے، عرض کی نہ۔ فرمایا تو اس کی زکاة ادا کرو۔“ (5) جامع الترمذی، باب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الحسن، الحدیث: ۶۳۷، ص ۱۷۰۹

حدیث ۴ امام مالک و ابوداؤد و امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں میں سونے کے زیور پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ کنز ہے (جس کے بارے میں قرآن مجید میں وعید آئی)؟ ارشاد فرمایا ”جو اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکاة ادا کی جائے اور ادا کر دی گئی تو کنز نہیں۔“ (1) سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب الشکر ما ہو زکاة الحلی، الحدیث: ۱۵۶۱، ص ۱۳۳۸

حدیث ۵ امام احمد ہاشم و حسن اسابت بن یزید سے راوی کہتی ہیں۔ میں اور میری خالہ حاضر خدمت القدس ہوئیں اور ہم سونے کے نگین پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: ”اس کی زکاة دیتی ہو، عرض کی نہیں۔ فرمایا کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے نگین پہنائے، اس کی زکاة ادا کرو۔“ (2) مسند الإمام أحمد بن حنبل، من حدیث أسماء ابنة یزید، الحدیث: ۴۱۶

حدیث ۶ ابوداؤد و سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ ”جس کو ہم بیع (تجارت) کے لیے مہیا کریں، اس کی زکاة نکالیں۔“ (3) سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب العروض اذا

کانت لتجارة هل فيها زکاة، الحدیث: ۱۵۶۲، ص ۱۳۳۸

مسئلہ ۱ سونے کی نصاب میں شقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دو سو درہم یعنی ساڑھے پاون

نہیں، مثلاً سات تو لے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کارگیری کی وجہ سے دوسو درم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تو لے سے کم کی قیمت دوسو درم سے بڑھ جائے، جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تو لے سونے کی قیمت چاندی کی کٹی نص میں ہوں گی، غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو۔ یو ہیں سونے کی زکاۃ میں سونے اور چاندی کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ وزن کا اگرچہ اس میں بہت کچھ صنعت ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کروں آئے بھری چاندی یک رخی ہے اور زکاۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا قرار دیا جاتا ہے تو زکاۃ ادا کرنے میں وہ بھی سمجھا جائے گا کہ سوا گیا رہا شے چاندی دی، یہ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغویں۔ (4) "ردالمحتار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ النہا، ج ۳، ص ۲۶۷، ۲۷۰ (در مختار، مختار)

مسئلہ ۴ یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکاۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اس کی جنس کی زکاۃ اسی جنس سے واک جائے اور اگر سونے کی زکاۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً سونے کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا، اگرچہ وزن میں اس کی چاندی چند روپے بھر بھی نہ ہو۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ النہا، ج ۳، ص ۲۷۰ (در مختار)

مسئلہ ۵ سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ دیسے ہی ہوں یا ان کے سکتے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگلی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے ہلن یا استعواں نا جائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، شرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے یا مرد کے لیے سونے چاندی کا بھلا یا زیور یا سونے کی انگلی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگلی یا چند انگلیاں یا کٹی نگ کی ایک انگلی، غرض جو کچھ ہو زکاۃ سب کی واجب ہے، مثلاً ۷ ½ تو لے سونا ہے تو دو ماشہ زکاۃ واجب ہے یا ۵۲ ½ تو لے ۶ ماشہ چاندی ہے تو ایک تو لے ۳ ماشہ ۶ رتی۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ النہا، ج ۳، ص ۲۷۰ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۶ سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو، جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے، یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکاۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اُس سکتے سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو، جیسے ہندوستان میں روپیہ کا زیادہ چلن ہے، اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی دونوں کے سکنوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں، مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ

نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے، دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔ (3) المرجع السابق، ص ۲۷ ۲۷۲ وحیدہ (در مختار، غیہ)

مسئلہ ۵ نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکاة بھی واجب ہے، مثلاً دو سو چالیس درم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکاة میں چھ درم واجب، یعنی ایک تولہ ۶ ماشہ $\frac{1}{8}$ رتی یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ۱۰ تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ماشہ $\frac{1}{8}$ رتی بڑھائیں اور سونا تو تولہ ہو تو دو ۱۰ ماشہ $\frac{5}{8}$ رتی یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ایک تولہ ۶ ماشہ پر ۳ $\frac{5}{8}$ رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً تولہ سے ایک رتی کم، گرسونا ہے تو زکاة وہی ۷ تولہ ۶ ماشہ کی واجب ہے یعنی ۱۲ ماشہ۔ یوہیں چاندی اگر ۶۳ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکاة وہی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کی ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی واجب۔ یوہیں پانچویں حصہ کے بعد جو زیادتی ہے، اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف وظل ہذا القیاس۔ مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔ (۱) "الدر المختار"

کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۲ (در مختار)

مسئلہ ۶ اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکاة واجب ہے۔ یوہیں اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکاة واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ بعد اکر اس میں نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے کی یا وہ شمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکاة واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اسے مال تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکاة واجب ہے ورنہ نہیں۔ (2) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۳ - ۲۷۵ (در مختار)

مسئلہ ۷ سونے چاندی کو باہم غلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدر نصاب ہے، تمہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکاة دی جائے مگر جب کہ اس میں ہوتا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کل سونا ہی قرار دیں۔ (3) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۵ - ۲۷۷ (در مختار، مختار)

مسئلہ ۸ کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصائیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکاة ادا کرے، بلکہ ہر ایک کی زکاة علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکاة دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصایوں کی زکاة ادا کرے تو اسے اختیار ہے، مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرافیوں کے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکاة میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی

چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے، مثلاً سوا چھبیس تولے چاندی ہے اور پونے چار تولے سونا، اگر پونے چار تولے سونے کی چاندی سوا چھبیس تولے آتی ہے، اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تولے سونے کے بدلے ۳۷ تولے چاندی آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے، بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یو ہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی بھی زکاۃ دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچواں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں ملائیں، اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے، مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے، جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔ (۱) "الدرالمختار" و "رد المحتار" کتاب فرائض، باب زکاۃ المال، ج ۲، ص ۲۶۸ وغیرہ۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۹۔ پیسے جب رائج ہوں اور درود و سدرم چاندی (۲) (یعنی سارے ۱۶ تھلے) یا میں مختار سونے (۳) (یعنی سارے سات تھلے) کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکاۃ واجب ہے (۴) (فقہی قاری شہداء، ص ۱۹) اور اگر چہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری امجدیہ) لوٹ کی زکاۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ضمن اصطلاحی (۵) (مفتی ہے جو حقیقت خارج سامان) ہے لیکن لوگوں کی اصطلاح نے اسے ضمن بنا دیا۔ ہیں اور چھبیس کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۰۔ جو مال کسی پر ذین (۶) یہاں دین سے مراد مطلق قرض ہی نہیں، بلکہ ہر مال ہے جو کسی بھی عہد کے کسی شخص کے مال واجب ہو، جو اس کی زکاۃ کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر ذین قوی ہو، جیسے قرض جسے عرف میں دھنکراں کہتے ہیں اور مال تجارت کا ضمن مثلاً کوئی مال اس نے بہ نیت تجارت خریدا، اُسے کسی کے ہاتھ اودھار بیع ڈال یا مال تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیت تجارت خریدی، اُسے کسی کو سکونت یا زراعت کے لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اُس پر ذین ہے تو ذین قوی ہوگا اور ذین قوی کی زکاۃ بحال ذین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب ادا اُس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے، مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب ادا ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم دینا واجب ہوگا اور اسی وصول ہونے تو دو، وہی ہذا القیاس۔ دوسرے ذین متوسط کہ کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیخ

ذاتی اور درآمد خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکاة دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دوسو درم پر قبضہ ہو جائے۔ یو ہیں اگر نورث کا ذین اُسے ترکہ میں ملا اگرچہ مال تجارت کا عوض ہو، مگر وارث کو دوسو درم وصول ہونے اور نورث کی موت کو سال گزرنے پر زکاة دینا لازم آئے گا۔ تیسرے ذین ضعیف جو غیر مال کا بدلہ ہو جیسے مہر، بدل خلع، وصیت، بدل کتابت یا مکان یا دوکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ کرایہ دار پر چڑھا، اس میں زکاة دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد ساں گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکاة واجب ہے۔

پھر اگر ذین قوی یا متوسطہ کی سال کے بعد وصول ہو تو اگلے سال کی زکاة جو اس کے ذمہ ذین ہوتی رہی وہ پچھلے سال کے حساب میں اسی رقم پر ڈالی جائے گی، مثلاً عمر و پر زید کے تین سو درم ذین قوی تھے، پانچ برس بعد چالیس درم سے کم وصول ہوئے تو کچھ نہیں اور چالیس وصول ہوئے تو ایک درم دینا واجب ہوا، اب اتالیس باقی رہے کہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہے، لہذا باقی برسوں کی ابھی واجب نہیں اور اگر تین سو درم ذین متوسطہ تھے تو جب تک دوسو درم وصول نہ ہوں کچھ نہیں اور پانچ برس بعد دوسو وصول ہوئے تو اکیس واجب ہوں گے، سال ازل کے پانچ اب سال دوم میں ایک سو پچانوے رہے ان میں سے پینتیس کہ شس سے کم ہیں معاف ہو گئے، ایک سو ساٹھ رہے اس کے چار درم واجب لہذا سال سوم میں ایک سو اکانوے رہے، ان میں بھی چار درم واجب، چہارم میں ایک سو ستاسی رہے، پنجم میں ایک سو ترسی رہے ان میں بھی چار چار درم واجب، لہذا اگلے اکیس درم واجب الادا ہوئے۔ (۱)

الزکاة، باب زکاة المال، مطلب فی وجوب الزکاة فی ذین العرصہ، ج ۴، ص ۲۸۱۔ ۲۸۳ وغیرہ (در مختار، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱ اگر ذین سے پہلے سال نصاب رواں تھا تو جو ذین اٹھائے سال میں کسی پر لازم آیا، اس کا سال بھی وہی قرار دیا جائے گا جو پہلے سے مل رہا ہے، وقت ذین سے نہیں اور اگر دین سے پہلے اس جنس کی نصاب کا سال رواں نہ ہو تو وقت ذین سے شمار ہوگا۔ (۲)

الزکاة، باب زکاة المال، مطلب فی وجوب الزکاة فی ذین العرصہ، ج ۴، ص ۲۸۳ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۲ کسی پر ذین قوی یا متوسطہ ہے اور قرض خواہ کا انتقال ہو گیا تو مرتے وقت اس ذین کی زکاة کی وصیعیہ ضرور نہیں کہ اس کی زکاة واجب الادا تھی ہی نہیں اور وارث پر زکاة اس وقت ہوگی جب نورث کی موت کو ایک ساں گزر جائے اور چالیس درم دین قوی میں اور دوسو درم ذین متوسطہ میں وصول ہو جائیں۔ (۱)

الزکاة، باب زکاة المال، ج ۴، ص ۲۸۳ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۳ سال تمام کے بعد دائن نے دین معاف کر دیا یا سال تمام سے پہلے مال زکاة ہبہ کر دیا تو زکاة ساقط ہوگئی۔ (۲)

الزکاة، باب زکاة المال، ج ۴، ص ۲۸۲۔ ۲۸۵ (در مختار)

مسئلہ ۱۴ عورت نے مہر کا روپیہ وصول کر لیا یا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکاة پورے کی واجب ہے اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔ (۳)

المرجع السابق (در مختار) ۲۸۵

مسئلہ ۱۵ ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ فلاں کا مجھ پر ذین ہے اور اُسے دے بھی دیا پھر سال بھر بعد دونوں نے کہا ذین نہ تھا تو کسی پر زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ (۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، فی مسائل حس، ج ۱، ص ۱۸۶ (ع نسیمی) مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کے خیال میں ذین ہو، ورنہ اگر محض زکاۃ ساقط کرنے کے لیے یہ حیدر کیا تو عند اللہ مواخذہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۱۶ ماہ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے، مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دو سو درم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تو لے چاندی یا ساڑھے سات تو لے سونے کی قدر ہو۔ (۵) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۷۹ (ع نسیمی) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملا لیں گے۔

مسئلہ ۱۷ غلہ یا کوئی مال تجارت سال تمام پر دو سو درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکاۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چار سو اسی حصہ دے دیں اور اگر اس قیمت کی کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تھی اب خشک ہوگئی، جب بھی وہی قیمت لگائیں جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی، اب بجھ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔ (۶) المرجع السابق، ص ۱۷۹، ۱۸۰ (ع نسیمی)

مسئلہ ۱۸ قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۰ (ع نسیمی) ظاہر یہ ہے کہ یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو اور اگر جنگل میں خریداجا تا ہو، جیسے لکڑی اور وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے۔

مسئلہ ۱۹ کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیکھیں ہوں، ان کی زکاۃ نہیں۔ یو ہیں کرایہ کے مکان کی۔ (۲) المرجع السابق (ع نسیمی)

مسئلہ ۲۰ گھوڑے کی تجارت کرتا ہے، محمول (۳) (یو بھڑے کے، لے کا پلاؤ) اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو ان کی زکاۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکاۃ دے۔ مان بائی نے روٹی پکانے کے لیے لکڑیاں خریدیں یا روٹی میں ڈالنے کو نمک خریدا تو ان کی زکاۃ نہیں اور روٹی پر چمڑے کو تیل خریدے تو تیلوں کی زکاۃ واجب ہے۔ (۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب

الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۰ (ع نسیمی)

مسئلہ ۲۱ ایک شخص نے اپنا مکان تین سال کے لیے تین سو درم سال کے کرایہ پر دیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے، در جو کرایہ میں آتا ہے، سب کو محفوظ رکھتا ہے تو آٹھ مہینے گزرنے پر نصاب کا مالک ہو گیا کہ آٹھ ماہ میں دو سو درم کرایہ کے ہوئے، لہذا آج سے سال زکاۃ شروع ہوگا اور سال پورا ہونے پر پانچ سو درم کی زکاۃ دے کہ تین ماہ کا کرایہ

پاس ہوا، اب اس کے بعد ایک سال اور گزرا تو آٹھ سو کی زکاة دے، مگر سال اول کی زکاة کے ساڑھے بارہ درم کم کیے جائیں۔ (۵) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاة، فی مسائل شمس، ج ۱، ص ۱۸۱ (عالمگیری) بلکہ آٹھ سو میں چالیس کم کی زکاة واجب ہوگی کہ چالیس سے کم کی زکاة نہیں بلکہ غنویہ۔

مسئلہ ۲۲۔ ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درم ہیں اور کچھ مال نہیں، اس نے سو درم سالانہ کرایہ پر محل سال کے لیے مکان لیا اور وہ محل روپے مالک مکان کو دے دیے تو پہلے سال میں نو سو کی زکاة دے کہ سو کرایہ میں گئے، دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکاة کے ساڑھے ہائیس درم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکاة دے۔ اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سال گزشتہ کی زکاة کے روپے کم کر کے باقی کی زکاة اُس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا لک ہوا، تین برس پر تین سو کی زکاة دے۔ یوہیں ہر سال سو درم کی زکاة دیتی جاتی جائے گی، مگر اگلے برسوں کی مقدار زکاة کم کرنے کے بعد باقی کی زکاة واجب ہوگی۔ صورت مذکورہ میں اگر اس قیمت کی کنیز کرایہ میں دی تو کرایہ دار پر کچھ واجب نہیں اور مالک مکان پر اُسی طرح واجب ہے، جو درم کی صورت میں ہے۔ (۱) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاة، فی مسائل شمس، ج ۱، ص ۱۸۱۔

۱۸۲ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳۔ تمہارت کے لیے غلام قیمتی دو سو درم کا دو سو میں خرید اور شمن بائع کو دے دیا، مگر غلام پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، اب وہ بائع کے یہاں مر گیا تو بائع و مشتری دونوں پر دو سو کی زکاة واجب ہے اور اگر غلام دو سو درم سے کم قیمت کا تھا اور مشتری نے دو سو پر لیا تو بائع دو سو کی زکاة دے اور مشتری پر کچھ نہیں۔ (۲) المرجع السابق۔

۱۸۳ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴۔ خدمت کا غلام ہزار روپے میں عطا اور شمن پر قبضہ کر لیا، سال بھر بعد وہ غلام عیب دار نکلا، اس بتا پر واپس ہوا، قاضی نے واپسی کا حکم دیا ہو یا اُس نے خود اپنی خوشی سے واپس لے لیا ہو تو ہزار کی زکاة دے۔ (۳) المرجع السابق۔

۱۸۴ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵۔ روپے کے عوض کھانا غلہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکاة ادا ہو جائے گی، مگر اس چیز کی قیمت جو ہزار روپے سے ہوگی وہ زکاة میں بھی جائے، بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو حذر دور کو یا بے یا گاؤں سے منگوا یا تو کرایہ اور چنگی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا کز یوں کی قیمت نثرانہ کریں، بلکہ اس کی کوئی چیز کی جو قیمت ہزار میں ہو، اس کا اعتبار ہے۔ (۴) المرجع السابق، ص ۱۸۰، المرجع المختار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳،

۲۰۴ (در مختار، عالمگیری)

عاشر کا بیان

مسئلہ ۱ عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجار (5) (یعنی تجارت کرے اور) جو امواں نے کر گزریں، اُن سے صدقات وصول کرے۔ عاشر کے لیے شرط یہ ہے کہ مسکین خُر (6) (یعنی جو غلام نہ ہو) غیر ہاشمی ہو، چور اور ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت پر قادر ہو۔ (7) "المحصر شرح" کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۲، ص ۲۰۶، (۶۰)

مسئلہ ۲ جو راہ گیر یہ کہے کہ میرے اس مال پر نیز گھر میں جو موجود ہے کسی پر سال نہیں گزرا یا کہتا ہے کہ میں نے اس میں تجارت کی نیت نہیں کی یا کہے یہ میرا مال نہیں بلکہ میرے پاس امانت یا بطور مضاربت ہے، بشرطیکہ اس میں اتنا نفع نہ ہو کہ اس کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے یا اپنے کو مزدور یا مکانب یا ماذون بنائے یا اتنا ہی کہے کہ اس مال پر زکاة نہیں، اگرچہ وجہ نہ بنائے یا کہے مجھ پر ذین ہے جو مال کے برابر ہے یا اتنا ہے کہ اُسے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے یا کہے دوسرے عاشر کو دے دیا ہے اور جس کو دینا مانتا ہے واقع میں وہ عاشر ہے اور اس عاشر کو بھی اس کا عاشر ہونا معلوم ہو یا کہے شہر میں فقیروں کو زکاة دے دی اور اپنے بیان پر طع کرے تو اُس کا قول مان لیا جائے گا، اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس سے رسید طلب کریں کہ رسید کبھی جعلی ہوتی ہے اور کبھی غلطی سے رسید نہیں لی جاتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے اور اگر رسید پیش کی اور اس میں اس عاشر کا نام نہیں جسے اُس نے بتایا، جب بھی طع لے کر اُس کا قول مان لیں گے اور اگر چند سال گزرنے پر معلوم ہوا کہ اُس نے جھوٹ کہا تھا تو اب اُس سے زکاة لی جائے گی۔ (1) "المصنوی المسند" کتاب الزکاة، الباب الرابع فیس ہر عن العاشر، ج ۱، ص ۱۸۳ و "الدرالمختار" و "ردالمحتار" کتاب الزکاة، باب العاشر، مطلب لا یسقط الزکاة.

الخ، ج ۳، ص ۲۸۹-۲۹۱ (عائضی، درمختار و درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ اگر اس مال پر سال نہیں گزرا مگر اس کے مکان پر جو مال ہے اس پر سال گزر گیا ہے اور اس مال کو اس مال کے ساتھ ملا سکتے ہوں تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ یو ہیں اگر ایسے عاشر کو دینا مانتے جو اُسے معلوم نہیں یا کہے کسی ہندوب کو زکاة دے دی یا کہے شہر میں فقیر کو نہیں دی بلکہ شہر سے باہر جا کر دی تو ان سب صورتوں میں اس کا قول نہ مانا جائے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمختار" کتاب الزکاة، باب العاشر، مطلب لا یسقط الزکاة الخ، ج ۳، ص ۲۹۰ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴ سزا اور اموال باطنہ میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جن امور میں مسکین کا قول مانا جاتا ہے، ذی کافر کا بھی مان لیا جائے گا، مگر اس صورت میں کہ شہر میں فقیر کو دینا مانتے تو اس کا قول معتبر نہیں۔ (3) "الدرالمختار" کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۱ (درمختار)

مسئلہ ۵ حربی کافر کا قول بالکل معتبر نہیں، اگرچہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر گواہ پیش کرے اور اگر کنیز کو ام ولد بنائے یا غلام کو اپن زکاة کہے اور اس کی عمر اس قابل ہو کہ یہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے یا کہے میں نے دوسرے کو دے دیا ہے اور جسے بتاتا ہے وہ وہیں موجود ہے تو ان امور میں حربی کا بھی قول مان لیا جائے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمختار" کتاب الزکاة، باب

الخ، ج ۳، ص ۲۹۳ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶ جو شخص دوسروں سے کم کمال لے کر گزرا تو عاشر اس سے کچھ نہ لے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی یا حربی، خواہ اس کے گھر میں اور مال ہوتا معلوم ہو یا نہیں۔ (۵) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاة، الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۸۳۔ (ع لکیری)

مسئلہ ۷ مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ۔ (۱) کنز الدین الامبار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۲ (تویر) حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا ساقہ اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کھل مال لے لیا ہو تو مسلمان کھل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔ (۲) الدر المنہج، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۶، ص ۲۹۵۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۸ حربی بچے اور مکاتب سے کچھ نہ لیں گے، مگر جب مسلمانوں کے بچوں اور مکاتب سے حربیوں نے سوا ہو تو مسلمان بھی اُن سے لیں۔ (۳) الدر المنہج، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۶، ص ۲۹۵۔ (در مختار)

مسئلہ ۹ ایک ہر جب حربی سے لے لیا تو دوبارہ اس سال میں نہ لیں، مگر جب لینے کے بعد دارالحرب کو واپس گیا اور اب پھر دارالحرب سے آیا تو دوبارہ نہ لیں گے۔ (۴) کنز الدین الامبار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۵۔ (تویر، ابصار)

مسئلہ ۱۰ حربی دارالاسلام میں آیا اور واپس گیا مگر عاشر کو خبر نہ ہوئی پھر دوبارہ دارالحرب سے آیا تو پہلی مرتبہ کا نہ لیں اور اگر مسلمان یا ذمی کے آنے اور جانے کی خبر نہ ہوئی اور اب دوبارہ آیا تو پہلی بار کا لیں گے۔ (۵) الدر المنہج، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۶۔ (در مختار)

مسئلہ ۱۱ ماڈون (۶) یعنی وہ تمام حصے کے مالک نے تہمت کی اجازت دے دی ہو۔ کے ساتھ اگر اس کا مالک بھی ہے اور اس پر اتنا ذین نہیں، جو ذات و مال کو مستغرق (۷) یعنی بھرے ہوئے ہو تو عاشر اس سے لے گا۔ (۸) الدر المنہج، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۹۔ (در مختار)

مسئلہ ۱۲ عاشر کے پاس ایسی چیز لے کر گزرا جو جلد خراب ہونے والی ہے، جیسے میوہ، ترکاری، خربزہ، تربز، دودھ وغیرہ، اگرچہ اُن کی قیمت نصاب کی قدر ہو مگر مشر نہ لیا جائے، ہاں اگر وہاں فقراموجود ہوں تو لے کر فقرا کو ہائٹ دے۔ (۹) المد جمع السابق (ع لکیری، در مختار)

مسئلہ ۱۳ عاشر نے مال زیادہ خیال کر کے زکاة لی پھر معلوم ہوا کہ اتنے کمال نہ تھا تو جتنا زیادہ لی ہے سال آئندہ میں محسوب ہوگا اور اگر قصداً زیادہ لی تو یہ زکاة میں محسوب نہ ہوگا کہ ظلم ہے۔ (۱) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاة، فصل فی اداء، ص ۱۷۶۔ (خانہ)

کان اور دینہ کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”رکاز

(کان) میں شمس ہے۔ (2) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حرج المذنب والمعدن [بخاری الحديث، ۱۴۶۵، ص ۹۸۱]

مسئلہ ۱ کان سے بواہر سیدہ، تابنا، بختل، سونا چاندی نکلے، اس میں شمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔ خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا قیدی، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، وہ زمین جس

سے یہ چیزیں نکلیں عشری ہو یا خراجی۔ (3) المغنوی المہذبہ، کتاب الزکاة، باب الخمس فی المعادن و الرکاز، ج ۱، ص ۱۸۴۔

(عائگیری) یہ اس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی مملوک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر مملوک ہے تو مکمل مالک زمین کو دیا جائے شمس بھی نہ لیا جائے۔ (4) الدرالمختار و "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۵ (درمختار)

مسئلہ ۲ فیروزہ دیا قوت و زمرود دیگر جواہر اور سرمہ، پتھری، چٹان، موتی میں اور نمک وغیرہ ہونے والی چیزوں میں شمس نہیں۔ (5) المرجع السابق، ص ۱۶۲ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳ مکان یا دکان میں کان نکلی تو شمس نہ لیا جائے، بلکہ مکمل مالک کو دیا جائے۔ (6) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۵ (درمختار)

مسئلہ ۴ فیروزہ، یاقوت، زمرود وغیرہ جواہر سلطنت اسلام سے بیشتر کے دفن تھے اور اب نکلے تو شمس لیا جائے گا یہ مال غنیمت ہے۔ (7) المرجع السابق، ص ۱۶۶ (درمختار)

مسئلہ ۵ موتی اور اس کے علاوہ جو کچھ دریا سے نکلے، اگرچہ سونا کہ پانی کی تہ میں تھا، سب پانے والے کا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی اسلامی نشانی نہ ہو۔ (8) المرجع السابق (درمختار)

مسئلہ ۶ جس دفتینہ (1) (جس میں بے ہواہل) میں اسلامی نشانی پائی جائے خواہ وہ نقد ہو یا ہتھیار یا خانداری کے سامان وغیرہ، وہ پڑے مال کے حکم میں ہے یعنی مسجدوں، ہزاروں میں اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرے کہ نفل غائب ہو جائے، اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا پھر مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں مائے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو، مثلاً بت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام اس پر لکھا ہو، اس میں سے شمس لیا جائے، باقی پانے والے کو دیا جائے، خواہ اپنی زمین میں پائے یا دوسرے کی زمین میں یا مباح زمین میں۔ (2) الدرالمختار و "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۷ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۷ حربی کافر نے دفتینہ کا توا سے کچھ نہ دیا جائے اور جو اس نے لے لیا ہے واپس لیا جائے، ہاں، اگر بادشاہ اسلام کے حکم سے کھود کر نکال تو جو ٹھہرا ہے وہ دیں گے۔ (3) المغنوی المہذبہ، کتاب الزکاة، باب الخمس فی المعادن و الرکاز، ج ۱، ص ۱۸۵ (عائگیری)

مسئلہ ۸ دفتینہ نکالنے میں دو شخصوں نے کام کیا تو شمس کے بعد باقی اسے دیں گے جس نے پایا، اگرچہ دونوں نے شرکت کے ساتھ کام کیا ہے کہ یہ شرکت فاسدہ ہے اور اگر شرکت کی صورت میں دونوں نے پایا اور یہ نہیں معلوم کہ کتنا کس نے پایا تو نصف نصف کے شریک ہیں اور اس صورت میں اگر ایک نے پایا اور دوسرے نے مدد کی تو وہ پانے والے کا ہے اور مددگار کو کام کی حردوری دی جائے گی اور اگر دفتینہ نکالنے پر حردور رکھا تو جو برآمد ہوگا حردور کو ملے گا،

مستاجر کو کچھ نہیں کہ یہ اجارہ فاسد (4) ہے۔ (5) ودالمختار، کتاب الزکاة، باب الزکاة، ج ۳، ص ۸۰۔ (۶) (رد المحتار)

مسئلہ ۹ دین میں نہ اسلامی علامت ہے، نہ کفر کی تو زمانہ کفر کا قرار دیا جائے۔ (6) "المدخل فی التفسیر" کتاب الزکاة، باب الخمس فی المعادن والزرکار، ج ۱، ص ۸۵۔ (۷) (تفسیر)

مسئلہ ۱۰ صحرائے دارالحرب میں سے جو کچھ نکلا معدنی ہو یا دغینہ اس میں خمس نہیں، بلکہ کل پانے والے کو ملے گا اور اگر بہت سے لوگ بطور غلبہ کے نکال لائے تو اس میں خمس لیا جائے گا کہ یہ قیمت ہے۔ (7) "المدخل فی التفسیر" کتاب الزکاة، باب الزکاة، ج ۳، ص ۸۰۔ (8) (رد المحتار)

مسئلہ ۱۱ مسلمان دارالحرب میں امن لے کر گیا اور وہاں کسی کی ملک زمین سے خزانہ یا کان نکالی تو ملک زمین کو واپس دے اور اگر واپس نہ کیا بلکہ دارالاسلام میں لے آیا تو یہی مالک ہے مگر ملک غبیث ہے، لہذا تصدیق کرے اور بیخود مال تو بیخود ہے، مگر خریدار کے لیے بھی غبیث ہے اور اگر امان لے کر نہیں گیا تھا تو یہ مال اس کے لیے حلال ہے، نہ واپس کرے نہ اس میں خمس لیا جائے۔ (1) "المدخل فی التفسیر" کتاب الزکاة، باب الزکاة، ج ۳، ص ۸۰۔ (۲) (تفسیر، رد المحتار)

مسئلہ ۱۲ خمس مسکین کا حق ہے کہ بادشاہ اسلام ان پر صرف کرے اور اگر اس نے بطور خود مسکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، بادشاہ اسلام کو خیر پہنچے تو اسے برقرار رکھے اور اس کے تصرف کو نافذ کر دے اور اگر یہ خود مسکین ہے تو بقدر حاجت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دوسو درم کی قدر ہے تو خمس اپنے مصرف میں لاسکتا ہے اب یہ فقیر نہیں ہاں اگر مرنے ہو کہ زمین نکالنے کے بعد دوسو درم کی قدر رہتی نہیں رہتا تو خمس اپنے مصرف میں لاسکتا ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد جو مسکین ہیں، ان کو خمس دے دیے تو یہ بھی جائز ہے۔ (2) "المدخل فی التفسیر" و "رد المحتار"

کتاب الزکاة، باب الزکاة، ج ۳، ص ۸۱۔ (درجی، رد المحتار)

زراعت اور پہلوں کی زکاة

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

﴿وَاتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَدِهِ﴾

(3) "بہار التفسیر" ۱۴۱

"بکھتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔"

حدیث ۱ صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عسری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں، اس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لا کر لاتے ہوں، اس میں نصف عشر (4)۔" (صحیح البخاری،

کتاب الزکاة، باب فی الماشیاء من ماء السماء۔ الف، المحدث۔ ۱۴۸۳، ص ۱۱۷) (یعنی بیسواں حصہ۔)

حدیث ۲ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ "ہر اس

شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔" (5) "کسر العمال" کتاب الزکاة، رکاة البیات والفواکہ، المحدث۔ ۱۵۸۷۳

(۱) عشری۔ (۲) خراجی۔ (۳) نہ عشری، نہ خراجی۔

اول دسوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی عشر دینا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی، جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو۔ عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے، جنگ کی فوج نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی، اسے کاشت میں لایا یا اُس پڑتی کو کھیت بنایا جو عشری و خراجی دونوں سے قرب و بعد کی یکساں نسبت رکھتی ہے یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا یا خراجی و عشری دونوں سے یا مسلمان نے اپنے مکان کو باغ یا کھیت بنالیا اور اسے عشری پانی سے سیراب کرتا ہے۔ یا عشری و خراجی دونوں سے یا عشری زمین کا فردنی نے خریدی، مسلمان نے شفعہ میں اُسے لے لیا یا بیع فاسد ہوگئی یا خیاب شرط یا خیاب رویت کی وجہ سے واپس ہوئی یا خیاب حب (۱) (بیع فاسد، خیاب شرط، خیاب رویت اور خیاب حب کی تفصیلی مصلحت کے لیے بہار شریعت ص ۱۱۱، ملاحظہ فرمائیے) کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس ہوئی۔

اور بہت صورتوں میں خراجی ہے مثلاً فتح کر کے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صبح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذاتی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خریدی یا ذاتی نے بادشاہ اسلام کے حکم سے بجز کو آباد کیا یا بجز زمین ذاتی کو دے دی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا۔ خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کی جائے، خراجی ہی رہے گی اور خراجی و عشری دونوں نہ ہوں، مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے اپنے لیے قیامت تک کے لیے باقی رکھی یا اس زمین کے مالک مر گئے اور زمین بیت امال کی ملک ہوگئی۔

مسئلہ ۹: خراج دو قسم ہے:

(۱) خراج حقاسہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھایا تہائی یا چوتھائی وغیرہ مقرر ہو، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود و نصیر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور

(۲) خراج مؤظف کہ ایک مقدار معین لازم کر دی جائے خواہ روپے، مثلاً سالانہ دو روپے بیگمہ یا کچھ اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔

مسئلہ ۱۰: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا تو وہی دیں، بشرطیکہ خراج مؤظف میں جہاں

جہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقدار منقول ہے اس پر زیادت نہ ہو اور جہاں منقول نہیں اس میں نصف پیداوار سے زیادہ نہ ہو۔ پوچھیں خراج حقاسہ میں نصف سے زیادت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اتنے دینے کی

حالات بھی رکھتی ہیں۔ (۱) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب العہداء باب العشر و العشر ج و الحرة، مطلب من عراج المقاسمة، ج ۱۶، ص ۲۹۲ ۲۹۴ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنت اسلام میں کیا مقرر تھا تو جہاں جہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرما دیا ہے، وہ دیں اور جہاں مقرر نہ فرمایا ہو نصف دیں۔ (۲) "فتاویٰ الرحمۃ" (الحدیثہ)، ج ۱، ص ۲۳۸ (فتاویٰ ضویہ)

مسئلہ ۴ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ ہر قسم کے غلہ میں فی جریب ایک درم اور اس فلفہ کا ایک صاع اور خربوزے، تربوز کی پائیز اور کھیرے، لکڑی، بیکن وغیرہ ترکاریوں میں فی جریب پانچ درم انگور و خرما کے گٹنے ہانگوں میں جن کے اندر زراعت نہ ہو سکے۔ دس درم پھر زمین کی حیثیت اور اس شخص کی قدرت کا اعتبار ہے، اس کا اعتبار نہیں کہ اس نے کیا بویا یعنی جو زمین جس چیز کے بونے کے لائق ہے اور یہ شخص اس کے بونے پر قادر ہے تو اس کے اعتبار سے خراج ادا کرے، مثلاً انگور ہو سکتا ہے تو انگور کا خراج دے، اگر چہ گیہوں کے بونے اور گیہوں کے قائل ہے تو اس کا خراج ادا کرے اگر چہ بونے۔ جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول، ۳۵ گز عرض ہے اور صاع دوسو اٹھاسی پیہر اور دس درم کے $\frac{3}{5}$ پائی پانچ درم $\frac{4}{5}$ پائی اور ایک درم $\frac{5}{15}$ پائی۔ (۳) "الدرالمختار"، کتاب العہداء باب العشر و العشر ج ۱۶، ص ۲۹۲ (درمختار)

مسئلہ ۵ جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو، وہاں کے لوگ بطور خود فقرا وغیرہ جو مصارف خراج ہیں، ان پر صرف کریں۔

مسئلہ ۶ عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکاة فرض ہے اور اس زکاة کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگر چہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (۴) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الاربع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۵ (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۷ عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (۵) المرجع السابق وغیرہ (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۸ خوش سے عشر نہ لے تو بادشاہ اسلام جبراً لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا، مگر ثواب کا مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔ (۱) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الاربع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۵ وغیرہ (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۹ جس پر عشر واجب ہوا، اس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔ (۲) المرجع السابق (عائسی)

مسئلہ ۱۰ عشر میں سال گزرنے کا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (۳) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۱، ص ۳۱۳ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ دو چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب و مذنون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، بلکہ وہی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہل وقف ہوں یا اجرت پر کاشت کی۔ (4) المرجع السابق (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۲ جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں، جیسے پتھر، گھاس، نرگس، سنہنہ، جھوٹا کھجور کے پتے، تھلی، کپاس، بیگن کا درخت، خربزہ، تربز، کھیرا، انگیزی کے بیج۔ یو ہیں ہر قسم کی ترکاریوں کے بیج کہ ان کی بھکتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے۔ یو ہیں جو بیج دوا ہیں مثلاً کنڈر، مٹھی، کلونٹی اور اگر نرگس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔ (5) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۵ وغیرہما (درمختار، رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳ جو کھیت بارش یا نہر تالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چر سے (6) (یعنی پورے یا اول۔) یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی جیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہے، اس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں میں سے پانی سے سیراب کیا جائے اور کچھ دنوں ڈول چر سے تو اگر اکثر مینہ (1) (بارش) کے پانی سے کام لیا جائے اور کبھی کبھی ڈول چر سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔ (2) الدر المختار، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۲۔ ۳۱۶ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۴ عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہو، اس پر عشر واجب ہے۔ یو ہیں پہاڑ اور جنگل کے پہلوں میں بھی عشر واجب ہے، بشرطیکہ بادشاہ و اسلام نے حریوں اور ڈاکوؤں اور ہانیوں سے ان کی حفاظت کی ہو، ورنہ کچھ نہیں۔ (3) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۱۔ ۳۱۳ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۵ گیسوں، فو، جوار، باجرا، دھان (4) (پاول۔) اور ہر قسم کے غلے اور اسی، کسم، اخروٹ، ہادام اور ہر قسم کے میوے، روٹی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، انگیزی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے (5) تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (6) خلاص میں ایک من، دس میں ایک سیر، پانچ میں ایک میل، (۷) (تیسری)

مسئلہ ۱۶ جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں گل پیداوار کا عشر یا نصف عشر یا چائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت، مل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (7) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم، فی حکم ارضی مصر، فتح، ج ۳، ص ۳۱۷ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۷ عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ عشری زمین مسلمان سے ذمی نے خرید لی اور قبضہ

بھی کر لیا تو اب ذی سے عشر نہیں لیا جائے گا بلکہ خراج لیا جائے گا اور مسلمان نے ذی سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی۔ اُس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے۔ (8) (المرجع السابق، ص ۳۱۸) (در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۱۸۔ ذی نے مسلمان سے عشری زمین خریدی پھر کسی مسلمان نے شفعہ میں وہ زمین لے لی یا کسی وجہ سے بیع فاسد ہو گئی تھی اور بائع کے پاس واپس ہوئی یا بائع کو اختیار شرط تھا یا کسی کو اختیار رویت تھا اس وجہ سے واپس ہوئی یا مشتری کو اختیار عیب تھا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی، ان سب صورتوں میں پھر عشری ہی ہے اور اگر خیار عیب میں بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو اب خراجی ہی رہے گی۔ (1) (مکرم المصنوع و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم، فی حکم الراعی، مصر، المطبع، ج ۳، ص ۳۱۸) (در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۱۹۔ مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا، اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے، جب بھی عشری اور ذی نے اپنے گھر کو باغ بنالیا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان اور کوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری ہے اور جو نہر، بچوں نے کھودی اس کا پانی خراجی ہے۔ کافروں نے کوآں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا یہ خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔ (2) (المرجع السابق، ص ۳۱۹) (در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۲۰۔ مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو، اُس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔ (3) (المرجع السابق، کتاب الزکاة، باب العشر، لہذاوی، ہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السادس فی رکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۶) (عائسی، در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۲۱۔ زفت اور لفظ کے چشمے عشری زمین میں ہوں یا خراجی میں اُن میں کچھ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر خراجی زمین میں ہوں اور آس پاس کی زمین قابل زراعت ہو تو اس زمین کا خراج لیا جائے گا، چشمہ کانٹیں اور عشری زمین میں ہوں تو جب تک آس پاس کی زمین میں زراعت نہ ہو کچھ نہیں لیا جائے گا، فقط قابل زراعت ہونا کافی نہیں۔ (4) (المرجع السابق، ص ۳۲۱) (در مختار)

مسئلہ ۲۲۔ جو چیز زمین کی تابع ہو، جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گنداس میں عشر نہیں۔ (5) (الافتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السادس فی رکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۶) (عائسی، در مختار)

مسئلہ ۲۳۔ عشر اس وقت لیا جائے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ نہ جاتا رہے، اگرچہ ابھی توڑنے کے لائق نہ ہوئے ہوں۔ (6) (مکرم المصنوع، کتاب الزکاة، باب رکاة الزرع و الثمار، ص ۱۶۲) (جوہرہ، نیر)

مسئلہ ۲۴۔ خراج ادا کرنے سے پیشتر اُس کی آمدنی کھانا حلال نہیں۔ یوہیں عشر ادا کرنے سے پیشتر ہلک کو کھانا حلال نہیں، کھانے کا تو ضمان دے گا۔ یوہیں اگر دوسرے کو کھلایا تو اتنے کے عشر کا تاوان دے اور اگر یہ ارادہ ہے کہ کُل کا عشر ادا کر دے گا تو کھانا حلال ہے۔ (7) (الافتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السادس فی رکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۶) (جوہرہ، نیر)

الدرالمختار، و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم، فی حکم اراضی مصر - (الخ، ج ۳، ص ۳۲۱) (عائشہ، درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۲۵: بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ خراج لینے کے لیے غلہ کو روک لے مالک کو تصرف نہ کرنے دے، ورنہ اس نے کئی سال کا خراج نہ دیا ہو اور عاجز ہو تو اگلی برسوں کا معاف ہے اور عاجز نہ ہو تو لیں گے۔ (۱) "الدرالمختار، و "رد المحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم، فی حکم اراضی مصر - (الخ، ج ۳، ص ۳۲۱) (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۲۶: زراعت پر قادر ہے اور بویا نہیں تو خراج واجب ہے اور عشر جب تک کاشت نہ کرے اور پیداوار نہ ہو واجب نہیں۔ (۲) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۲ (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹھیری کھا گئی یا پالے اور لو سے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ گل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر چو پائے کھا گئے تو ساقط نہیں اور ساقط ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت طیار نہ ہو، اسکے ورنہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔ (۳) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم، فی حکم اراضی مصر - (الخ، ج ۳، ص ۳۲۳) (رد المحتار)

مسئلہ ۲۸: خراجی زمین کسی نے نصب کی اور نصب سے انکار کرتا ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہیں، تو اگر کاشت کرے خراج غاصب پر ہوگا۔ (۴) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۳ (درمختار)

مسئلہ ۲۹: بیع وفا یعنی جس بیع میں یہ شرط ہو کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری بیع پھیر دے گا تو جب خراجی زمین اس طور پر کسی کے ہاتھ بیچے اور بائع کے قبضہ میں زمین ہے تو خراج بائع پر اور مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے بویا بھی تو خراج مشتری پر۔ (۵) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم، فی حکم اراضی مصر - (الخ، ج ۳، ص ۳۲۴) (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳۰: طیار ہونے سے عشر زراعت بیع ذالی تو عشر مشتری پر ہے، اگرچہ مشتری نے یہ شرط لگائی کہ پکنے تک زراعت کاٹی نہ جائے بلکہ کھیت میں رہے اور بیچنے کے وقت زراعت طیار تھی تو عشر بائع پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے، تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔ (۶) (المرمع السابق) (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳۱: عشری زمین عاریۃ دی تو عشر کا شکار پر ہے مالک پر نہیں اور کافر کو عاریت دی تو مالک پر عشر ہے۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الخاص فی زکاة الزرع والحداد، ج ۱، ص ۱۸۷ (عائشہ، وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: عشری زمین بٹائی پردی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بٹائی پردی تو خراج مالک پر ہے۔ (۲) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم، فی حکم اراضی مصر، ج ۳، ص ۳۲۷-۳۲۸ (رد المحتار)

مسئلہ ۳۳ زمین جو زراعت کے لیے نقدی پروی جاتی ہے، امام کے نزدیک اُس کا عشر زمیندار پر ہے اور صاحبین (3) (یعنی میں امام ابوہریرہ اور امام محمد رحمہ اللہ) کو کہتے ہیں۔) کے نزدیک کا شکار پر اور علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی کہ حالت زہاد کے اعتبار سے اب قول صاحبین پر عمل ہے۔ (4) "فالمختار" کتاب الزکاة باب العشر، مطلب مہم، ص ۱۰۳۔

مسئلہ ۳۴ گورنمنٹ کو جو مالکداری دی جاتی ہے، اس سے خراج شری نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اُس کا ادا کرنا ضروری اور خراج کا مصرف لشکر اسلام نہیں، بلکہ تمام مصالح عامہ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد و وظیفہ امام و مؤذن و مفتوا و مدرسین علم دین و خبر گیری طلبہ علم دین و خدمت علمائے اہلسنت حامیان دین جو وعظ کہتے ہیں اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں اور ٹیل و سراہانے میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔ (5) "الفتاویٰ الرضویہ" (جلد ہدایہ)، کتاب الزکاة، رسالہ الفصح الجاہ، ج ۱۰، ص ۲۲۳ (فتویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۵ عشرینے سے پہلے غلہ بیج ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے کہ عشر مشتری سے لے یا بائع سے اور اگر بھٹی قیمت ہوئی چاہے اُس سے زیادہ پر بیچا تو مصدق کو اختیار ہے کہ غلہ کا عشر لے یا حن کا عشر اور اگر کم قیمت پر بیچا اور اتنی کمی ہے کہ لوگ اتنے نقصان پر نہیں بیچتے تو غلہ ہی کا عشر لے گا اور وہ غلہ نہ رہا تو اُس کا عشر قرار دے کر بائع سے میں یا اُس کی واجبی قیمت۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، باب السداس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷ (فتاویٰ الہندیہ)

مسئلہ ۳۶ اگر بیج ڈالے تو حن کا عشر لے اور شیرہ کر کے بیچا تو اس کی قیمت کا عشر لے۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، باب السداس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷ (فتاویٰ الہندیہ)

مال زکاة کن لوگوں پر صرف کیا جائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَعْطُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْكِيْنَ وَالْمُعْسِيْنَ عَلَيْهِمْ وَلِوَلَدِهِمْ فَوْنَهُمْ وَفِىْ رِزْقَابِ وَالْمُعْسِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنَّ الْمُسْتَبِيْلَ طُفْرِيْضَةً مِّنْ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (1) البقرہ ۱۱۰

"صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن تھمزانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ (عزوجل) عظیم و حکمت والا ہے۔"

حدیث ۱ سنن ابی داؤد میں زیاد بن حارث صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے صدقات کو کوئی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اُس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اُس کے آٹھ حصے کیے۔" (2) "سنن ابی داؤد"، کتاب الزکاة، باب من عطی من الصدقة وحال منی، الحديث ۱۶۳۰، ص ۱۳۴۴

حدیث ۲ امام احمد و ابوداؤد و حاکم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مذنی کے لیے صدق حلال نہیں مگر پانچ شخص کے لیے

(۱) اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا یا

(۲) صدقہ پر عامل یا

(۳) تاوان والے کے لیے یا

(۴) جس نے اپنے مال سے خرید لیا ہو یا

(۵) مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس مسکین نے اپنے پڑوسی یا والد کو ہدیہ کیا۔“ (۳) (معجم الکبریٰ، کتاب الزکاة، باب

مقدار النسی الذي يحرم السؤال، الحديث: ۱۵۶، ج ۱، ص ۲۹) اور احمد و تہمتی کی دوسری روایت میں مسافر کے لیے بھی جواز آیا

ہے۔ (۴) انظر "النس الکبریٰ" بیہقی، کتاب قسم الصدقات، باب العامل علی الصدقة یا بعد منها، بقدر حمله (الخ، الحديث:

ج ۱، ص ۲۳

حدیث ۷ بخاری نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا ”صدقہ مفروضہ میں وراثہ و روالہ کا

حق نہیں۔“ (۱) (النس الکبریٰ، کتاب قسم الصدقات، باب العرفۃ تصیرف من رکتھا فی روحہ، الحديث: ۱۳۲۹، ج ۷، ص ۳۵

حدیث ۸ طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”اے بنی ہاشم! تم اپنے نفس پر مبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوکے میں ہیں۔“ (۲) (معجم الکبریٰ، الحديث: ۱۲۹۸

ج ۱، ص ۱۸۶

حدیث ۹ امام احمد و مسلم و ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے

فرمایا ”اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے نسل ہیں۔“ (۳) (صحیح مسلم، کتاب

الزکاة، باب ترک استعمال آل النبی علی الصدقة، الحديث: ۲۲۸۱، ص ۸۲۸

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ

نے مجھ پر اور میری اہل بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔“ (۴) (طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۹۷

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انھیں میں سے ہے۔“ (۵) (صحیح الترمذی، باب

الزکاة، باب ما جاء فی کراهية الصدقة للنسب صلی اللہ علیہ وسلم و لعل یتہ و موالیه، الحديث: ۲۵۷، ص ۱۷۱۱

حدیث ۸ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کا خرمالے کر

منہ میں رکھ لیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جھی جھی کہ اُسے پھینک دیں، پھر فرمایا کیا تمہیں

نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔“ (۶) (صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب ما یذکر فی الصدقة للنسب صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ

و احیدت: ۱۱۸، ص ۱۱۹۹) طہمان و بہمن بن حکیم و برادر و زید بن ارقم و عمرو بن خارجہ و سلمان و عبد الرحمن بن ابی سلی و میمون و

کیس بن ہریرہ و خارجہ بن عمرو و غیرہ و انس و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) کی اہل بیت کے لیے صدقات ناجائز ہیں۔ (۷) (مختار المسائل، کتاب الزکاة، ج ۱، ص ۱۹۵، ۱۹۶

- (۱) فقیر
- (۲) مسکین
- (۳) عامل
- (۴) رقاب
- (۵) غارم
- (۶) فی سبیل اللہ

(۷) ابن سبیل۔ (۱) الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۲۲۔ ۲۱۰

مسئلہ ۲ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہنچنے کے کپڑے خدمت کے لیے لوٹری غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا۔ بوجہ اگر مومن ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، تو فقیر ہے اگرچہ اُس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔ (۲) الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۲۲ وغیرہ (رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳ فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (۳) الفتاویٰ الهندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۷ (عائسی) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مد نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور محاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہدایت اور بہت سخت ہدایت ہے۔

مسئلہ ۴ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔ (۴) درمع شایب، ص ۱۸۷۔ ۱۸۸ (عائسی)

مسئلہ ۵ عامل وہ ہے جسے بادشاہ و اسلام نے زکوٰۃ اور مشر و صول کرنے کے لیے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کا متوسط (۵) (درمیان) طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔ (۶) الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۲۶۔ ۲۲۷ وغیرہ (رد مختار وغیرہ)

مسئلہ ۶ عامل اگر چغنی ہوا پنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مال زکوٰۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز ہاں اگر کسی اور مدد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔ (۱) الفتاویٰ الهندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع

فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸ (عائسی)

مسئلہ ۷ زکاۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا، مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا

ہو گئیں۔ (2) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۵ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۸ کوئی شخص اپنے مال کی زکاۃ خود لے کر بیت المال میں دے آیا تو اس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸ (نکسیری)

مسئلہ ۹ وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دے دیا یا جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اور، مگر پہلے لے لی اور وصول کیا ہو مال ہلاک ہو گیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔ (4) "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۶ (رد مختار)

مسئلہ ۱۰ رقب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکاۃ سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن

رہا کرے۔ (5) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸ (مستند کتب)

مسئلہ ۱۱ غنی کے مکاتب کو بھی مال زکاۃ دے سکتے ہیں اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور پھر بدستور غلام ہو گیا تو جو کچھ اس نے مال زکاۃ دیا ہے، اس کو مولیٰ تصرف میں

لا سکتا ہے اگرچہ غنی ہو۔ (6) "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۷ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲ مکاتب کو جو زکاۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لیے ہے، مگر اب اسے اختیار ہے دیگر مصارف میں بھی خرچ کر سکتا ہے، اگر مکاتب کے پاس بعد نصاب مال ہے اور بدل کتابت سے بھی زیادہ ہے، جب بھی زکاۃ دے سکتے

ہیں مگر باقی کے مکاتب کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸

و "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۷ (نکسیری، رد مختار)

مسئلہ ۱۳ فارم سے مراد مدون ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ اس کا آوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مدون باقی نہ ہو۔ (1) "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب

المصروف، ج ۳، ص ۳۳۹ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴ فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا

چاہتا ہے، سواری اور زوراواہ اس کے پاس نہیں تو اسے مال زکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، مگر اس کو حج کے لیے سول کرنا

جائز نہیں۔

یہ طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکاۃ لے سکتا ہے، جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ پوچھیں

ہر نیک بات میں زکاۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطور تملیک (2) (یعنی جس کو دے، اسے مال نہ دے) ہو کہ بغیر

تملیک زکاۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (3) "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۹ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵ بہت سے لوگ مالِ زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکاۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جہدار کھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے، کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۶ ابن استمیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اس کے گھر مال موجود ہو مگر کسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یوں اگر مالک نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے پر ذین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اسے ضرورت ہے یا جس پر اس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا ذین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدر ضرورت زکاۃ لے سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔ (۴) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸ و "المصالح" کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۰ (عائگیری، درمختار) اور اگر ذین مجمل ہے یا میعاد پوری ہوگئی اور عدل غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکاۃ نہیں لے سکتا، کہ اس سے لے کر اپنی ضرورت میں صرف کر سکتا ہے لہذا حاجت مند نہ ہوا اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں، شرعاً ہمیشہ مجمل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگرچہ ہزار عہد و پیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اس میعاد سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نامسموع ہوگا کہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔ (۱)

(درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷ مسافر یا اس مالک نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر ذین ہے، بوقت ضرورت مال زکاۃ بقدر ضرورت یا پھر اپنا مال بل میا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالک نصاب کا ذین وصول ہو گیا، تو جو کچھ زکاۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ (۲) "المصالح" کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۰ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۸ زکاۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مال زکاۃ اگر بقدر نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدر نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی ایک شخص کو بقدر نصاب دینا مکروہ اس وقت ہے کہ وہ فقیر مدون نہ ہو اور مدون ہو تو اتنا دے دینا کہ ذین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوں اگر وہ فقیر مال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر مال وہیاں پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (۳) الفتاویٰ

الہدیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔ (عائگیری)

مسئلہ ۱۹ زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک ہاویں، حاجت کافی نہیں، لہذا مال زکاۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے حینت کو کفن دینا یا میت کا ذین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، بیل، سر، اسقابیہ، مڑک، بنو، دینا، منہریہ کو اس کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی ہے۔ (۴) الفتاویٰ الہدیۃ، کتاب

(حاشیہ)

مسئلہ ۲۰۔ فقیر پر ذین ہے اس کے کہنے سے مال زکاۃ سے وہ ذین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہو گئی اور اگر اس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مر گیا، تو یہ ذین اگر مال زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ (۵) رد المحتار، کتاب الزكاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۱ (درمختار) ان چیزوں میں مال زکاۃ صرف کر لے گا حیلہ ہم بیان کر چکے، اگر حیلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۱۔ (۱) اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے (۲) اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواس نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یو ہیں صدقہ قطر تذرو کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقہ نقل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (۱) رد المحتار، کتاب الزكاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۱ وغیرہ (حاشیہ)۔
(رد مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲۔ زنا کا بچہ جو اس کے نطفہ سے ہو یا وہ بچہ کہ اس کی منکوحہ سے زمانہ نکاح میں پیدا ہوا، مگر یہ کہہ چکا کہ میرا نہیں انھیں نہیں دے سکتا۔ (۲) رد المحتار، کتاب الزكاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۱ (رد مختار)

مسئلہ ۲۳۔ بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نطفہ (۳) یعنی رولی کپڑے وغیرہ، اس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نطفہ میں محسوب نہ کرے۔ (۴) رد المحتار، کتاب الزكاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۱ (رد مختار)

مسئلہ ۲۴۔ ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔ (۵) المرجع السابق، (رد مختار) یو ہیں حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۵۔ (۳) اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرج یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکتوب (۶) یعنی اچھے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا کر دے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے۔ (۷) یا مذکر (۷) یعنی وہ غلام جس کی بہت مولیٰ لے لیا کہ تو میرے مرے کے بعد آزاد ہے۔ (۸) یا م وند (۸) یعنی وہ غلام جس کے کچھ عطا ہوا ہو مولیٰ لے لیا کہ یہ میرا ہے۔ رشتہ ان کی تفصیل مصلوحت کے لئے بہار شریعت حصہ ۹ صفحہ ۹۷ مکتوب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ (۹) یا اس غلام کو جس کے کسی نوجو کا یہ مالک ہو، اگرچہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ (۹) العتای الہندیہ، کتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹ (حاشیہ)

مسئلہ ۲۶۔ (۳) عورت شوہر کو (۵) اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ طلاق ہائے نیک تین طلاقیں دے چکا ہو، جب تک عدت میں ہے اور عدت پوری ہو گئی تو اب دے سکتا ہے۔ (۱۰) رد المحتار، کتاب الزكاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۵ (درمختار، رد مختار)

مسئلہ ۲۷۔ (۶) جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجت اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانداری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجت اصلیہ

سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اس کی قیمت دو سو درہم ہو، اگرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اس پر زکاۃ واجب ہو مثلاً چوتھے سو تا جب دو سو درہم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا تیس گائیں ہوں جن کی قیمت دو سو درہم ہے اسے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دو سو درہم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (۱) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوالج الاصلیہ، ج ۳، ص ۲۱۶ (رد مختار)

مسئلہ ۴۸۔ صحیح تندرست کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔ (۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصروف، ج ۱، ص ۱۸۹ وغیرہ (عائسی، وغیرہ)

مسئلہ ۴۹۔ (۷) جو شخص مالک نصاب ہے اس کے غلام کو بھی زکاۃ نہیں دے سکتے، اگرچہ غلام اپنا چاہے ہو اور اس کا مولیٰ کہنے کو بھی نہیں دیتا یا اس کا مالک عائب ہو، مگر مالک نصاب کے مکاتب کو اور اس کا ذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اس کا مال زین میں مستغرق ہو۔ (۸) یوہیں فنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور فنی کی باغ اور ماد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔ (۳) الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۱۸ (عائسی، رد مختار)

مسئلہ ۵۰۔ فنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالک نصاب نہ ہو۔ یوہیں فنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔ (۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصروف، ج ۱، ص ۱۸۹ (عائسی)

مسئلہ ۵۱۔ جس عورت کا زین مہر اس کے شوہر پر ہوتی ہے، اگرچہ وہ بقدر نصاب ہو اگرچہ شوہر ہمدار ہو اور اگر نہ ہو تو اسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔ (۵) الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۱۹ (رد مختار)

(جوہر وغیرہ)

مسئلہ ۵۲۔ جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے، اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔ (۶) الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۱۹ (رد مختار)

مسئلہ ۵۳۔ جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا نہیں جو اس کی اور مال بچوں کی خوش کو کافی ہو سکے تو اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں۔ یوہیں اس کی ملک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے، مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خوش کے لیے کافی ہو اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کھیت کی قیمت دو سو درہم یا زائد ہو۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصروف، ج ۱، ص ۱۸۹ (عائسی، رد مختار)

مسئلہ ۵۴۔ جس کے پاس کھانے کے لیے غلہ ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو اور وہ غلہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔ (۲) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوالج الاصلیہ، ج ۳، ص ۲۱۶ (رد مختار)

مسئلہ ۵۵۔ چاڑے (۳) کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجتِ اصلیہ میں ہیں، وہ

کپڑے، اگرچہ بیش قیمت ہوں زکاۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے۔ (4) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۷ (رد المحتار)

مسئلہ ۳۶: عورت کو ہاں باپ کے یہاں سے جو چیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانداری کے سامان، پینے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکاۃ نہیں لے سکتی۔ (5) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی جهاز المرأة من المصروف، ج ۳، ص ۳۴۷، (رد المحتار)

مسئلہ ۳۷: موتی وغیرہ جو ہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکاۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکاۃ لے نہیں سکتا۔ (6) مرجع السابق وغیرہ (رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۸: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکاۃ پینا جائز نہیں۔ (7) مفتاوی الہدیٰ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱ ص ۱۸۹ (عائسی)

مسئلہ ۳۹: (۹) بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انصی دے سکتے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و قتل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (1) مفتاوی الہدیٰ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱ ص ۱۸۹ وغیرہ (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام ان کی ملک میں ہیں، انہیں دینا بطریقِ اولیٰ ناجائز۔ (2) رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۱ وغیرہ (رد المحتار وغیرہ عامہ کتب)

مسئلہ ۴۱: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہذا یہ شخص کو زکاۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: صدقہ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔ (3) مرجع السابق، ص ۳۵۲ (رد المحتار)

مسئلہ ۴۳: (۱۰) زنی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقہ واجب جیسے نذر و کفارہ و صدقہ فطر (4) (۱۱) فتاویٰ عائسی میں

خان میں ہے صدقہ فطریٰ فقرا کو دیا جائز ہے مگر روئے۔ مفتاوی العالیہ، کتاب الصوم، فصل فی صدقة الفطر، ج ۱ ص ۱۱۱ (فتاویٰ عائسی میں ہے ذی کافروں کو زکاۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں اور نفل صدقہ ان کو دیا جائز ہے۔ صدقہ فطر، نذر و کفارہات میں اختلاف ہے امام الاحناف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے

زین کر جاتا ہے مگر مسلمان فقراء کو دینا نہیں، زیادہ عجیب ہے۔ "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸ (انظر

"رد المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، مطلب فی حوالج الأصلیہ، ج ۳، ص ۳۵۳ و "المبوط"، کتاب الصوم، فصل فی صدقة الفطر، ج ۲، ص ۱۲۳) اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہ اسام سے امان کے کر آیا ہو۔ (5) "الدر المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۳ (۱۰ مرقیہ) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار رومی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

ضائدہ: جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقہ واجبہ نہ روکھارہ و فطرہ دینا جائز نہیں، سوا فتنہ اور محدث کے کہ ان کا شمس اپنے والدین و اولاد کو بھی دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورت میں خود بھی صرف کر سکتا ہے جس کا بیون گزرا۔ (6) "المعجمہ الفیرہ"، کتاب الزکوٰۃ، ص ۱۶۷ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکاۃ دے سکتے ہیں، ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا حال کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل، اگر چہ غنی ہو، اُس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (1) "الدر المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۶۱ و غیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکاۃ اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکاۃ عند اللہ ادا ہوگئی، مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکاۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لیے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیت صحیح نہیں۔ (2) "رد المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۶۱ (رد مختار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکاۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اُسے دی جس نے اُس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوگی۔ عید، بقر عید میں غذا مہر و عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔ (3) "المعجمہ الفیرہ"، کتاب الزکوٰۃ، باب من یجوز دفع الصدقة، إلخ،

ص ۱۶۹ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹ (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: جس نے تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات تھی کہ اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں اور زکاۃ دے دی بعد میں ظہر ہوا کہ وہ مصروف زکاۃ ہے یا کچھ حال نہ نکلا تو ادا ہوگئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ فنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد فنی یا شوہر تھا یا زوجہ فنی یا باپ یا بیوی کا غلام تھا یا فنی تھا، جب بھی ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اب پھر دے اور یہ بھی تحری عی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا، اس نے اُسے فنی نہ جان کر دے دیا وہ فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں تھا اُسے دے دیا۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، قسم جمع السابق،

ص ۱۸۹ و "الدر المحتار" و "رد المحتار"، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۳ (عالمگیری، مرقیہ، رد مختار)

مسئلہ ۴۸: اگر بے سوچے سمجھ دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کسی طرف دل نہ بھریا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاۃ کا مصروف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوگی مگر جبکہ دینے کے

مستند ۴۹۔ زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر بچے و سبوں کو پھر بچے پٹیشد والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (۱) "مفتاویٰ الہدیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹ (جوہرہ، مالتیری) حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اے حبیب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ فیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔" (۲) "مجمع الزوائد"، کتاب الزکاۃ، باب الصدقات، ج ۳، ص ۲۹۷ و "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، مطلب فی حوائج الأصل، ج ۳، ص ۳۵۵ (رد المحتار)

مستند ۵۰۔ دوسرے شہر کو زکاۃ بھیجنا مکروہ ہے، مگر جب کہ وہاں اُس کے رشتے والے ہوں تو اُن کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجتا زیادہ نافع ہے یا طالب علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالحرب میں ہے اور زکاۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سب تمام سے پہلے ہی بھیج دے، ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ (۳) "مفتاویٰ الہدیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹ و "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ۳، ص ۳۵۵ (مالتیری، رد مختار)

مستند ۵۱۔ شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو، اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقرا کو زکاۃ دی جائے اور صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے، اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقرا پر صدقہ فطر تقسیم کرے۔ (۴) "مفتاویٰ الہدیۃ"، لمرجع السائل، (جوہرہ، مالتیری)

مستند ۵۲۔ ہندو سب کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔ (۵) "مفتاویٰ المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ۳، ص ۳۵۶ (رد مختار) جب ہندو سب کا یہ حکم ہے تو ہالیہ زمانہ کہ توہینِ خدا و تحقیقِ شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابرِ علمائے حرمین طہن نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔ (۶) اہلِ حریت، امام اہل سنت، محمد دین دہلوی، علامہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے شری فریضہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اشراف علی خاں، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، قلیل احمد دہلوی، داور مراد نظام احمد گادانی، حاکم الامان، محمد عبدالناس، ۱۳۲۲ء میں قلعہ میں ۵۱ اور نالہوہام میں دس شہداء اپنی مہارت کھری کی خاک فریں اور جو ان کی کسریات پر چٹکی اٹھا جانے کے باوجود انھیں مسلمان سمجھے، ان کی کافر ہونے میں شک کرے، خود کافر ہے۔ آپ کے مقدس قوی کی تائید کرتے ہوئے ۴۰ سند ملائے حرمین شریفین نے فقار چاکھیں ان کے محرم کا نام "خُصْمُ" العرَضی علی منہج الکفر والکفر" ہے اور پاک دہرہ کے ۲۰۰ سند ملائے کہ ہم نے بھی آپ کے قوی کی تصدیق فرمائی ان کے محرم کا نام "اَلْصُّوْءُ" الہندیہ ہے اور اسی وجہ سے شہزادہ اہلِ حریت مفتی اعظم ہند علامہ صفی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ "مسلمانوں پر حاکم الحرمین شریف کے حکام ماننا اور ان

کے مطابق غسل فرض ہے۔ ”اصححہ سورہ مدینہ ص ۹۹“ غُسلُ المؤمنین منی اجمیعت کے لاشِ نعروہ ہر باطلعت، اپنی رحمت اسلامی حضرت علامہ مومن نا الیہ دنا محمد انما اس عطا لادنی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ”فمنہذ الانحمان اور غُسلُ المؤمنین کے کیا کیجئے؟ واللہ اعلم من جہاں میرے آقا امام احمد رضا صاحب رحمۃ الرحمن نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ قرآن اسلامی بھائیوں ہر اسلامی بہنوں سے میری مدنی انتہاء ہے کہ پہلی فرصت میں ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔“ بلکہ دیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں کے ساتھ ساتھ اس کا مطالعہ بھی ایسے دوستوں کے ساتھ مل کر مطالعہ کرنے کی دعوتات میں سے ایک مدنی انتہاء ہے کہ ”کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن کی غُسلِ قنہذ الانحمان اور غُسلُ المؤمنین پڑھ لی ہیں؟“ نوٹ: مدنی دعوت کا کارڈ مکتبۃ المدینہ سے جیڑا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ علماء و عمال کا بھرتی دار ہے۔

اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکاۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور وہی تو ہر گز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵۳۔ جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کے لیے سوال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز اور کھانے کو اُس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لیے سوال کر سکتا ہے۔ یو ہیں اگر جہد یا طلبِ علم دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے پر قادر ہو اُسے سوال کی اجازت ہے، جسے سوال جائز نہیں اُس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔ (۱) ”المرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۲۵۷۔ (درمختار)

مسئلہ ۵۴۔ مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حاجت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کر کے دے۔ (۲) ”المرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوالج الأصلیہ، ج ۲، ص ۳۵۸۔ (درمختار، رد المحتار)

صدقہ فطر کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاة فطر ایک صاع خرمایا، جو، غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا کہ ”تمہارے کو جانے سے پیشتر ادا کر دو۔“ (3) صحیح بخاری ۴، کتاب الصدقات، باب فرض صدقة الفطر، الحدیث ۱۵۰۳، ص ۱۱۹

حدیث ۲ ابو داؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خرمایا جو نصف صاع گیہوں۔ (4) سنن ابی داؤد ۴، کتاب الزکاة، باب من روی نصف صاع من قصب الحدیث ۱۶۲۲، ص ۱۳۴۹

حدیث ۳ ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابی عن جدہ مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ (1) جامع الترمذی ۴، ابواب الزکاة، باب صدقة الفطر، الحدیث ۶۷۴، ص ۱۶۱۳

حدیث ۴ ابو داؤد و ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاة فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش (2) (یعنی خوراک) ہو جائے۔ (3) سنن ابی داؤد ۴، کتاب الزکاة، باب زکاة الفطر، الحدیث ۱۶۰۹، ص ۱۳۴۳

حدیث ۵ دیلمی و خلیب و ابن عساکر اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے، جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔“ (4) مسابیح سعداء ۴، باب ۱، ص ۹، ج ۱، ۱۶۳۵

مسئلہ ۱ صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے۔ یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کرو۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضاء ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مستون قیل نماز عید ادا کر دینا ہے۔ (5) المسابیح، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر ج ۳ ص ۳۶۲ وغیرہ (درجہ وغیرہ)

مسئلہ ۲ صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہذا اگر کیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ ہو یا احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیت کر گیا ہے تو تہی ماں سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔ (6) المسابیح، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر ص ۱۷۴ وغیرہ (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۳ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مر گیا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (7)

الفتاویٰ الہدیہ ۴، کتاب الزکاة، الباب الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲ (عائلیہ)

مسئلہ ۴ صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ (۸) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۶۔ ۳۶۵۔ (در مختار) مال نامی اور حاجت اصلیہ کا بیان گزر چکا، اس کی صورتیں وہیں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۵ نابالغ یا مجنون اگر مالک نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہو گیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالک نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔ (۱) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۵۔ (در مختار)۔

مسئلہ ۶ صدقہ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا سقۃ نہ ہوگا، بخلاف زکاة و عشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (۲) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۶۔ (در مختار)۔

مسئلہ ۷ مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہو ا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (۳) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۷۔ (در مختار، رد المحتار)۔

مسئلہ ۸ صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بطن عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (۴) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۷۔ (رد المحتار)۔

مسئلہ ۹ نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے مگر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (۵) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸۔ (در مختار، رد المحتار)۔

مسئلہ ۱۰ باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (۶) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸۔ (در مختار)۔

مسئلہ ۱۱ ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (۱) "رد المحتار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸۔ (رد المحتار)۔

مسئلہ ۱۲ خدمت کے غلام اور بندہ و دام ولد کی طرف سے ان کے مالک پر صدقہ فطر واجب ہے، اگرچہ غلام

ملوث ہو، اگر چہ دین میں مستغرق ہو اور اگر غلام گروی ہو اور مالک کے پاس حاجتِ اعلیٰ کے سوا اتنا ہو کہ دین او کرے اور پھر نصاب کا مالک رہے تو مالک پر اس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔ (2) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹ و "الفتاویٰ الہدیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۶ و غیرہما (در مختار، غنیمت) (غیر ص ۷)

مسئلہ ۱۳: تجارت کے غلام کا فطرہ مالک پر واجب نہیں اگر چہ اس کی قیمت بقدر نصاب نہ ہو۔ (3) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹ (در مختار، غنیمت)

مسئلہ ۱۴: غلام عاریہ (۴) (یعنی اجارے) دے دیا یا کسی کے پاس امانت رکھا تو مالک پر فطرہ واجب ہے اور اگر یہ وصیت کر گیا کہ یہ غلام فلاں کا کام کرے اور میرے بعد اس کا مالک فلاں ہے تو فطرہ مالک پر ہے، اس پر نہیں جس کے قبضہ میں ہے۔ (5) "الدر المختار" و "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۲، ص ۳۶۹ (در مختار)

مسئلہ ۱۵: بھاگا ہوا غلام اور وہ جسے عربوں نے قید کر لیا ان کی طرف سے صدقہ مالک پر نہیں۔ یو ہیں اگر کسی نے غصب کر لیا اور قاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اس کا فطرہ بھی واجب نہیں مگر جب کہ واپس مل جائیں تو اب ان کی طرف سے سناہائے گزشتہ کا فطرہ دے، مگر حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد بھی اس کا فطرہ نہیں۔ (6) "المرجع السابق"، ص ۳۷۰ (غنیمت، در مختار، غنیمت)

مسئلہ ۱۶: مکاتب کا فطرہ نہ مکاتب پر ہے، نہ اس کے مالک پر۔ یو ہیں مکاتب اور ذون کے غلام کا ورمکاتب اگر بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو مالک پر سناہائے گزشتہ کا فطرہ نہیں۔ (7) "الفتاویٰ الہدیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳ (غنیمت)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخصوں میں غلام مشترک ہے تو اس کا فطرہ کسی پر نہیں۔ (8) "المرجع السابق" (غنیمت)

مسئلہ ۱۸: غلام بیع ڈال اور بالغ یا مشتری یا دونوں نے واپسی کا اختیار رکھا عید الفطر آگئی اور میعاد اختیار ختم نہ ہوئی تو اس کا فطرہ موقوف ہے، اگر بیع قائم رہی تو مشتری دے ورنہ بالغ۔ (1) "الفتاویٰ الہدیۃ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳ (غنیمت)

مسئلہ ۱۹: اگر مشتری نے اختیار عیب یا خیار ردیت کے سبب واپس کیا تو اگر قبضہ کر یا تھا تو مشتری پر ہے، ورنہ بالغ پر۔ (2) "المرجع السابق" (غنیمت)

مسئلہ ۲۰: غلام کو بیچ کر عید فاسد ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے واپس کر دیا عید کے بعد قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو بالغ پر ہے اور اگر عید سے پہلے قبضہ کیا اور بعد عید آزاد کیا تو مشتری پر۔ (3) "المرجع السابق" (غنیمت)

مسئلہ ۲۱: مالک نے غلام سے کہا جب عید کا دن آئے تو آزاد ہو۔ عید کے دن غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کا فطرہ واجب۔ (4) "المرجع السابق" (غنیمت)

مسئلہ ۲۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگر چہ پانچ ہو، اگر چہ اس کے نفقات اس کے

ذمہ ہوں۔ (5) "الدر المختار" کتاب الزکاة باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳ عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ ادا اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن (6) (بغیر اجازت) ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳ و "الدر المختار" کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷ وغیرہ (عائسی، رد مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴ ماں باپ، دادا دادی، نانا یا بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔ (8) و "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷ وغیرہ (عائسی، جوہرہ)

مسئلہ ۲۵ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا سقہ نصف صاع، بھجور یا مسقے یا جو یا اس کا آٹا یا سقہ ایک صاع۔ (9) المرجع السابق، ص ۱۹۱ و "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۲ (در مختار، عائسی)

مسئلہ ۲۶ گیہوں، جو، بھجوریں، مسقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جو جن کی قیمت ایک صاع جو کے برابر ہے یا چارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع بھجوریں دیں جو ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اتنا حق اولاد ہو، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، باب الصدقات فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲ وغیرہ (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۲۷ نصف صاع جو اور چارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جو اور نصف صاع بھجور تو بھی جائز ہے۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، باب الصدقات فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲ (عائسی، رد مختار)

مسئلہ ۲۸ گیہوں اور جو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔ (3) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۲، ص ۳۷۳ (رد مختار)

مسئلہ ۲۹ گیہوں اور جو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، جو گیہوں کی قیمت دے یا جو کی یا بھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جو کی قیمت دی تو پھر بھی قیمت سے جو کی پڑے پوری کرے۔ (4) المرجع السابق، ص ۳۷۶ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، باب الصدقات فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۱-۱۹۲ (رد مختار)

مسئلہ ۳۰ ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جو کی ہو۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، المرجع السابق، ص ۱۹۱ و "الدر المختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۲ وغیرہ (در مختار، عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۳۱ اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن کمین سوا کا دل و پے پھر ہے اور نصف صاع، ایک سو

ماہتر روپے اخفی بھراو پر۔ (6) الفتاویٰ الرمویہ (المندہ) ج ۱۰ ص ۲۹۵ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۲ فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرنا ہوا اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو فطرہ صحیح ہے اور بھتریہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ (1) المرصع المختار، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۲، ص ۳۷۶

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، باب الناس فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲ (درمختار، تفسیری)

مسئلہ ۳۳ ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بھتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند مخصوص کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (2) المرصع المختار، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب فی مقدار فطرہ بالمسکین، ج ۲، ص ۳۷۷ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳۴ شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اس نے شوہر کے فطرہ کے گیسوں اپنے فطرہ کے گیسوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ (3) المرصع المختار، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب فی مقدار فطرہ بالمسکین، ج ۲، ص ۳۷۸ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳۵ عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیسوں اپنے گیسوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔ (4) الفتاویٰ الہندیہ، (تفسیری)

مسئلہ ۳۶ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاة کے ہیں یعنی جن کو زکاة دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاة نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا معامل کے کہ اس کے لیے زکاة ہے فطرہ نہیں۔ (5) المرصع المختار، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب فی مقدار فطرہ بالمسکین، ج ۲، ص ۳۷۹ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳۷ اپنے غلام کی عورت کو فطرہ دے سکتے ہیں، اگرچہ اس کا نفقہ اُس پر ہو۔ (6) المرصع المختار، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۲، ص ۳۸۰ (درمختار)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں

آج کل ایک عام بد یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت چول جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو تنگ و غار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقتہً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایہ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم پنا

پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔ اب چند حدیثیں سنئے! دیکھیے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے سانکوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

نے فرمایا ”جو ماں بڑھانے کے لیے سوال کرتا ہے، وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔“ (4) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب کرۃ المسألة للنفس، الحدیث: ۲۳۹۹، ص ۸۱۰

حدیث ۱۲ ابو داؤد وابن حبان وابن خزیمہ، یحییٰ بن حنظلہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے، وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، وہ کیا مقدار ہے، جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا صبح و شام کا کھانا۔“ (5) مسند ابن

داؤد، کتاب الزکاة، باب من یصلی من الصلوة و حلقی، الحدیث: ۱۶۶۹، ص ۱۲۴

حدیث ۱۳ ابن حبان اپنی صحیح میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص لوگوں سے سوال کرے، اس لیے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے، اب اسے اختیار ہے، چاہے تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔“ (6) مسند ابن حبان، صحیح ابن حبان، کتاب الزکاة، باب المسألة،

الخ، الحدیث: ۳۳۸۷، ج ۵، ص ۱۶۶

حدیث ۱۴ و ۱۵ امام احمد و ابو یحییٰ و یزید بن عبد الرحمن بن عوف اور طبرانی نے صغیر میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیمت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔“ (7) المسند، بإمام أحمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ۱۶۶۴، ج ۱، ص ۱۱۰

حدیث ۱۶ مسلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں مجھ پر ایک مرتبہ تادان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، فرمایا: ”مفسر و مفسر سے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمہارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا اے ترمذی! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمنت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہو یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہو) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ ہر اوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین حکمندانہ شخص کو اپنی بیویں (1) (یعنی خصوص کی کوئی جمہور کے نزدیک ہو، انتخاب ہو، ہر عہد میں اس کے لیے ہے جس کا مدار ہونا معلوم و مشہور ہے تو نیزہ کو اس کا قول مسلم میں اور جس کا مدار ہونا معلوم نہ ہو تو فقہ اس کا کھدیا کانی ہے۔ ۱۲) کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ ہر اوقات کے لیے حاصل کر لے اور ان تین باتوں کے سوا اے ترمذی! سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والے حرام کھاتا ہے۔“ (2) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب من یصلی له المسألة، الحدیث: ۲۴۰۰، ص ۸۱۲

حدیث ۱۷ و ۱۸ امام بخاری و ابن ماجہ زہیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”کوئی شخص ریشے لے کر جائے اور اپنی بیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر بیٹھے اور سوال کی ذلت سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔“ (3) صحیح البیہقی،

کتاب الزکاة، باب الاستطاف من المائتة للحديث ۱۴۷۱، ص ۱۱۶ اسی کے مثل امام بخاری و مسلم و امام مالک و ترمذی و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۹ امام مالک و بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے، یہ فرمایا کہ ”اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔“ (4) مصحح مسلم، کتاب الزکاة، باب یہاں ان البدع، ص ۸۴۱، الخ، الحديث: ۲۳۸۵، ص ۸۴۱.

حدیث ۲۰ امام مالک و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نصاریں سے کچھ لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، یہاں تک وہ مال جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس تھا ختم ہو گیا پھر فرمایا ”جو کچھ میرے پاس مال ہوگا، اُسے میں تم سے اٹھانے رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے بچائے گا اور جو غنی بننا چاہے گا، اللہ (عز و جل) اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ وسیع عطیہ کسی کو نہ ملی۔“ (1) مصحح مسلم، کتاب الزکاة، باب شطط والصبر، الخ، الحديث: ۲۶۲۴، ص ۸۴۳.

حدیث ۲۱ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لالچ محتاجی ہے اور تا امیدی تو گمراہی۔ آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے تو اس کی پروا نہیں رہتی۔ (2) حلیۃ الاولیاء و طبقات الأصفياء، رقم: ۱۶۵، ج ۱.

۸۷

حدیث ۲۲ امام بخاری و مسلم و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا، کسی ایسے کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، ارشاد فرمایا ”اسے عطا دینا کر لو اور خیرات کر دو، جو مال تمہارے پاس ہے طمع اور بے مانگے آجائے، اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔“ (3) مصحح البیہقی، کتاب الأحکام، باب رزق الحکام و العاطل علیہا، الحديث: ۷۱۶۴، ص ۹۷.

حدیث ۲۳ ابو داؤد و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک انصاری نے حاضر خدمت اقدس ہو کر سوال کیا، ارشاد فرمایا ”کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی، ہے تو، ایک گاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، ارشاد فرمایا میرے حضور دونوں چیزیں کو حاضری کر دو، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے وسیع مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی، ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا، کسی اور صاحب نے عرض کی، میں دو درہم پر لیتا ہوں، انھیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لیے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا ایک کاغذ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ، وہ

حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے وسیع مبارک سے اُس میں بیٹ ڈال اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ اور پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے، لکڑیاں کاٹ کر بیچ رہے، اب حاضر ہوئے تو اُنکے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند کاغذ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمہارے منہ پر چھالا ہو کرتا۔ سوال درست نہیں، مگر تین شخص کے لیے، ایک محتاجی والے کے لیے جو اُسے زمین پر لٹا دے یا تالان والے کے لیے جو رسوا کر دے یا خون والے (دیت) کے لیے جو اُسے تکلیف پہنچائے۔“ (4) مسند ابی داؤد، کتاب الرکعہ، باب ما یحرم فی الصلۃ، الحدیث: ۱۶۱۱۔

ص ۱۲۱۵

حدیث ۴۵، ۴۶ ابو داؤد و ترمذی باقائدہ صحیح و احکم باقائدہ صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے فاقہ پہنچا اور اُس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عز و جل جلد اُسے بے نیاز کر دے گا، خواہ جہد موت دے دے یا جہد مالدار کر دے۔“ (1) مسند ابی داؤد، کتاب الرکعہ، باب فی الاستغفار، الحدیث: ۱۶۱۵، ص ۱۳۱۶ اور طبرانی کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا ”جو بھوکا یا محتاج ہو اور اس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلل روزی اس پر کشادہ فرمائے۔“ (2) مسند الصغیر، الحدیث: ۲۱۴، ج ۱، ص ۱۹۱ بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ (عز و جل) کے لیے دو، خدا کے واسطے دو، حالانکہ اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں اُسے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں بدترین خلاق اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا تو جب تک بُری بات کا سوال نہ ہو یا خود سوال بُرا نہ ہو (جیسے مالدار یا ایسے شخص کا بھیک مانگنا جو قوی ہمدرد نہ ہو) اور یہ سوال کو بدادقت پورا کر سکتا ہے تو پورا کرنا ہی ادب ہے کہ کہیں بروئے ظاہر حدیث یہ بھی اُسی وعید کا مستحق نہ ہو (3) طبرانی معجم کبیر میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((مَنْ سَأَلَ بَوَّاحَهُ اللَّهُ وَمَلْعُونٌ مِنْ سَائِلٍ بَوَّاحَهُ اللَّهُ ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَالَهُ بِسَائِلٍ حَرَامٍ)) ((الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، ترغیب المسائل آن سائل بوجه اللہ حرام الحدیث: ۱۰، ج ۱، ص ۳۴۰) جنہیں نامسئیل پھرنا تارخا ہے پھر ہندہ شہید ہے۔ اِنَّ اِلٰهَ اَنْبِیَآءِ اِلٰهٌ وَاحِدٌ تَعَالٰی اَوْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلٰی لَحْدِیْ عَنْہُ وَسَلَّمَ اِنْ تَطَلَّعْتَ کَلَامًا لَا یُحِبُّ حَبِیْبُ فِی الْحُکْمِ وَالْاِحْسَانِ فِی الْمَرْوَةِ اَوْ لَا یُحِبُّہُ۔ وَہُوَ اَبْنُ الْمُبَارَکِ قَالَ یُحِبُّہُ اِنْ سَأَلَ سَائِلًا بَوَّاحَهُ اللَّهُ تَعَالٰی اِنْ لَا یُحِبُّ۔ ۱۴۴۴ھ انظر ”رد المحتار“، کتاب البیۃ، مطلب فی معنی الضمیت، ج ۲، ص ۶۶۹)) ہیں اگر سائل مُتَعَنَّت ہو (4) سوال کرنے والا خواتمی ذلّت کے درپے ہو جس پیشہ ور بھاری ہو۔

وے۔ نیز یہ بھی لحاظ رہے کہ مسجد میں سوال نہ کرے، خصوصاً جو کہ دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر کہ یہ حرام ہے، بلکہ بعض صاف فرماتے ہیں کہ ”مسجد کے سائل کو اگر ایک پیسہ دیا تو ستر میسے اور خیرات کرے کہ اس ایک پیسہ کا کفارہ ہو۔“ (5) ”رد المحتار“، کتاب البیۃ، مطلب فی معنی الضمیت، ج ۱، ص ۶۶۹، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو عرفہ کے دن عرفات میں سوال کرتے دیکھا، اُسے ڈرتے لگائے اور فرمایا کہ اس دن میں اور ایسی جگہ غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔

(6) "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة باب من لا تعلم به المسألة ومن تعلم له الحديث. ۱۸۵۵، ج ۱، ص ۵۱۴. ان چند احادیث کے

دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے اور حالت ضرورت میں بھی

ان امور کا لحاظ رکھے، جن سے ممانعت وارد ہے اور سوال کی اگر حاجت ہی پڑ جائے تو مبالغہ پر گزرنے سے کہ بے ہے

بیچ نہ چھوڑے کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

صدقات نفل کا بیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمہارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا، پہن لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، ندوہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کے فضائل میں چند حدیثیں سنیں اور ان پر عمل کیجیے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

حدیث ۱ صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بندہ کہتا ہے، میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تن ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پھانسا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لیے جمع کیا اور اُس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لیے چھوڑ جائے گا۔“ (1) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ والرفاق، باب المساکین من الخیر، المطبعت: ۷۴۲۲ھ، ص ۱۶۹

حدیث ۲ بخاری و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ”تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا اپنا مال تو وہ ہے، جو اُس کے روانہ کر چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا، وہ وارث کا مال ہے۔“ (2) صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب ما قدم من مالہ فهو بہ، الحدیث: ۱۶۱۲، ص ۵۱

حدیث ۳ امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”اگر میرے پاس اُحد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اُس میں کا میرے پاس کچھ رہ جائے، ہاں اگر مجھ پر دین ہو تو اُس کے لیے کچھ رکھ لوں گا۔“ (3) صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یسریر ان عندی مثل احد جہا، الحدیث: ۶۶۱۵، ص ۵۱

حدیث ۵۰۴ صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں ایک کہتا ہے، اے اللہ (عز وجل)! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ (عز وجل)! روکنے والے کے مال کو تلف کر۔“ (1) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فی المسعی والمسنن، الحدیث: ۲۳۲۶، ص ۸۳۷ اور اسی کے مثل امام احمد و ابن حبان و حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۶ صحیحین میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا ”خرچ کر اور شمار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بندہ نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا۔ کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔“ (2) صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الصلۃ فیما استطاع، الحدیث: ۱۶۳۴، ص ۱۱۳ کتاب الجہاد، باب ہبۃ المرأة یغیر وجہا، الحدیث: ۲۵۹۱، ص ۲۰۴

حدیث ۷ نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔“ (3) صحیح ابوداؤد، باب منافع الصدقات، ص ۱۶۶

حدیث ۸ صحیح مسلم و سنن ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابن آدم! بچے ہوئے کا خرچ کرنا، تیرے لیے بہتر ہے اور اُس کا رد کرنا، تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت دے دینے پر ملاست نہیں اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔“ (4) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان اللہ

الغیاہر من الہد السلفی، تاریخ، المجلد ۸، ۲۳۸۸، ص ۸۴۹

حدیث ۹ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بخش اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہو گئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے، ہر کڑی اپنی جگہ کو پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔“ (5) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب

منافع المنافع والبعث، ۲۳۶۰، ص ۸۳۹

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”قلم سے بچو کہ قلم قیامت کے دن تاریکیوں سے اور نخل سے بچو کہ نخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی نخل نے اُنھیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔“ (6) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، الحديث، ۶۵۷۶، ص ۱۱۶۹

حدیث ۱۱ نیز اُسی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے؟ فرمایا: اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو، محتاجی کا ڈر ہو اور تو گمراہی کی آرزو، یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آ جائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دیتا اور یہ تو فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔“ (1) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان من افضل الصدقة صدقة الصالح، الحديث، ۱۲۳۸۲، ص ۸۴۰

حدیث ۱۲ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: ”قسم ہے رب کعبہ کی! وہ ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کی، میرے باپ ماں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: زیادہ مال والے، مگر جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کرے آگے پیچھے دہنے پائیں یعنی ہر موقع پر خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔“ (2) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب تحييط حقوقه من لا يؤدى الزكاة، الحديث.

۲۳۰۱، ص ۸۳۴

حدیث ۱۳ سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بخش قریب ہے اللہ (عزوجل) سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے اور بخیل دور ہے اللہ (عزوجل) سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے اور جاہل بخیل اللہ (عزوجل) سے،

کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، بخیل عابدے۔" (3) جامع الترمذی، باب ما جاء في السجدة الحنيفة، ۱۹۶۱

۱۸۸۹ ص

حدیث ۱۴: سنن ابوداؤد میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سوا درم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔"

(4) سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء في تركية الإصرار في الوصية، الحديث: ۲۸۶۶، ص ۱۸۲۷

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و دارمی و ترمذی ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مرتے وقت صدقہ دیتا یا آزاد کرتا ہے، اُس کی مثال اُس شخص کی ہے کہ جب آسودہ ہوا تو ہدیہ کرتا ہے۔" (5) سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب من أحب الوصية ومن كره، الحديث: ۳۲۶۶، ج ۲، ص ۵۰۵، و "جامع الترمذی،

ابواب الزواجر، الخ، باب ما جاء في الرجل يتصدق، الخ الحديث: ۲۶۲۳، ص ۱۸۶۱

حدیث ۱۶: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اُبر میں ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو میرا ب کر، وہ اُبر ایک کنارہ کو ہو گیا اور اُس نے پانی سسکان میں گرایا اور ایک تالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہو گیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا گھر یا سے پانی بھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو اُس نے اُبر میں سے سنا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اُبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو میرا ب کر، تو تو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے ہال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔" (1) "صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ و الزکوٰۃ باب فصل الاختلاف علی المساکین و علی السبل، الحديث: ۷۴۷۳، ص ۱۱۹۱

حدیث ۱۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان دینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا اچھا رنگ اور اچھا چہرہ اور یہ بات جاتی رہے، جس سے لوگ گمن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ گمن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھاں اسے دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کوئی مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (راوی کا شک ہے، مگر برص والے اور گنجنے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر گنجنے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے لوگ مجھ سے گمن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے،

اُس سے کہا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک گا بھن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتے نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گا بھن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیأت میں ہو کر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مرد مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا ہنسا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسل بعد نسل وارث کیا گیا ہوں۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا ٹو تھا۔

پھر گھنے کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا ٹو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیأت بن کر آیا اور کہا: میں مسکین محض اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: ٹو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں مخصوص کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں پر ناراضی۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب

الزهد الخ، باب الدنيا سجن للنفس الخ، الحديث: ۷۸۳۶، ص ۱۱۹۱ و ”صحیح البخاری“، کتاب احادیث الایام، باب حديث ابرص واعشى واقرع فی بنی اسرائیل، الحديث: ۳۵۶۵، ص ۲۸۲

حدیث ۱۸ امام احمد و ابوداؤد و ترمذی ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہتی ہیں میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دے دوں، ارشاد فرمایا: ”اُسے کچھ دیدے، اگرچہ گھر جلا ہوا۔“ (2) ”مسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أم بجيدة، الحديث:

حدیث ۱۹ - بخاری نے دلائل النبوة میں روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دے، شہید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سال آ کر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔ لوگوں نے کہا، اللہ (عزوجل) تجھ میں برکت دے۔ (3) (سال کو ابس کر ۲۰۲۱ تا ۱۴۲۷ھ) (۱۲۷۷-۱۲۷۸) سال چلا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ ام المومنین نے عرض کی، ہاں اور خادمہ سے فرمایا: جاؤ گوشت لے آ۔ وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ”چونکہ تم نے سال کو نہ دیا، لہذا وہ گوشت پتھر ہو گیا۔“ (1)

دلائل النبوة للبيهقي، باب ما جاء في النعم الذي صا وحجرا، إلخ، ج ۶، ص ۳ و مشکاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب الإنفاق و كراهية الامساك، الحديث، ۱۸۸۰، ج ۱، ص ۵۲۱

حدیث ۲۰ - بخاری شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”سقاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو بکلی ہے، اُس نے اُنکی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کر لے اور بکلی جہنم میں ایک درخت ہے، جو بکلی ہے، اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔“ (2)

حدیث ۲۱ - رزین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا ”صدقہ میں جہدی کرو کہ بکلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی۔“ (3)

شعب الایمان، باب فی الصدقات، الحديث، ۱۸۸۷، ج ۱، ص ۵۲۲

حدیث ۲۲ - صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہر مسکین پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، اگر نہ پائے؟ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنے کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی، اگر اس کی استطاعت نہ ہو پائے نہ کرے؟ فرمایا صاحب حاجت پریشان کی عانت کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا نیکی کا حکم کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا شر سے باز رہے کہ یہی اُس کے لیے صدقہ ہے۔“ (4)

حدیث ۲۳ - صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”دو مخصوص میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا اسباب اُٹھا دینا صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت کی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔“ (5)

كتاب الزكاة، باب: يال ان اسم الصلقة يقع، إلخ، الحديث، ۲۳۳۵، ص ۸۳۷

حدیث ۲۴ - صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان بٹیر لگائے یا کھیت بوئے، اُس میں سے کسی آدمی یا پرند یا چوپایہ نے کھایا، وہ سب اُس کے لیے صدقہ ہے۔“

حدیث ۲۵ و ۲۶ سنن ترمذی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "اپنے بھائی کے سامنے مسکراتا بھی صدق ہے، نیک بات کا حکم کرنا بھی صدق ہے، بری بات سے منع کرنا صدق ہے، راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدق ہے، کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدق ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدق ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدق ہے۔" (1) جامع الترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی صانع المعروف، الحديث: ۱۹۵۶، ص ۱۸۴۸ اسی کے مثل امام احمد و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۷ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ایک درخت کی شاخ بچ راستہ پر تھی، ایک شخص گیا اور کہا: میں اُس کو مسلمانوں کے راستہ سے دور کر دوں گا کہ اُن کو ایذا نہ دے، وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔" (2) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، الحديث: ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵

حدیث ۲۸ ابو ذر و ترمذی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مسلمان کسی مسلمان بھٹکے کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے ریشم مٹوم (یعنی جنت کی شراب سر بند) پلائے گا۔" (3) مسامی دیو، کتاب البر والصلة، باب فی فضل سبی النساء، الحديث: ۱۹۸۲، ص ۱۳۴۸

حدیث ۲۹ امام احمد و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو جب تک اُس میں کا اُس شخص پر ایک پونہ بھی رہے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔" (4) جامع الترمذی، أبواب صدقة الفیلة، باب ما جاء فی ثواب من کسا مسکیناً، الحديث: ۲۴۸۴، ص ۹

حدیث ۳۰ و ۳۱ ترمذی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "صدق رب عزوجل کے غضب کو بھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔" (5) جامع الترمذی، أبواب الزکاة، باب ما جاء فی فضل الصدقة، الحديث: ۶۶۴، ص ۱۷۱۲ نیز اس کے مثل ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۲ ترمذی نے باقادر صحیح ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا "اس میں سے کیا باقی رہا؟ عرض کی، سوا شانہ کے کچھ باقی نہیں، ارشاد فرمایا: شانہ کے سوا سب باقی ہے۔" (1) جامع الترمذی، أبواب صدقة الفیلة، إلخ، باب قوله صلی اللہ علیہ وسلم فی الشاة، الحديث: ۲۴۷۰، ص ۱۹۰۱

حدیث ۳۳ ابو ذر و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ

حدیث ۳۷ امام احمد بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ”مسکن کا سارے قبضہ کے دن اُس کا صدقہ ہوگا۔“ (2) ”مسکن“ للإمام أحمد بن حنبل، مسوط رجل من أصحاب النبي

حدیث ٣٨ صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ و حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بہتر صدقہ وہ ہے کہ پشتِ غنی سے ہو یعنی اس کے بعد تو گمراہی باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔“ (3) صحیح البیہقی، کتاب الزکاة، باب لا تصطے الا من ظہر فی الحدیث.

١٤٢٦، ص ١١٢

حدیث ٣٩ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”مسکین جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔“ (4) صحیح البیہقی، کتاب

الغنی، باب فضل الصدقة على الاهل الخ، الحديث ٥٣٥١، ص ٤٦٢

حدیث ٤٠ نعتِ زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیحین میں مروی، انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرایا، شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا کافی ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا ان کو دینے میں دونا اجر ہے، ایک اجر قرابت اور ایک اجر صدقہ۔“ (5) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة والصدقة

الخ، الحديث ٧٣١٨، ص ٨٣٦

حدیث ٤١ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ والے کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔“ (6) جامع الترمذی، ابواب الزکاة، باب ما جاء في الصدقة على ذي القرابة، الحديث ٦٥٨، ص ١٧١١

حدیث ٤٢ امام بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں گھر میں جو کھانے کی چیز ہے، اگر عورت اُس میں سے کچھ دیدے مگر منع کرنے کے طور پر نہ ہو تو اُسے دینے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمائے کا ثواب ملے گا اور خازن (بھنڈاری) کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ایک کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا۔“ (7) صحیح البیہقی، کتاب الزکاة، باب من امر عاتمة الخ، الحديث ١٤٢٥، ص ١١٢

یعنی اس صورت میں کہ جہاں ایسی عادت جاری ہو کہ عورتیں دیا کرتی ہوں اور شوہر منع نہ کرتے ہوں اور اُسی حد تک جو عادت کے موافق ہے مثلاً روٹی و دو روٹی، جیسا کہ ہندوستان میں عموماً رواج ہے اور اگر شوہر نے منع کر دیا ہو یا وہاں کی ایسی عادت نہ ہو تو بغیر اجازت عورت کو دینا جائز نہیں۔ ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خلیہ حجۃ الوداع میں فرمایا عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔ عرض کی گئی، کھانا بھی نہیں؟ فرمایا یہ تو بہت اچھا مال ہے۔“ (1) جامع الترمذی، ابواب الزکاة، باب ما جاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، الحديث.

١٦٧٠، ص ١٦١٢

حدیث ٤٣ صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خازن مسلمان امانت دار کہ جو اُسے حکم دیا گیا، پورا پورا اُس کو دے دیتا ہے، وہ وہ صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔“

حدیث ۴۴ حاکم اور طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”ایک عتہ روٹی اور ایک ٹھٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔ اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک صاحب خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا احمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ۷۰ رے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔“ (3) المعجم الأوسط، باب، التیم، الحديث ۵۳۰۹، ج ۲، ص ۸۹

حدیث ۴۵ ابن ماجہ، ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ میں فرمایا، ”اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف رجوع کرو اور مشغولی سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف سہقت کرو اور پوشیدہ و عطایہ صدقہ دے کر اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلقات کو ملاؤ تو تمہیں روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری شکستگی دور کی جائے گی۔“ (4) مسند ابن ماجہ، أبواب إقامة الصدقات، باب فی

فرض الجماعة، الحديث ۸۱ - ۹۱، ص ۲۵۰

حدیث ۴۶ صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تم میں ہر شخص سے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا، وہ اپنی دینی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا، جو پہلے کر چکا ہے، پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو منہ کے سامنے آگ دکھائی دے گی تو آگ سے بچو، اگر چہ خرے کا ایک ٹکڑا دے کر۔“ (5)

تصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصلوة، الخ، الحديث ۲۳۴۸، ص ۸۳۸ اور اسی کے مثل عبد اللہ بن مسعود و صدیق اکبر و ذم المؤمنین صدیقہ و انس و ابو ہریرہ و ابوالامامہ و عثمان بن بشیر و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۴۷ ابویہنی، جابر اور ترمذی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، ”صدقہ خفا کو ایسے بچھتا ہے جیسے پانی آگ کو۔“ (1) تصحیح الترمذی، أبواب الإیمان، باب ما جاء فی حرمة الصلوة،

الحديث ۲۶۱۶، ص ۱۹۱۵

حدیث ۴۸ امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم عتہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، اُس وقت تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔“ (2) المسند، لإمام أحمد بن حنبل، مسند الشافعی، حديث صہبہ بن عامر، الحديث ۱۷۳۴۵، ج ۱، ص ۱۲۶ و طبرانی

کی روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ قبر کی حرارت کو دفع کرتا ہے۔“ (3) المعجم الکبیر، الحديث ۷۸۷، ج ۱۷، ص ۲۸۶

حدیث ۴۹ طبرانی و بیہقی حسن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رب عزوجل فرماتا ہے ”اے ابن آدم! اپنے خزانہ میں سے میرے پاس کچھ جمع کر دے، نہ جملے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے گا۔ تجھے میں پورا دوں گا، اُس وقت کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔“ (4) معجم الإیمان، باب فی الزکاة،

حدیث ۵۰ و ۵۱ امام احمد و ابو طبرانی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”آدمی جب کچھ بھی صدقہ نکالے تو شکر شیطان کے جڑے حیر کر لکھ ہے۔“ (۵) ”المعجم“

الإمام أحمد بن حنبل، الحديث، برقة الأسامي الحديث، ۲۳-۲۴، ج ۹، ص ۱۶

حدیث ۵۲ طبرانی نے عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ ”مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور نئی موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و غرور کو دور فرما دیتا ہے۔“ (۶) ”المعجم الكبير“، الحديث، ۳۱، ج ۱۶، ص ۲۲

حدیث ۵۳ طبرانی کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ”صدقہ نرائی کے سفر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔“ (۷) ”المعجم الكبير“، الحديث، ۱۴۰۲، ج ۱، ص ۲۶۴

حدیث ۵۴ ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”اللہ عز و جل نے یحییٰ بن زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانچ باتوں کی وحی بھیجی کہ خود عمل کریں اور اپنی اسرائیل کو حکم فرمائیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید کیا اور اس کا ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیا اور اُسے مارنے کے لیے لائے، اس وقت تھوڑا بہت جو کچھ تھا، سب کو دے کر اپنی جان بچائی۔“ (۱) ”جامع ترمذی“، أبواب الأئمال، باب ما جاء فی مثل الصلوة

والصیام والصلوة، الحديث، ۲۸۶۳، ص ۱۹۳۹

حدیث ۵۵ ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا، ”جس نے حرام ماں باپ کا صدقہ کیا تو اُس سے صدقہ کیا تو اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔“ (۲)

الإحسان بقریب صحیح ابن حبان، کتاب الزکاة، باب الصدقة، الحديث، ۳۳۵۶، ج ۵، ص ۱۵۱

حدیث ۵۶ ابو داؤد و ابن خزیمہ و حاکم انھیں سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا ”کم“ یہ شخص کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔“ (۳) ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب الرخصة فی

ذات، الحديث، ۱۶۶۷، ص ۱۳۴۸

حدیث ۵۷ نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان انھیں سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ”ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔“ کسی نے عرض کی، یہ کیونکر یا رسول اللہ (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا، ”ایک شخص کے پاس مال کثیر ہے، اُس نے اُس میں لاکھ درہم لے کر صدقہ کیے اور ایک شخص کے پاس صرف دو ہیں، اُس نے اُن میں سے ایک کو صدقہ کر دیا۔“ (۴) ”الإحسان بقریب صحیح ابن حبان، کتاب الزکاة، باب صدقة الصلوة، الحديث، ۳۳۳۶،

مختلف ہو۔ یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن کے قریب نہ جاؤ، اللہ (عزوجل) اپنی شانیاں یو ہیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ بچیں۔“

روزہ بہت عمدہ عبادت ہے، اس کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئیں۔ ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (2) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من

یقال رمضان أو شهر رمضان. إلیخ. الحديث. ۱۸۹۶، ص ۱۴۸

ایک روایت میں ہے، کہ ”جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (1) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من یقال

ومضان أو شهر رمضان. إلیخ. الحديث. ۱۸۹۸، ص ۱۴۸

ایک روایت میں ہے، ”رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔“ (2) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، الحديث. ۲۱۹۶

ص ۸۰

اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، ”جب ماور رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ کھول نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے، اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہو اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔“

(3) جامع الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، الحديث. ۶۸۲، ص ۱۷۱

امام احمد و ترمذی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بیشک محروم ہے۔“ (4) حسن النساہی، کتاب الصیام، باب ذکر

الاختلاف فی مصر لہ، الحديث. ۲۱۰۸، ص ۲۲۲

حدیث ۲ ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں۔ رمضان آیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا، ”یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے۔“ (5) حسن ابن ماجہ، أبواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان،

الحديث. ۱۶۸۴، ص ۲۵۷

حدیث ۳ ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں۔ جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سال کو عطا فرماتے۔“ (6) شعب الإیمان، باب من الصیام، فضل شهر رمضان،

حدیث ۴: بتی شعیب الایمان میں امین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت ہندائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا خور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔“ (۱) ”شعیب الایمان“ باب فی

الصیام، فضائل شہر رمضان، المحدثہ ۳۶۳، ج ۳، ص ۳۱۶، ۳۱۷

حدیث ۵: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کی آخر شب میں اس آفت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی، کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں لیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کر لے۔“ (۲) ”مسند“ للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ الحدیث.

۷۹۲ ج ۳ ص ۱۱۴

حدیث ۶: بتی شعیب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا۔ فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (۳) (یعنی خوار اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔“ ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک ٹھٹھا یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیت کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی بپا سا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا ازل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔“ (۴) ”شعیب الایمان“ باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، المحدثہ ۳۶۰-۳۶۱، ج ۳، ص ۳۱۵ و ”صحیح

ابن جریر“ کتاب الصیام، باب فضائل شہر رمضان، المحدثہ ۱۸۸۷، ج ۳، ص ۱۹۱

حدیث ۷: صحیحین و ترمذی و نسائی و صحیح ابن خریزمی میں کہل بن سہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں

کے جو روزہ رکھتے ہیں۔“ (۱) ”صحیح البخاری“، کتاب بدء الخلق، باب صفة آداب الصدقة الحديث ۳۷۵۷، ص ۲۶۳

حدیث ۸ بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے شب قدر کا قیام کرے، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں۔“ (۲) ”صحیح البخاری“، کتاب

صلوات النواویح، باب فضل من قام رمضان، الحديث ۲۰۰۹ ص ۱۵۶ و ”صحیح البخاری، کتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، الحديث ۱۵۷۲

حدیث ۹ امام احمد و حاکم اور طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”روزہ و قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل) ! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل) ! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے ہارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔“ (۳) ”المسنن“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص،

الحديث ۶۶۳۷، ج ۲، ص ۵۸۶

حدیث ۱۰ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دُل سے سات گنا تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک انظار کے وقت اور ایک اپنے رب (عزوجل) سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے مؤخرہ کی بھلائی اللہ عزوجل کے نزدیک مُفک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ پیر ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ بے ہودہ بکے اور نہ چیلے پھر اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے، میں روزہ دار ہوں۔“ (۴) ”مشکوٰۃ المصابیح“، کتاب الصوم، الفصل الاوّل،

الحديث ۱۹۵۹، ج ۱، ص ۵۱ اسی کے مثل امام مالک و ابو داؤد و ترمذی و نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۱ طبرانی اوسط میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک عمل کا بدلہ دُل گنا اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک وہ عمل ہے، جس کا ثواب اللہ (عزوجل) ہی چالے۔ وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں ان میں:

(۱) ایک یہ کہ جو خدا سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا تھا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا، اُس کے لیے جنت واجب۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو خدا سے ملا اس حال میں کہ اُس نے شرک کیا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب اور

(۳) جس نے برائی کی، اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی اور

(۴) جس نے نیکی کا ارادہ کیا، مگر عمل نہ کیا تو اس کو ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا اور

(۵) جس نے نیکی کی، اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور

(۶) جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کیا، اُس کو سات گنا ثواب ملے گا۔ ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سات سو دینار اور روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“ (1)

”شعب الایمان“، باب فی الصیام، فضائل الصوم، الحدیث: ۲۵۸۹، ج ۲، ص ۶۹۸ و ”شعب و الرحیب“، کتاب الصوم، الحدیث: ۸، ج ۲، ص ۹۹

حدیث ۱۵۸۱۴۔ امام احمد ابن حنبل اور بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”روزہ سپر ہے اور روزہ خ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ۔“ (2) ”مسند“ لایمام احمد بن حنبل، مسند ابی حریزہ، الحدیث: ۹۶۲۶، ج ۳، ص ۳۰۷ اسی کے قریب جابر و عثمان بن ابی العاص و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۷ و ۱۶ ابو یعلیٰ و بخاری مسلم بن قیس اور احمد و ابی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتار دور کر دے گا جیسے کوا کہ جب بچہ تھا، اس وقت سے اُن کا نام یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔“ (3) ”مسند“ لایمام

احمد بن حنبل، مسند ابی حریزہ، الحدیث: ۱۰۸۹۰، ج ۳، ص ۶۱۹

حدیث ۱۸ ابو یعلیٰ و طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھرا سے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا۔“ (4) ”مسند ابی یعلیٰ“، مسند ابی حریزہ، الحدیث: ۶۱۰۴، ج ۳، ص ۳۰۳

حدیث ۱۹ ابن ماجہ، ابی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر شے کے لیے زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف مہر ہے۔“ (1) ”مسند ابن ماجہ“، ابی ابو ہریرہ، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۲، ص ۲۲۳۲ و ”شعب و الرحیب“

لصوم و زکاۃ المسند، الحدیث: ۱۶۱۵، ص ۲۵۸۱

حدیث ۲۰ نسائی و ابن خزیمہ و حاکم ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ ”مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: ”روزہ کو لازم کر لو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے عرض کی، مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم کر لو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ انہوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔“ (2) ”مسند نسائی“، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۲، ص ۲۲۳۲ و ”شعب و الرحیب“

لشعب، کتاب الصوم، الحدیث: ۲۶۱، ج ۲، ص ۵۲

حدیث ۲۱ و ۲۲ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے موندھ کو روزہ خ سے ستر برس کی راہ

دور فرما دے گا۔“ (3) ”صحیح مسلم“۔ کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل اللہ۔ إلخ، الحدیث: ۲۶۱۳، ص ۸۶۶ اور اس کی مثل نہ کی و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور طبرانی ابو ہریرہ و ترمذی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا، کہ ”اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خشق کر دے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔“ (4) ”جامع الترمذی“۔ أبواب فضائل الصلوات، باب ما جاء فی فضل الصوم۔ إلخ، الحدیث: ۱۶۲۴، ص ۱۸۱۹

اور طبرانی کی روایت عمرو بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”دوزخ اس سے سویرس کی راہ دُور ہوگی۔“ (5) ”المعجم الأوسط“۔ باب البعد للحدیث: ۳۲۴۹، ج ۲، ص ۲۶۸ اور ابو یعلیٰ کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیر گھوڑے کی رفتار سے سویرس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا۔“ (6) ”مسند ابی یعلیٰ“۔ مسند عبد بن انس، الحدیث: ۱۴۸۴، ج ۲، ص ۳۶

حدیث ۲۷۔ تپائی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ روزہ دار کی دُعا، افطار کے وقت رخصت کی جاتی۔“ (7) ”شعب الایمان“۔ باب فی الصیام، فصل فیما یفطر الصائم علیہ، الحدیث: ۳۹۰۱، ج ۲، ص ۴۰۷

حدیث ۲۸۔ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے۔ ”تین شخص کی دُعا رخصت کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور ہادشاہ عادل اور مظلوم کی دُعا، اس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔“ اور رب عزوجل فرماتا ہے ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔“ (1) ”مسند ابی ماجہ“۔ أبواب ما جاء فی الصیام، باب فی الصائم لا یرد حوتہ، الحدیث: ۱۷۵۲، ص ۲۵۸۱

حدیث ۲۹۔ ابن حبان و تپائی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حد و کو پچھانا اور جس چیز سے بچتا چاہیے اُس سے بچ تو جو پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہو گیا۔“ (2) ”احسان بتاریب صحیح ابی حبان“۔ کتاب الصوم، باب فصل رمضان، الحدیث: ۳۴۲۴، ج ۲، ص ۸۲-۸۳

حدیث ۳۰۔ ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے مکہ میں ۱۰ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حنہ اور ہر رات میں حنہ لکھے گا۔“ (3) ”مسند ابی ماجہ“۔ أبواب المناسک، باب الصوم شهر رمضان، الحدیث: ۳۱۱۷، ص ۲۶۶۶

حدیث ۳۱۔ تپائی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میری اُمت کو ۱۰ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اول یہ کہ جب رمضان کی پہلی

رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونہ کی تُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک ٹھک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: "مستعد ہو جاؤ اور میرے بندوں کے لیے مہین ہو جاؤ" یہ ہے کہ دنیا کی توبہ سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ ہے کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ سب قدرے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔" (4) "سب"

الإيمان، باب فی الصیام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۲۶۰۲، ج ۲، ص ۴۰۳

حدیث ۳۴ تا ۳۷ حاکم نے کعب بن عجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا آمین۔ دوسرے درجہ پر چڑھے، کہا آمین۔ تیسرے درجہ پر چڑھے، کہا آمین۔" جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایسی بات سنی کہ کبھی نہ سنی تھے۔ فرمایا: جبریل نے آکر عرض کی، "وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور مجھ پر درود نہ بھیجا۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا کہ وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا آمین۔" (1) "المسجد رک"، کتاب البر والصلة، باب لعن اللہ العاق لوالدہ۔ تاریخ، الحديث: ۳۳۸، ج ۵، ص ۲۱۲۔ اسی کے مثل ابو ہریرہ و حسن بن مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن حبان نے روایت کی۔

حدیث ۳۵ اصحاب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، مسکن کے خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے لور کی خاص بخشی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: "اے گروہ مسکن! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کر لیا۔" فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔" (2) "کسر العمان"، کتاب الصوم، الحديث:

۱۲۳۷، ج ۱، ص ۲۱۹

حدیث ۳۶ ابن خزیمہ نے ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اُس میں یہ بھی ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری آفت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔" (3) "مسبح ابن خزيمة"، کتاب الصیام، باب ذکر تریس الھة لشهر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۸۸۶،

حدیث ۳۶۷. بزار و ابن خزمہ و ابن حبان و عمرو بن مرہ و جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! فرمائیے تو اگر میں اس کی گواہی دوں کہ اللہ (عز و جل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عز و جل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا ”صدیقین اور شہداء میں سے۔“ (4)

۴۱۵۰ احسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحفوت، ۳۶۶۹، ج ۵، ص ۱۸۴

مسائل فقہیہ

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصد اکھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴ (عامہ)

(کتاب)

مسئلہ ۱ روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خواص الخاص کا کہ جمیع ماسوا اللہ (۲) (یعنی اللہ عزوجل کے راجحیات کی ہر چیز) سے اپنے کو بالکل بچھا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (۳) "المعجمۃ النبرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵ (جو سر نہیہ ۵)

مسئلہ ۲ روزے کی پانچ قسمیں ہیں

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) لعل۔

(۴) مکروہ تنزیہی۔

(۵) مکروہ تحریمی۔

فرض و واجب کی دو قسمیں ہیں معین و غیر معین۔ فرض معین جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معین جیسے قضاء رمضان اور روزہ کفارہ۔ واجب معین جیسے نذر معین۔ واجب غیر معین جیسے نذر مطلق۔

لعل دو ہیں لعل مسنون، لعل مستحب جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرہویں، چودھویں، پندرہویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، ششہ عید کے روزے صوم وادود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صوم و ہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صوم سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق (۱) (یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور کھارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان دنوں دوسرے) کے روزے۔ (۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴ و "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۸۔ ۳۹۲ (عائقی کی در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۳ روزے کے مختلف اسباب ہیں، روزہ رمضان کا سبب ماہ رمضان کا آنا، روزہ نذر کا سبب منہا، روزہ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا کلمہ روغیر۔ (۳) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴ (عائقی کی)

مسئلہ ۴ ماہ رمضان کا روزہ فرض جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پالے یعنی صبح صادق سے صبح

کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیت نہیں ہو سکتی، لہذا روزہ نہیں ہو سکتا اور رات میں نیت ہو سکتی ہے مگر روزہ کی نیت نہیں، لہذا اگر جتنوں کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور صبح جنوں کی حالت میں ہوئی یا غصہ کبریٰ کے بعد کسی دن ہوش آیا تو اُس پر رمضان کے روزے کی قضا نہیں، جبکہ پورا رمضان اسی جنوں میں گزر جائے اور ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا، جس میں نیت کر سکتا ہے تو سارے رمضان کی قضا لازم ہے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۷۔ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۵ رات میں روزہ کی نیت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہو باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی اگرچہ نیت کا وقت نہ ملے۔ (5) "البحرہ فی النہیۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵ و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۸ (جوہر، رد المحتار)

مسئلہ ۶ اوائے روزہ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے غصہ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔ لہذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہو گیا اور غصہ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو ہو گیا۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۷ غصہ کبریٰ نیت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضرور ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب نصف النہار شرعی پہنچ گیا، نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۹ (درمختار)

مسئلہ ۸ نیت کے بارے میں نفل عام ہے، سنت و مستحب و مکروہ سب کو شامل ہے کہ ان سب کے لیے نیت کا وہی وقت ہے۔ (۱) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳ (رد المحتار)

مسئلہ ۹ جس طرح اور جگہ بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ هَذَا

"یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔"

اور اگر دن میں نیت کرے تو یہ کہے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ الْیَوْمَ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ۔

"میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔"

اور اگر تحرک و طلب توفیق کے لیے نیت کے الفاظ میں انشاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو، مذہب ہو تو نیت ہی کہاں ہوگی۔ (2) "البحرہ فی النہیۃ"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۷۵ (جوہر، نہیۃ)

مسئلہ ۱۰ دن میں نیت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت

ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔ (3) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۵ و "رد المحتار"، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۳۹۴۔ (جوہرہ رد المحتار)

مسئلہ ۱۱ اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ (4) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۵ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲ یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیت صحیح نہیں، بہر حال وہ روزہ دار نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیۃ" کتاب الصوم، الباب الأول فی تعریفہ، فیج، ج ۱، ص ۱۹۵۔ (ناستیری)

مسئلہ ۱۳ رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو روزہ نہ ہوا۔ (1) "الفتاویٰ الہندیۃ" کتاب الصوم، الباب الأول فی تعریفہ، فیج، ج ۱، ص ۱۹۵۔ (ناستیری)

مسئلہ ۱۴ رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا یا، تو نیت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیت کرنا ضرور نہیں۔ (2) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵ عورت حیض ونفاس والی تھی، اس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض ونفاس سے پاک ہو گئی تو روزہ صحیح ہو گیا۔ (3) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶ دن میں وہ نیت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو، لہذا اگر صبح صادق کے بعد بھول کر بھی کھالی لیا ہو یا بیعت کر لیا تو اب نیت نہیں ہو سکتی۔ (4) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۶۔ (جوہرہ) مگر معتدیہ ہے کہ بھولنے کی حالت میں اب بھی نیت صحیح ہے۔ (5) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب

مابین الصوم وحالہ، ج ۳، ص ۲۱۹۔ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۷ جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوہیں روزہ میں توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔ (6) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸ اگر رات میں روزہ کی نیت کی پھر بچا ارادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیت جاتی رہی۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیسا رہا اور جماع سے بچا تو روزہ نہ ہوا۔ (7) "الفرامعین" و "رد المحتار" کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸۔ (رد المحتار رد المحتار)

مسئلہ ۱۹ سحری کھانا بھی نیت ہے، خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔ (8) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۶۔ (جوہرہ رد المحتار)

مسئلہ ۲۰ رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیت کرنی تو یہ نیت صرف اسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔ (9) "المعجمۃ النیرۃ" کتاب الصوم، ص ۱۷۶۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۱: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیت سے ہو جاتے ہیں، خاص انہیں کی نیت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا۔ (۱) "مکرم المحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۲: مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیت کریں تو جس کی نیت کریں گے، وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔ (۲) "مسویر الایمان"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۵ (توہید ایضاً) اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا۔ (۳) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۵ (۱۹۶) (۴) "تیسری"

مسئلہ ۴۳: نذر معین یعنی فلاں دن روزہ رکھوں گا، اس میں اگر اس دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو جس کی نیت سے روزہ رکھا، وہ ہوا امت کی قضا ہے۔ (۴) "مرجع المسائل"، ص ۱۹۶ (۵) "تیسری"

مسئلہ ۴۴: رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا اور اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ باور رمضان ہے، جب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔ (۵) "مکرم المحتار"، (در مختار)

مسئلہ ۴۵: کوئی مسکن دار الحرب میں قید تھا اور ہر سال یہ سوچ کر کہ رمضان کا مہینہ آگیا، رمضان کے روزے رکھے بعد کو معلوم ہوا کہ کسی سال بھی رمضان میں نہ ہوئے بلکہ ہر سال رمضان سے پیشتر ہوئے تو پہلے سال کا تو ہوا ہی نہیں کہ رمضان سے پیشتر رمضان کا روزہ ہو نہیں سکتا اور دوسرے تیسرے سال کی نسبت یہ ہے کہ اگر مطلق رمضان کی نیت کی تھی تو ہر سال کے روزے سال گزشتہ کے روزوں کی قضا ہیں اور اگر اس سال کے رمضان کی نیت سے رکھے تو کسی سال کے نہ ہوئے۔ (۶) "رد المحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۷ (۷) "تیسری"

مسئلہ ۴۶: اگر صورت مذکورہ میں تحریر کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ رکھا، مگر واقع میں روزے شوال کے مہینے میں ہوئے تو اگر رات سے نیت کی تو ہو گئے، کیونکہ قضا میں نیت شرط نہیں، بلکہ ادا کی نیت سے بھی قضا ہو جاتی ہے پھر اگر رمضان و شوال دونوں میں تیس دن یا انیس دن انیس دن کے ہیں تو ایک روزہ اور رکھے کہ عید کا روزہ ممنوع ہے اور اگر رمضان میں کا اور شوال انیس کا تو دو اور رکھے اور رمضان انیس کا تھا اور یہ میں کا تو پورے ہو گئے اور اگر وہ مہینہ ذی الحجہ کا تھا تو اگر دونوں میں یا انیس کے ہیں تو چار روزے اور رکھے اور رمضان میں کا تھا یہ انیس کا تو پانچ اور بالکس تو تین رکھے۔ غرض ممنوع روزے نکال کر وہ تعداد پوری کرنی ہوگی جتنے رمضان کے دن تھے۔ (۱) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶ (۲) "تیسری"

مسئلہ ۴۷: ادائے رمضان اور نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضاے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تیج کا روزہ، ان سب میں عین صحت چنگتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھتا ہے، خاص اس معین کی نیت کرے اور ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ یہ اس

کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔ (2) "الفرامع المبحر" کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳ وغیرہ، (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: یہ گن کر کے کہ اس کے ذمہ روزے کی قضا ہے روزہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ گن غلط تھا تو اگر فوراً توڑ دے تو توڑ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پورا کر لے اور فوراً نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہے۔ (3) "الفرامع المبحر"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۹ (رد مختار)

مسئلہ ۲۹: رات میں قضا روزے کی نیت کی، صبح کو اُسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا۔ (4) "المرجع السابق" ص ۳۹۸ (رد مختار)

مسئلہ ۳۰: نماز پڑھتے میں روزہ کی نیت کی تو نیت صحیح ہے۔ (5) "الفرامع المبحر"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸ (در مختار)

مسئلہ ۳۱: کئی روزے قضا ہو گئے تو نیت میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا، دوسرے کی قضا اور گر کچھ اس سال کے قضا ہو گئے، کچھ اگلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیت ہونی چاہیے کہ اس رمضان کی اور اس رمضان کی قضا اور اگر دن اور سال کو معین نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔ (6) "الفتاویٰ الہدیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶ (عائینی)

مسئلہ ۳۲: رمضان کا روزہ قصد اتوار تھا تو اس پر اس روزے کی قضا ہے اور (7) اگر کسی نے شریک پائی نہیں تو۔ ساغور روزے کفارہ کے۔ اب اُس نے اسٹھ روزے رکھ لیے، قضا کا دن معین نہ کیا تو ہو گیا۔ (1) "الفتاویٰ الہدیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶ (عائینی)

مسئلہ ۳۳: یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے، خواہ مطلق روزہ کی نیت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیت معین کی، کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیت ہے تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ منقیم کے لیے تنزیہی اور مسافر نے اگر کسی واجب کی نیت کی تو کراہت نہیں پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو منقیم کے لیے بہر حال رمضان کا روزہ ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شعبان کا دن تھا اور نیت کسی واجب کی کی تھی تو جس واجب کی نیت تھی وہ ہوا اور اگر کچھ حاس نہ گھلا تو واجب کی نیت بے کار گئی اور مسافر نے جس کی نیت کی بہر صورت وہی ہوا۔ (2)

"الفرامع المبحر" و "الفرامع المبحر"، کتاب الصوم، مبحث یوم الشک ج ۳، ص ۳۹۹ (در مختار، رد مختار)

مسئلہ ۳۴: اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یوں ہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشک میں کراہت نہیں۔ کراہت اُسی صورت میں ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھا جائے یعنی صرف میں شعبان کو یا انیس اور میں کو۔ (3) "الفرامع المبحر"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰ (در مختار)

یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے، وہ خواص میں ہے ورنہ عوام میں۔ (4) الفخر المختار ص ۳۰ کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۰۲ (درمختار)

شہید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (۱) "فتاویٰ الہدیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۲۰ و "الذکر المختار" و "رد المختار"، کتاب الصوم، بحث فی صوم یوم القدر، ج ۳، ص ۱۰۳ (۲) لکھنؤ، در مختار، رد مختار

سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (2) الدر المختار، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۰۱؛ (درمختار)

چاند دیکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْإِهْنَةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَيَّ ۖ﴾

(3) $T_{\text{بالبقرة}} 189$

”اے محبوب! تم سے ہلا کے بارہ میں لوگ سوال کرتے ہیں، تم فرما دو وہ لوگوں کے کاموں اور حج کے بے اوقات
ہیں۔“

حدیث ۱۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اظہار نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ایسا ہو تو مقدار پوری کر لو۔“ (4)

۱۴۹ ص

۴۔ نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تا نہ دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور جانے دو کہ کب کب افطار کرو اور اگر آیر ہو تو شعبان کی کتنی تمیں پوری کرلو۔“ (5) صحیح

حدیث ۴۔ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک اعرابی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ”ٹوگو ہی دیتا ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی مجبوح نہیں۔“ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ”ٹوگو ہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔“ اُس نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا ”اے بلال! لوگوں میں اعلان کرو کہ کل روزہ رکھیں۔“ (1) مسند ابی داؤد، کتاب الصوم، باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان، الحدیث، ۲۳۴۰، ص ۱۳۹۷

حدیث ۵۔ ابو داؤد و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (2) مسند ابی داؤد، کتاب الصوم، باب فی شہادۃ الواحد علی رؤیۃ ہلال رمضان، الحدیث، ۲۳۴۰، ص ۱۳۹۷

حدیث ۵۔ ابو داؤد و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند یکہ کر روزہ رکھتے اور اگر آبر ہو تا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ (3) مسند ابی داؤد، کتاب الصوم، باب إدرایتم الشهر، الحدیث، ۲۳۶۵، ص ۱۳۹۹

حدیث ۶۔ صحیح مسلم میں ابی النجہتری سے مروی، کہتے ہیں ہم عمرہ کے لیے گئے، جب بطنِ بخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھ کر کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہم ملے اور ان سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے دیکھا کس رات میں؟ ہم نے کہا، فلاں رات میں، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی مدت دیکھنے سے مقرر فرمائی، لہذا اس رات کا قرار دیا جائے گا جس رات کو تم نے دیکھا۔ (4) صحیح مسلم،

کتاب الصوم، باب بیان أنه لا اعتبار بکبر الهلال وصغره۔ (بخ، الحدیث، ۲۳۲۹، ص ۸۵۱)

مسئلہ ۱۔ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔

- (۱) شعبان۔
- (۲) رمضان۔
- (۳) شوال۔
- (۴) ذیقعدہ۔
- (۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت آبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے (5) (کہ حاج کا خاص مہینہ ہے۔)

اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ (6) الفتاویٰ الرضویہ (الحدیث)، ج ۱، ص ۴۴۹، ۴۵۱ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲ شعبان کی انیسویں کو شام کے وقت چاند کیسے دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے عید کے پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (۱) مفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷

(عائگیری)

مسئلہ ۳ کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے قہادیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگر چاہے آپ عید کا چاند دیکھ لیں ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں (۲) "المحصر"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۰۱ اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں میں روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر آبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔ (۳) (عائگیری، درمختار)

مسئلہ ۴ تنہا اُس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی دی تھی اور ابھی اُس نے اُس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اُس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفارہ لازم نہیں، صرف اُس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی۔ اُس کے بعد اُس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو۔ (۴) "المحصر"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۰۱ (درمختار)

مسئلہ ۵ جو شخص علم ہیأت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیأت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ "ج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔ (۵) مفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷ (عائگیری)

مسئلہ ۶ ہر گواہی میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر آبر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلان دن دیکھا ہے۔ یوچیں اس کی گواہی میں دعویٰ اور مجلس قضا اور حاکم کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اُس کی گواہی سنی اور اُس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ حاکم کا حکم اُس نے نہ سنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا۔ (۶) "المرجع السابق و "المحصر"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۰۱ (درمختار، عائگیری)

مسئلہ ۷ آبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ تو بہ کر چکا ہے۔ عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ (۱) "المحصر" و "المحصر"، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم السبت، ج ۳، ص ۱۰۶ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۸ فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی

دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر امید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کر لے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔ (2)

الدر المختار، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶

مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قابل قبول نہیں۔ (در مختار)

مسئلہ ۹ جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کر دے، یہاں تک کہ اگر کوٹھی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ لوٹری کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے آقا سے اجازت لے۔ یوہیں آزاد عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔ (3) (مرجع السابق، ص ۴۰۷) (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۰ جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرورت نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔ (4) (الفتاویٰ المسندہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷ و حیرہ (عائشہ فی وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ خواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱ تنہا ام (بادشاہ و اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے۔ (5) (الفتاویٰ المسندہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷) (عائشہ فی)

مسئلہ ۱۲ گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (6) (مرجع السابق (عائشہ فی)

مسئلہ ۱۳ کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بتایا تو اُس کی شہادت کا دعویٰ حکم ہے جو چاہے نہ دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جبکہ شہادۂ علی و شہادۂ علی تمام شرائط پائے جائیں۔ (1) (الفتاویٰ المسندہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷ و حیرہ (عائشہ فی وغیرہ)

مسئلہ ۱۴ اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔ (2) (الدر المختار، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹ و حیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵ جماعت کثیرہ کی شرط اُس وقت ہے جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے اور اگر کسی اور معاملے کے لیے دوسرا یا ایک مرد اور دو عورتوں ثلث کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو جب یہ

شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہو گیا، مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا ذین ہے اور اس کی میعاد یہ ٹھہری تھی کہ جب رمضان آجائے تو ذین ادا کر دے گا اور رمضان آگیا مگر یہ نہیں دیتا۔ مدعی علیہ (3) (یعنی وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے) نے کہا، بیشک اس کا ذین میرے ذمہ ہے اور میعاد بھی یہی ٹھہری تھی، مگر ابھی رمضان نہیں آیا اس پر مدعی نے دو گواہ گزارے جنہوں نے چاہے کہنے کی شہادت دی، قاضی نے حکم دے دیا کہ ذین ادا کر، تو اگرچہ مطلع صاف تھا اور دعویٰ کی گواہیاں ہوئیں، مگر اب روزہ رکھنے اور عید کرنے کے حق میں بھی یہی دو گواہیاں کافی ہیں۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول الخ، ج ۳، ص ۱۱۱۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶۔ یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ نا صاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند کیسے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا، ورنہ غصے کے شر، نکل بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۱۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۷۔ اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، مطلب ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول الخ، ج ۳، ص ۱۱۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸۔ کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے روایت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہو گیا۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، مطلب ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، ج ۳، ص ۱۱۳۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹۔ رمضان کی چاند رات کو آبر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجاءیر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کر لیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جبکہ دو یا دووں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، مطلب ما قالہ السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود، ج ۳، ص ۱۱۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰۔ مطلع نا صاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دوسرا یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت نہ ہو، اگرچہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ تو بہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ کو اپنی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ (3) (جامع کتب)

مسئلہ ۴۱۔ گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع باصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کر لیں۔ (۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸، (عائگیری)

مسئلہ ۴۲۔ تہا نام یہ قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (۵) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸، (عائگیری)

مسئلہ ۴۳۔ اسی سو میں رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج تک ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور اگر یہاں نہ تھے اور دل ہوں تو قبول کر لی جائے۔ (۶) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸، (عائگیری)

مسئلہ ۴۴۔ رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے شمس پورے کر کے روزے شروع کر دیے، اٹھائیسویں روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر شمس ان کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ جب کی شمس تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے تقاضا کر رکھیں۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۹، (عائگیری)

مسئلہ ۴۵۔ دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج ۳، ص ۱۱۷، (روحی، رد المحتار)

مسئلہ ۴۶۔ ایک جگہ چاند ہو، تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے یہ حکم اس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے (۳) بہرہ راہ، مصلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، امین مدظلہ العالی، ص ۱۰۱، کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں۔

(۱) خود شہادہ رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادہ علی الشہادۃ یعنی کہانوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا۔ انھوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہاں سے کہ گواہان مصلیٰ حاضرین سے معذور ہوں۔

(۳) شہادہ علی القضاۃ یعنی دوسرے کسی اسلامی شہریں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے اس گواہی کے وقت موجود تھے انھوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی کو معذور گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی فی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے عقدا کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا جو دوسرے شہر کے قاضی کو گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۵) استغفار یعنی کسی اسلامی شہر سے معذور تھیں انہیں ہر سب یک زبان اپنے علم سے خبر دی کہ ہلال نکلا دن رویت ہلال کا حکم دیا اور وہاں مہینہ نکلی۔

(۶) اکمال رویت یعنی ایک مہینے کے جب تک ۳۰ دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد کا نہ ہو سکتا یعنی ہے۔

(۷) اسلامی شہریں حاکم شرع کے حکم سے آیتس ۳ کی شام کو کھانا تو بیروانی گئی واکر ہوئے تو غرض اس خبر دلاؤں یا شہر کے گرد و بیانات والوں کے واسطے تو ان کی آواز میں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

الأمير المعتمد، كتاب قصص، ج ٣، ص ٤١٩. (در مختار)

کہ جامد ہونا نہیں، اگر کہیں سے تار آگیا بس لو عید آگئی نہ محض نامحاذ و حرام ہے۔

کجا تار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رد المحتار، كتاب الصوم، مطب في مختلف المطابع، ج ۳، ص ۱۹ (بشمیر و درمقدار)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

(1) "مصحح مسلم"، كتاب الهيام، باب: أكل الناس وحده وعصاه لا يضر، الحديث: ٢٧١٦، ص: ٨٦٣.

حدیث ۲ : ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی و ابو یزید و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس پر حق نے غلبہ کیا، اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی، اس پر روزہ کی قضا ہے۔“ (2) (جامع)

حدیث ۳ ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سر نہ لگاؤں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ (3) - جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء في

الکحل للصائم، الحديث: ۱۷۲۶، ص ۱۷۱۸

حدیث ۴ ترمذی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمن چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھتا اور تے اور احکام۔“ (4) - جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء في الصائم يرضه القيء، الحديث.

۱۷۱۹، ص ۱۷۱۷

تنبیہ اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ ان سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ ۱ بھول کر کھا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پانی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (5) - رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما

يلسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۱۱۹ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۲ کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے کہ تو یاد دلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلانے کا تو وہ کھانا پھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھ نہ سوار ہوگا اور کھانے کا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کر لے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

بعض مشائخ نے کہا جو ان کو دیکھے تو یاد دلادے اور یوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جو ان اکثر قوی ہوتے ہیں اور یوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی فعل نہیں، بلکہ قوت وضعف (6) (جی حالت اور جسمانی کمزوری) کا لحاظ ہے، لہذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں

اور یوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب۔ (1) - رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۱۲۰

(رد المحتار)

مسئلہ ۳ منکھی یا ذمواں یا غبار طلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آنے کا ہو کہ چلے بیٹھنے یا چھانسنے میں اڑتا ہے یا غلہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا جانوروں کے گھر یا ٹاپ سے غبار اڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یا دھقا اور اگر خود قصد آدمواں پہنچا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یا دھوا، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچا ہو، یہاں تک کہ اگر کی جی وغیرہ خوشبو شلگتی تھی، اس نے مونہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچ کر روزہ جاتا رہا۔ یوڑھے چھینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور جھپٹنے والا اگرچہ کہ تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔

(2) - رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۱۲۰۔ وغیرہ (رد المحتار، رد المحتار)

مسئلہ ۴ بھری نگلی گواہی (3) کہ جس نگلی گواہی ہے پہلیں تک کو تیرہ حدیث لے (استرے) وغیرہ سے زخم لگاتے ہیں، بھری کسی جانور کے سینک

کا چڑا حذر دم پر رکھ کر اس کا پار یک صبا ہے سنس لے کر رو سے چوتے ہیں، مگر اس صبا کو تیرے بغیر سے بند کر دیتے ہیں، مگر جب اٹھتے ہیں تو قاصد خون
کل ۲۴ ہے۔ (الطہر "مروۃ المساجد، ج ۳، ص ۱۶۶ و "مسند المصنف، ج ۲، ص ۹۵، منعوض) یا تیل یا سر ملگایا تو روزہ نہ گیا،
اگر چہ تیل یا سر مد کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سر مد کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔ (4)

الطہر "مروۃ النہرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۶۹ و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب، بکرو السہر، الخ ج ۳، ص ۲۶۱۔ (جوہرہ رد المحتار)

مسئلہ ۵ پورے یا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگر چہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگر چہ دیر تک خیال نہ جانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (5) "مسند عروۃ النہرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۶۸ و "الرد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۲۶۱۔ (جوہرہ رد المحتار)

مسئلہ ۶ غسل کیا اور پانی کی خشکی (6) اندر محسوس ہوئی یا نگلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری
مونہ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا یا دوا کوئی اور حلق میں اس کا مزہ محسوس ہوا یا ہز چوی اور تھوک نگل گیا،
مگر تھوک کے ساتھ ہز (7) (ایک روایت) کا کوئی جو حلق میں نہ پہنچا یا کان میں پانی چلا گیا یا تنگے سے کان کھپایا اور اس
پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنگ کان میں ڈالا، اگر چہ چند بار کیا ہو یا دانت یا مونہ میں خفیف چیز بے معلوم سی
رہ گئی کہ سب کے ساتھ خود ہی اتر جائے گی اور وہ اتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اتر تو
ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ (1) "الرد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۲۶۱ و "الفتح

القدیر"، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء والکفارة، ج ۲، ص ۲۵۷-۲۵۸ (رد المحتار، فتح القدیر)
مسئلہ ۷ روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگر چہ اس کی بھل یا پیکان (2) (تیر یا نیزہ کی ٹوک۔
(پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھنکی تک زخم تھا، کسی نے ننگری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود
اس نے یہ سب کیا اور بھل یا پیکان یا ننگری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔ (3) "الرد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۲۶۲۔ (رد المحتار، رد المحتار)

مسئلہ ۸ بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے ہل گیا یا مونہ سے رال نکلی، مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اسے
چڑھا کر ہل گیا یا ناک میں ریشہ آگئی بلکہ ناک سے باہر ہو گئی مگر منقطع (4) (نہر) نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا یا
کھنکار مونہ میں آیا اور کھا گیا اگر چہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (5) "الفتاویٰ الہنمۃ"،
کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۳ و ۲۴ "الرد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، الخ، مطلب

لی حکم الاستثناء بالکف، ج ۳، ص ۲۳۸ (عائسی، رد المحتار)

مسئلہ ۹ کبھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگلی تو جاتا رہا۔ (6) "الفتاویٰ الہنمۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما

مسئلہ ۱۰ بھولے سے جماع کر رہا تھا یا دانتے ہی الگ ہو گیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہو گیا روزہ نہ گیا، اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہو گیا ہو اگرچہ دونوں صورتوں میں تجدید ہونا یا دانتے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ظہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔ (7) الدرالمختار، کتاب الصوم، الباب الرابع، ما یفسد وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۲۴ (درمختار)

مسئلہ ۱۱ بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آنے ہی فوراً التماس پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوئے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور کھل یا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔ (8) المستدرک علی المسند، کتاب الصوم، الباب الرابع، ما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ غیر سلیطین (9) میں سے کسی شخص کے ساتھ کلام کے واسطے سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یو ہیں ہاتھ سے مٹی نکالے میں اگرچہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے طہون فرمایا۔ (1) الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۲۶ (درمختار)

مسئلہ ۱۳ چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ چانور کا بوسہ یا بوسہ اس کی فرج کو منہ تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔ (2) الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۲۷ (درمختار)

مسئلہ ۱۴ احتکام ہوا یا بغیبت کی تو روزہ نہ گیا (3) الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۲۸، ۲۲۹، اگرچہ بغیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

قرآن مجید میں بغیبت کرنے کی نسبت فرمایا: "جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا" (4) انظر ہب ۲۶۶، المحرمات: ۱۲ اور حدیث میں فرمایا "بغیبت زنانے بھی سخت تر ہے۔" (5) المسند الأوسط، لطیف الری الحدیث ۱۶۹، ج ۱، ص ۶۳ اگرچہ بغیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار، وغیرہ)

مسئلہ ۱۵ جنابت (6) (یعنی غسل فرض ہونے) کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنابت (7) میں رہا روزہ نہ گیا (8) الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۲۸ مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جنابت جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (9) انظر "سنن ابی داود"، کتاب الطہارۃ، باب من الجنۃ یومر بالصلا الحدیث ۲۲۷ ص ۱۶۳۸ (درمختار، وغیرہ)

مسئلہ ۱۶ جن جنبتی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (10) الدرالمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۲۹ (درمختار) یعنی جب کہ انسانی شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم

ہے جو انسان سے جماع کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۷ بتل یا بتل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (11) "فتح القدیر"، کتاب الصوم، باب ۱۰، وجوب القضاء و الکفارة، ج ۲، ص ۲۵۹، (فتح القدیر)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱ بخاری و احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت و بغیر مرض افطار کر لیا تو زنا نہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہو سکتا، اگرچہ رکھ بھی لے۔" (1) "مصحح الفرمی"، أبواب الصوم، باب ما جاء في الإفطار مشيئة الحديث، ۷۲۳۔
۱۷۔ یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا تو جب روزہ نہ رکھے میں یہ سخت وعید ہے رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔

حدیث ۲ ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابو امامہ ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں سو رہا تھا، دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پیڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھو۔ میں نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں، انہوں نے کہا: ہم سہل کر دیں گے، میں چڑھ گیا، جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ جہنیموں کی آوازیں ہیں پھر مجھے آگے لے گئے، میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ اٹھ لٹکائے گئے ہیں اور ان کی ہچکچاہٹ جاری ہے، جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا: "یہ کون لوگ ہیں؟" کہا: "یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیتے ہیں۔" (2) "مصحح ابن جریر"، أبواب صوم المنطوق، باب ذکر تعقیب المنطوق قبل وقت الإفطار (فتح، الحديث، ۱۹۸۶، ج ۳، ص ۲۳۷)

حدیث ۳ ابویعلیٰ باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ "اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد سنیں ہیں، جن پر اسام کی بنا مضبوط کی گئی، جو ان میں ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے، اُس کا خون حلال ہے، بلکہ توحید کی شہادت اور نماز فرض اور روزہ رمضان۔" (3) "مسند ابی یعلیٰ"، مسند ابن عباس الحديث، ۲۳۸۰، ج ۲، ص ۳۷۸۔
اور ایک روایت میں ہے: "جو ان میں سے ایک کو ترک کرے، وہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہیں۔" (4) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصوم، الترہیب من افطار علی من رمضان من غیر عذر، الحديث، ۲، ج ۳، ص ۲۶۔

مسئلہ ۱ کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہوتا یا نہ ہو۔ (5) (علامہ کتب)

مسئلہ ۲ کھنکھ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو، بلکہ پانی یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگرچہ بیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزاء ضرور حلق

میں بچتے ہیں۔

مسئلہ ۳ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے نکل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نکل گیا روزہ جاتا رہا۔ یو ہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چبے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی (۱) (شرح الحدیث میں فرمایا کہ کرائی ہو کر تھوک کے مد کے مقل سے نیچے اڑ سکتی ہے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ہر اگر کسی خفیف ہو کہ سب کے ساتھ اڑ سکتی ہے روزہ نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ۱۲)۔ مگر منہ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر مقل سے نیچے اُتر آ اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ مقل میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔ (۲)

المصنوع، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۶۶ (در مختار)

مسئلہ ۴ روزہ میں دانت اکھڑا یا اور خون نکل کر مقل سے نیچے اُتر آ، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ (۳)

رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، فیج، مطلب، بکرو السہر، ص ۳، ج ۳، ص ۶۶۶ (رد المحتار)

مسئلہ ۵ کوئی چیز یا خانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا ہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پھینکی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن (۴) (حمت کی شرم گاہ) کا ہے، شرم گاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل (۵) (یعنی شرم گاہ کا دہری حصہ) ہے۔ یو ہیں اگر ڈور سے میں بوٹی باندھ کر نکل لی، اگر ڈور سے کا دوسرا کنارہ ہر رہا اور جہد نکال لی کہ گھنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈور سے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (۶)

المصنوع، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۶۲۳ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲ (در مختار، تفسیری)

مسئلہ ۶ عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل ہا ہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پا خانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا اور پھینکی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پا خانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جو ہر عمل دیتے وقت حقہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (۷)

الفتاویٰ الہندیہ، المرجع السابق، و "المصنوع"، المرجع السابق، ص ۱۲۱ (تفسیری، در مختار)

مسئلہ ۷ مہانہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور استنجا مہانہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (۱)

المصنوع، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۶۴ (در مختار)

مسئلہ ۸ مرد نے پیشاب کے سراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثلاً نہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ (۲)

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۱۴ (تفسیری)

مسئلہ ۹ دماغ یا حکم کی حلقی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا حکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا حکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۱۰۔ حنفی (4) یعنی کسی روای کی حق یا بیکاری پیچھے کے حکام میں چڑھا جس سے اجابت ہو جائے۔ یہاں تھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا؟ الا تو نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یسد وما لا یسد، ج ۱، ص ۲۰۴ (عائسی)

مسئلہ ۱۱۔ کلی کر رہا تھا بل قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جبکہ روزہ ہونا بھوس گیا ہو تو نہ ٹوٹنے کا اگرچہ قصد ہو۔ یو ہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (6) المرجع السابق، ص ۲۰۲ (عائسی)

مسئلہ ۱۲۔ سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولاد حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔ (7) المرجع السابق و "المحرمۃ البیہ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۸ (جو ج ۱، عائسی)

مسئلہ ۱۳۔ دوسرے کا تھوک نکل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نکل گیا روزہ جاتا رہا۔ (8) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یسد وما لا یسد، ج ۱، ص ۲۰۳ (عائسی)

مسئلہ ۱۴۔ منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نکل لیا روزہ جاتا رہا۔ (9) المرجع السابق (عائسی)

مسئلہ ۱۵۔ ڈورا بنانا سے ترک کرنے کے لیے منہ پر گزرا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یو ہیں کیا روزہ نہ چائے گا مگر جبکہ ڈورے سے کچھ رطوبت جدا ہو کر منہ میں رہی اور تھوک نکل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (1) "المحرمۃ البیہ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۱ (جو ج ۱)

مسئلہ ۱۶۔ آنسو منہ میں چلا گیا اور نکل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی ٹمکنی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یسد وما لا یسد، ج ۱، ص ۲۰۳ (عائسی)

مسئلہ ۱۷۔ پافانہ کا مقام بہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی بس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔ (3) المرجع السابق، ص ۲۰۴ (عائسی)

مسئلہ ۱۸۔ عورت کا بوسہ یا یا بھوسا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو بھوسا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے بھوسا اور کپڑا اتار دینا ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (4) المرجع السابق، ص ۲۰۰ (عائسی)

مسئلہ ۱۹۔ قصد ابھر منہ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہوئی تو بھر منہ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لونائی یا نہ لونائی تو اگر

بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگر چہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور اُس نے بوٹائی، اگر چہ اس میں سے صر

ف پٹے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا اور نہ نہیں۔ (5) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ج ۳

ص ۲۵ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۹۰ قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صغرا (6) (یعنی کڑا اپلی۔) یا خون اور بلغم آیا تو

مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد ج ۱ ص ۲۱ (۷) (تفسیری)

مسئلہ ۹۱ رمضان میں بدل عذر جو شخص علانیہ قصد اُکھائے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔ (8) "الدر المختار"، کتاب

الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، مطلب فی التکفیر، ج ۳ ص ۱۱۹ (۸) (رد المحتار)

ان صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ ۱ یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا یا بیجا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی کراہ شرعی (۱) اگر ہاشمی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو بیچ دیکر دے گا کہ روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک کا ٹکڑا کر دوں گا یا صوم کا پانی دے گا یا صوم کا پانی دے گا۔ اور روزہ دہریہ کہتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کہہ رہا ہے کہ گزرے گا۔ (۲) پاپا گیا، اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اُس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑھے گا۔ (۳) "فکر المختار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۶۰، ۲۶۱ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲ بھول کر کھایا یا بیجا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا تھوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا یا قضا کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (۴) "فکر المختار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۶۱ (درمختار)

مسئلہ ۳ کان میں تیل ٹپکا یا یا پیٹ یا دماغ کی تھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حشرہ لپو یا ناک سے دوا چڑھائی یہ حجر، کنکری، مٹی، روٹی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بد نیت روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے بد نیت کی اور بعد نیت کھایا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے طلق میں میٹھ کی بوند یا اولاد جا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ لگ گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لپا یا عورت کے ہونٹ وغیرہ سے یا عورت کا بدن منہ اوپر چڑھ کر کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا، اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سورہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہو گئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے، سحری کھائی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھائی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کر لیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اُس نے روزہ افطار کر لیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔ (۵) "فکر المختار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۶۱، ۲۶۲ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴ سفر نے اقامت کی، حیض و نفاس والی پاک ہو گئی، مجنون کو ہوش ہو گیا، مریض تھا اچھا ہو گیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑ دیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز طلق میں جاری۔ کافر تھا مسلمان ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن ہادی رہ گیا ہے، اُسے روزے کے حلال گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔ (۱) "فکر المختار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۲۶۱، ۲۶۲ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵ نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافرون میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔ (۲) "رد المحتار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما

لا یفسده، مطلب من حواہ لإفتاء بالتحریر، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد مختار)

مسئلہ ۶ بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو بار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (۳) "رد المحتار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب من حواہ لإفتاء بالتحریر، ج ۳، ص ۴۴۲، (رد المحتار)

مسئلہ ۷ حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی، اگرچہ نحوہ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور عریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آ کر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہو گیا۔ (۴) "رد المحتار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد مختار)

مسئلہ ۸ صبح سے پہلے یہ بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی پایا دآنے پر فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (۵) "رد المحتار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب بکرة السهر

البح، ج ۳، ص ۴۲۵ (رد مختار)

مسئلہ ۹ نیت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا، ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔

ان صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

مسئلہ ۱ رمضان میں روزہ دار مکلف مکہ نے کادائے روزہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے انتظار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصد کھانی لیا، مثلاً قصد یا بچھا لیا یا سر ملگایا یا جانور سے دلی کی یا عورت کو چھوایا یا سر لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت قاحش کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پختہ کے مقام میں خشک

انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصد کھالیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ انتظار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہل شہر کا اس پر اعتماد ہو، اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصد کھالیا یا اُس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس قسط معنی کے لحاظ سے جان

لی کہ روزہ جاتا رہا اور قصد کھالیا تو اب کفارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سنی وہ غایت

شہد ہو۔ (۱) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۲، ۴۴۶ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔ (۲) "المحرمۃ النبرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰، ۱۸۱ (جوہرہ)

مسئلہ ۳: مسافر بعد صبح کے بخود کبرئی سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کر لی پھر توڑ دیا یا جھوٹ اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۶ (عائسیٰ)

مسئلہ ۴: کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے، ورنہ ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیار ہی امر ہے۔ یو ہیں اگر اپنے کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (۱) "المحرمۃ النبرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۱ (جوہرہ)

مسئلہ ۵: وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے اسے سزا پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (۲) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۶ (عائسیٰ)

مسئلہ ۶: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا بری تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔ (۳) "المحرمۃ النبرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰، ۱۸۱ (جوہرہ)

مجبوری سے مراد اگراد شری ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید (۴) (خفہار) کی صحیح دیکھ دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، مگر گزرے گا۔

مسئلہ ۷: کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔ (۵) "المحرمۃ النبرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰ (جوہرہ)

مسئلہ ۸: تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب اس نے کھاپی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔ (۶) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۶ (در مختار)

مسئلہ ۹: قے آئی یا بھوس کر کھایا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھالیا تو کفارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھالیا تو کفارہ لازم ہے۔ (۷)

"الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم۔ (۸) "المحرمۃ النبرۃ"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۱ وغیرہ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۰: عذاب تھوک کر چاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفارہ نہیں، مگر محبوب کا لذت یا مطمئن دینی (۸) (۹) "الدر المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۱: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور محصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ ان میں کفارہ دینا ہوگا۔ (10) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۰ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۲: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جبکہ سڑا ہوا اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (1) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطب فی حوزۃ الإفتاء بالشعری، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۳: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارضی یا دھٹی جس کے کھانے کی اسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔ (2) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسدہ وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۴: نجس شوربے میں روٹی جھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھائی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو، گل یا یخون پی لیا تو کفارہ نہیں۔ (3) "المختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۵: مکی بھی کھائی یا پستہ یا اخروٹ مسلم یا خشک یا بادام مسلم نگل لیا یا چٹکے سمیت اٹھایا چٹکے کے ساتھ اتار کھا لی تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلم نگل لی ہو تو نہیں، اگرچہ پھن ہوا اور تہ بادام مسلم نکلے میں بھی کفارہ ہے۔ (4) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسدہ وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۶: پینے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۱۷: خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، ہجرہ، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جو کا ہے اور بجنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔ (6) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسدہ وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۸: تیل یا تیل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔ (7) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسدہ وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۹: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اس نے کھا لیا یا اس نے خود اپنے منہ سے نکال کر کھا لیا تو کفارہ نہیں۔ (1) "المختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسدہ وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۴۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۰: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہو گئی یا بھول کر کھا رہا تھا، نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

(2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع، ج ۱، ص ۱۹، ۲۰ (عائسی)

مسئلہ ۴۱: عورت نے ناپلغ یا بچوں سے ولی کرائی یا مرد کو ولی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔ (3) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع، ج ۱، ص ۲۰، ۲۱ وغیرہ (عائسی وغیرہ)

مسئلہ ۴۲: مُشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربز، گنگری، کھیرا، ہاتلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع، ج ۱، ص ۲۰، ۲۱ (عائسی)

مسئلہ ۴۳: رمضان میں روزہ وارقل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی، ننگا، کسی نے اُسے پانی پلادیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔ (5) "المرجع السابق"، ص ۲۰، ۲۱ (عائسی)

مسئلہ ۴۴: باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصد توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔ (6) یعنی کفارہ ضرورت نہیں۔ یوہیں عورت کو معتین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اُس نے قصد روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہو گیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔ (7) "المرجع السابق"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۱، ص ۴۸، ۴۹ (در مختار)

مسئلہ ۴۵: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لوٹری غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، تو پہلے در پہلے سب کچھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو سانچے مساکین کو بھر بھر پیٹ دلوں وقت کھانا کھائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے سانچہ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے اگرچہ اُسٹھ رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب ٹھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ٹاٹھے ہوئے یہ ٹاٹھے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد واسلے دلوں مل کر سانچہ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (1) "اسطر" رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی الکفارات، ج ۱، ص ۱۲۷

و "الفتاویٰ شریعیہ" (المعتمد)، ج ۱، ص ۹۰، ۹۱ وغیرہ (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۴۶: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ (2) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی الکفارات، ج ۱، ص ۱۲۹ (رد مختار) یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (3) "المحرمۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۲ (جوہرہ)

کفارہ کے متعلق دیگر جزئیات کتاب الطلاق باب الظہار میں انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوں گی۔

مسئلہ ۴۷: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو، مگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اُس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لوٹری

پر کفارہ واجب ہوگا اور اس کے کوئی پر صرف تھا ہے کفارہ نہیں۔ (4) "رحمہم اللہ" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی التکفیر، ج ۳، ص ۴۶۷۔ (رواکر)

روزہ کے مکروہات کا بیان

حدیث ۱ و ۲ بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔" (5) "صحیح البخاری"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۱۹۹ اور اسی کے مثل طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳ و ۴ ابن ماجہ و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا بیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ مائل نہیں۔" (1) "مسند ابن ماجہ"، ابواب ما یفسد فی الصوم، باب

ما یفسد فی العیة و الخمر و النکاح، الحدیث ۱۶۹۰۔ ص ۲۵۷۸ و "المسند الکبریٰ"، کتاب الصوم، باب الصوم، الخ، الحدیث ۸۳۱۳ ج ۴ ص ۴۱۹ اور اسی کے مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۵ و ۶ تثنیٰ ابو سعیدہ اور طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا "روزہ پر ہے، جب تک اسے بچاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے بچاڑے گا؟ ارشاد فرمایا جھوٹ یا نصیبت ہے۔" (2) "المعجم الاوسط"، باب فی الصوم، الحدیث ۵۵۳۶، ج ۳، ص ۲۹۱

حدیث ۷ ابن خزیمہ ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا "روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہتا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔" (3) "المسنود"، للحاکم، کتاب الصوم، باب ما یفسد فی رمضان، الخ، الحدیث ۱۶۱۱، ج ۲، ص ۷۔

حدیث ۸ ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روزہ دار کو مباح شرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہو کر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی، بڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا، جن سے تھے۔" (4) "مسند ابی داؤد"، کتاب الصوم، باب کراهیة للشباب، الحدیث ۲۳۸۷، ص ۱۴

حدیث ۹ ابوداؤد و ترمذی و ابن خزیمہ و بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے بے شمار ہار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزہ میں مسواک کرنے دیکھا۔ (5) "صحیح الترمذی"، ابواب الصوم، باب ما یفسد فی الصوم، الحدیث ۷۷۲۵، ص ۱۷۱۸

مسئلہ ۱ جھوٹ، جھٹل، نجیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ ۲ روزہ دار کو بلا غدر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے غدر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ ٹنک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ غدر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچے کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (6) "المرآۃ المستحضر"

کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۵۳ وغیرہ (درمختار، غیہ)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے طلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ ۳ کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ کچھ کا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ (1) "المرآۃ المستحضر" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۵۳ (درمختار)

مسئلہ ۴ بلا غدر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جبکہ اس کی حاجت ہو۔ (2) "المرآۃ المستحضر" کتاب الصوم، باب ما یفسد ما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۵۳ (رد المحتار)

مسئلہ ۵ عورت کا بوسہ لینا اور گھٹے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں جماع ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوستا روزہ میں مطلقاً (3) یعنی چاہے انزال و جماع کا، ص ۴۵۳۔ (۴) مباشرت قاحشہ۔ (4) "المرآۃ المستحضر" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، مطلب فیما یکرہ للصائم، ج ۳، ص ۴۵۴ مباشرت

قاحشہ یہ ہے کہ مرد اپنا آلہ عورت یا مرد کی شرمگاہ سے یا عورت کی شرمگاہ سے بلیک کی مالک کے سر سے۔ (رد المحتار)

مسئلہ ۶ گلاب یا مشک وغیرہ سوگنہ داڑھی مونچھ میں تیل لگا کر اور سر میں لگا کر مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سر میں لگا لیا یا اس سے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مٹھ (5) (یعنی ایک سلی) داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اولیٰ۔ (6) "المرآۃ المستحضر" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۵۵ (درمختار)

مسئلہ ۷ روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دلوں میں سخت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ (7) "البحر الرائق" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۲، ص ۴۹۱ محمد و اعظم ابی حضرت امام محمد رضا خان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مسواک چھانے سے پیشے چھوٹیں یا دھو

محسوس ہو تو کسی مسواک دھو سے بھی نہیں کرنا چاہیے۔ (انتظر الفتاویٰ الرضویۃ (المطبوعہ) ج ۱، ص ۵۱۱ معصاً) (عامہ کتب)

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دو پہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸ فصد کھلوانا، بچنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے اُسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ" کتاب الصوم، فیاب الثالث، فیما یکرہ للصائم، ص ۱، ج ۱، ص ۱۹۹۔ ۲۰۰

مسئلہ ۹ روزہ دار کے لیے کئی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کئی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر موندھ پانی لے اور وضو غسل کے علاوہ ٹھنڈا پینے کی غرض سے کئی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈے سے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا پھینکا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا پھینکا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔ (2) (المرجع السابق، ص ۱۹۹ و ۲۰۱ "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ۔

مطبوعہ فی حدیث التوسعة علی المآل والاکتفاء یوم عاشوراء، ج ۳، ص ۴۰۹ وغیرہما (عائشہ، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰ پانی کے اندر (3) (حاشیہ، عمی، کتاب وغیرہ میں لکھا ہے) ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ (4) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثالث فیما یرکھہ لنفسہ وما لا یرکھہ، ج ۱، ص ۱۹۹ (عائشہ)) یعنی اور یوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱ موندھ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔ (5) (المرجع السابق، وغیرہ، (عائشہ))

مسئلہ ۱۲ رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعیف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہذا ناپہلی کو چاہیے کہ وہ پھر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (6) (المرجع السابق، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۲۱۰ (درمقار)) یہی حکم معمار و حرور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعیف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔

مسئلہ ۱۳ اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کمزور ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے، ورنہ کھانا پڑھے۔ (7) (المرجع السابق، ص ۲۱۱ (درمقار)) جب کہ کمزور ہونے سے انتہائی عاجز ہو جو باب صدقہ الریض میں مقرر ہے۔

مسئلہ ۱۴ سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (8) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یرکھہ لنفسہ وما لا یرکھہ، ج ۱، ص ۲۰ (عائشہ))

مسئلہ ۱۵ افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور آبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔ (1) (المرجع السابق، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، الخ، مطبوعہ فی حدیث التوسعة علی المآل، الخ، ج ۳، ص ۴۰۹ (رد المحتار))

مسئلہ ۱۶ ایک عادل کے قول پر افطار کر سکتا ہے، جب کہ اس کی بات سچی ماننا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوں مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ چلنے کا رواج ہے، اس پر افطار کر سکتا ہے، اگرچہ توپ چلانے والے قاصد ہوں جب کہ کسی عام محقق

حدیث ۶ نسائی با حسن ایک صحابی سے راوی کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سحری تناول فرما رہے تھے ارشاد فرمایا: ”یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی تو

اسے نہ چھوڑنا۔“ (4) السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الصیام، باب فضل السجود، الحديث ۲۱۷۲، ج ۶، ص ۷۹

حدیث ۷ طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمن شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں، جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والے اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والے۔“ (5) المسند الکبیر، الحديث ۱۲۰۱۲، ج ۱۱، ص ۲۸۵

حدیث ۱۰۵۸ امام احمد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سحری کھل کی کھل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے ذرود بھیجتے ہیں۔“ (6) (المسند - لإمام أحمد بن حنبل، مستند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۰۸۶، ج ۴، ص ۶۹) نیز عبد اللہ بن عمرو سائب بن زیاد والو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں آئیں۔

حدیث ۱۱ بخاری و مسلم و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“ (7) (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب تعصیل الإفطار، الحديث: ۱۹۵۷، ص ۱۵۳)

حدیث ۱۲ ابن حبان صحیح میں انھیں سے راوی، کہ فرمایا: ”میری امت میری سنت پر رہے گی، جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔“ (8) (اصحاح بن حبان، کتاب الصوم، باب الإفطار و تعصیلہ، الحديث: ۳۰۰۹، ج ۵، ص ۲۰۹)

حدیث ۱۳ احمد و ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔“ (1) (جامع الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في تعصیل الإفطار، الحديث: ۷۰۰، ص ۱۷۱۶)

حدیث ۱۴ طبرانی اوسط میں یحییٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ”تمن چیزوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔“ (2) (المسند الأوسط، الحديث: ۷۹۷۰، ج ۵، ص ۳۲۰)

حدیث ۱۵ ابو داؤد و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔“ (3) (سنن أبي داود، کتاب الصوم، باب ما يستحب من تعصیل افطار، الحديث: ۲۳۵۲، ص ۱۳۹۸)

حدیث ۱۶ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلیمان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور، قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور گر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“ (4) (جامع ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في تعصیل افطار، الحديث: ۱۳۹۸، ص ۱۳۹۸)

حدیث ۱۷ ابو داود و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چھ خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چھ چلو پانی پیتے۔“ (5) ”جامع الترمذی“ ۱۰ ابواب الصوم، باب من لم یطعم علیہ الإفطار، الحدیث: ۶۹۶، ص ۱۷۱۵ ابو داود نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے۔

اللّٰهُمَّ بَكَ صُفْتُ وَ عَنِ رِزْقِكَ افْطَرْتُ

(6) ”مسند ابی داؤد“ کتاب الصیام، باب قَوْلُ حَدِثِ الْإِفْطَارِ، الحدیث: ۲۳۵۸، ص ۱۳۹۸

حدیث ۱۸ نسائی و ابن خزیمہ زید بن خالد جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ”جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اسے بھی اتنا ہی ملے گا۔“ (7) ”حسب الإیمان“، باب فی الصیام، فصل فیمن فطر صائما، الحدیث: ۳۹۵۳، ج ۱۳، ص ۶۱۸

حدیث ۱۹ طبرانی کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماورِ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔“ (1) ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۶۱۶۶، ج ۱۶، ص ۲۶۱

اور ایک روایت میں ہے: ”جو حال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور وہ قدر میں جبرئیل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔“ (2) ”کنز العمال“، کتاب الصوم، الحدیث: ۲۳۶۵۳

ج ۱۸، ص ۲۱۵

اور ایک روایت میں ہے: ”جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے عرض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک چا سنا نہ ہوگا۔“ (3) ”حسب الإیمان“، باب فی الصیام، مسائل شہر رمضان، الحدیث: ۳۶۰۸، ج ۳، ص ۳۰۵ - ۳۰۶

بیان اُن وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

حدیث ۱۹ صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں حمزہ بن عمر واسلمی بہت روزے رکھا کرتے تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: ”چاہو رکھو، چاہے نہ رکھو۔“ (4) ”اصحیح البعری“، کتاب الصوم، باب الصوم فی السفر و الإفطار، الحدیث: ۱۹۹۳، ص ۱۵۲

حدیث ۲۰ صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں سولہویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے۔ ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انھوں نے ان پر۔“ (5) ”اصحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب حَوَازِ الصَّوْمِ وَ الْعَطْرِ فِي الشَّهْرِ رَمَضَانَ، الحدیث: ۲۶۱۵، ص ۸۵۲

حدیث ۳: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دو روزہ پلانے والی اور حائلہ سے روزہ معاف فرمادیا۔“ (6) - جامع الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في الرخصة في الإفطار للعجمي والمريض، الحديث ۷۱۵، ص ۱۷۱۷ (کسائن کو اجازت ہے کہ اس وقت نہ کھیں بعد میں وہ مقدر پوری کر لیں)۔

مسئلہ ۱: سفر حیل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھا پا اور خوف ہلاک واکراہ و نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ (7) - ”فقر المختار“ و ”المختار“، کتاب الصوم، فصل في المفروض، ج ۴، ص ۶۶۲ (در مختار)

مسئلہ ۲: سفر سے مراد سفر شری ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، مگر چودہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔ (1) - ”فقر المختار“، کتاب الصوم، فصل في المفروض، ج ۴، ص ۶۶۲ (در مختار)

مسئلہ ۳: دن میں سفر کیا تو اس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھوس گیا تھا، اسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ (2) - ”المصاوی للہدایہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس في الإعتدال التي يبيح الإفطار، ج ۱۶، ص ۲۰۶ - ۲۰۷ (عاشقہ)

مسئلہ ۴: مسافر نے فحورہ کبریٰ سے وحشہ کا مت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔ (3) - ”المحورۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۸۶ (جوہرہ)

مسئلہ ۵: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دالی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ (4) - ”المختار“ و ”فقر المختار“، کتاب الصوم، فصل في المفروض، ج ۴، ص ۶۶۳ (در مختار)

مسئلہ ۶: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا سہرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خدوم خادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (5) - ”المحورۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، ص ۱۸۳ و ”فقر المختار“، کتاب الصوم، فصل في المفروض، ج ۴، ص ۶۶۳ (جوہرہ، در مختار)

مسئلہ ۷: ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم تا کافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اس کی ظہر نشانی پائی جاتی ہے یا (۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا (۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر قاص نے اس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا قاصط طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (6)

فصل في الميراث، ج ٢، ص ٤٦٥ (ورق ٢٢)

مسئلہ ۱۵ خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (2) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۵ (درمختار)

مسئلہ ۱۶ اگر یہ لوگ اپنے اسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کر جانا واجب ہے اور عذر نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پروتا واجب نہ تھا۔ (3) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۶ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، باب الخمس فی الاعتدالی نوح الإعتبار، ج ۱، ص ۷۰۷ (درمختار، حاشیہ)

مسئلہ ۱۷ ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقہ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیت اس وقت جاری ہوگی، جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوں ہیں۔ مگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔ (4) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۸ وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا، مثلاً اس نقد ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد پانچ پر قادر ہوا تھا کا انتقال ہو گیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔ (5) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷ (درمختار)

مسئلہ ۱۹ ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (6) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷ (درمختار)

مسئلہ ۲۰ احکام واجب اور صدقہ فطر کا بلا اگر درشادا کرویں تو جائز ہے اور ان کی مقدار وہی بقدر صدقہ فطر ہے اور زکاۃ دینا چاہیں تو جتنی واجب تھی اُس قدر نکالیں۔ (1) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱ (درمختار)

مسئلہ ۲۱ شیخ فانی یعنی وہ بڑا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزوری ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔ (2) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱ و غیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲ اگر ایب بڑا گرمیوں میں یوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں (3) (مرد ہیں) میں رکھ سکے گا تو ب افطار کرے اور ان کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ (4) "المحصر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض

مسئلہ ۲۳ اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقہ لقل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔ (۵) مفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاحکام التي تیح الإفطار، ج ۱، ص ۶۶ (عائلیہ)

مسئلہ ۲۴ یہاں فقیر رہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک (۶) (یعنی، لکھا دے) شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔ (۷) مفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۱۷۲ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵ قسم (۸) (حم کے کفار میں غنیمت ہے۔) یا قتل (۹) (یعنی جمل خطائے کفار میں دماء کے روزے ہیں۔) کے کفار کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں اور روزہ توڑنے یا ظہار (۱۰) ظہار کے کفار میں دماء کے روزے ہیں۔ (۱۱) مفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۱۷۲ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۶ کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کر سکتا جس سے ہر اوقات ہو تو اسے بقدر ضرورت افطار کی اجازت ہے اور ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔ (۱) رد المحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۱۷۲ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۷ نفل روزہ قصد شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کر کے اس کے ذمہ کوئی روزہ ہے، شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے، اب اگر فوراً توڑ دیا تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ (۲) رد المحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۱۷۲ (در مختار)

مسئلہ ۲۸ نفل روزہ قصد انہیں توڑا بلکہ تلا اعتبار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آگیا، جب بھی قضا واجب ہے۔ (۳) المرجع السابق، ص ۱۷۱ (در مختار)

مسئلہ ۲۹ عیدین یا ایام تعزیتی میں روزہ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں، نہ اس کے توڑنے سے قضا واجب، بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔ (۴) رد المحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۱۷۴ (رد المحتار)

مسئلہ ۳۰ نفل روزہ بلکہ عذر توڑ دینا جائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوة کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں ذوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے

اور اس میں بھی عمر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عمر نہیں۔ (5) "فہر المستحار" و "رد المحتار" کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۵ و ۴۷۷ و "فتاویٰ ہندیہ"، کتاب الصوم، باب العارض فی الاعتدال فی تیح الإططار ج ۱، ص ۲۰۸ (عائیکیری،

در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۳۱۔ کسی نے یہ قسم کھائی کہ اگر تو روزہ نہ توڑے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس کی قسم کچی کر دے یعنی روزہ توڑ دے اگرچہ روزہ قضا ہو (6) "فہر المستحار" کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۶ مگر چہ

بعد زوال ہو۔ (در مختار)

مسئلہ ۳۲۔ اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضوہ کبریٰ کے قبل روزہ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (1)

"فہر المستحار" کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۷ (در مختار)

مسئلہ ۳۳۔ عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت و قسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لے تو شوہر توڑ داسکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے یا شوہر اور اُس کے درمیان جدائی ہو جائے یعنی طلاق ہائے دیدے یا مر جائے ہیں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے، بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی سب اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضاے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔ (2) "فہر المستحار" و "رد المحتار" کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۷ (در مختار)

(رد مختار)

مسئلہ ۳۴۔ باندی غلام بھی علاوہ فرائض کے مالک کی اجازت بغیر نہیں رکھ سکتے۔ ان کا مالک چاہے تو توڑ داسکتا ہے۔ پھر اُس کی قضا مالک کی اجازت پر یا آزاد ہونے کے بعد رکھیں۔ البتہ غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہر کیا تو کفارہ کے روزے بغیر مولیٰ کی اجازت کے رکھ سکتا ہے۔ (3) "مرجع السابق" ص ۴۷۸ (در مختار)

مسئلہ ۳۵۔ حردوری نوکرا اگر نفل روزہ رکھے تو کام پورا ادا نہ کر سکے گا تو مستاجر یعنی جس کا نوکر ہے یا جس نے حردوری پر اُسے رکھا ہے، اُس کی اجازت کی ضرورت ہے اور کام پورا کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں۔ (4) "رد المحتار" کتاب

الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۸ (رد مختار)

مسئلہ ۳۶۔ لڑکی کو باپ اور ماں کو بیٹے اور بہن کو بھائی سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ماں باپ۔ مگر بیٹے کو روزہ نفل سے منع کر دیں، اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت کرے۔ (5) "مرجع السابق" (رد مختار)

۴۷۸ (رد مختار)

روزہ نفل کے فضائل

(۱) عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔
حدیث ۱ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (۶) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ہی یوم یصلی عاشوراء الحدیث: ۲۶۶۶، ۸۶۰

حدیث ۲ مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلاۃ النفل ہے۔“ (۱) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۲۷۵۵، ۸۶۶

حدیث ۳ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دے کر جتنو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ عاشورا کا دن اور یہ رمضان کا مہینہ۔ (۲) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء الحدیث: ۲۰۰۶، ۱۵۶

حدیث ۴ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا، ارشاد فرمایا۔ یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی، یہ عظمت والے دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا، لہذا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا۔ (۳) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲۶۵۸، ۸۵۹ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعت عطا فرماتے اس کی یادگار قائم کر دے، مستحب ہے کہ وہ نعت خاصہ یاد رکھیں اور اس کا شکر ادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَذِکْرُ عِزِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّهِ﴾ (دب: ۱۱، ارجح: ۱۵) خدا کے اسامی کے نبی کو یاد کرو۔“ اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادت اقدس صید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کن سادہ ہوگا، جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعتیں انیس کے قتل میں ہیں اور یہ دن عید سے بھی بڑھ کر انیس کے صدقہ میں تو عید مہدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا کہ ﴿وَقِیْ وَطْئُ الدُّنْیَ﴾ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، الحدیث: ۲۷۵۰، ۸۶۵) اس دن بھری واردت ہوگی۔ (۴) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب

حدیث ۵ صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (۴) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر الحدیث: ۲۷۴۶، ۸۶۵

(۲) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔
حدیث ۱۰۵۶ صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (۱) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۸۶۵ اور اس کے مثل بہل بن سعد وابو سعید خدری و عبد اللہ بن عمرو بن ابی قحطیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۱ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یحییٰ و طبرانی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزاروں کے برابر بتاتے، مگر حج کرنے والے پر جو عرفات میں ہے، اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ (۲) المعجم الاوسط، باب العموم، الحدیث: ۶۸۲، ج ۵، ص ۱۷۷ کہ ابو داؤد و نسائی و ابن خزیمہ و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (۳)

مسند ابی داؤد، کتاب الصیام، باب فی صوم يوم عرفه، الحدیث: ۷۴۱۰، ص ۱۰۴

(۳) شوال میں چھ دن کے روزے

(۴) ”بھریہ ہے کہ پندرہ سے خنفری رکھے جائیں اور چھ کے بعد چار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لے، جب بھی حرج نہیں۔“ (۴)

جنہیں لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔

حدیث ۱۲ و ۱۳ مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی و ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے ہر کار روزہ رکھا۔“ (۵) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال الباقی لرمضان، الحدیث: ۲۷۵۸، ص ۸۶۶ اور اس کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۱۴ و ۱۵ نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و طبرانی و یزید جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا، کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔“ (۶) مسند الکبریٰ،

مسند ابی داؤد، کتاب الصیام، باب صیام ستة ایام من شوال، الحدیث: ۲۸۶ - ۲۸۷، ج ۵، ص ۱۶۲ - ۱۶۳

حدیث ۱۶ طبرانی اوسط میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔“ (۷) المعجم الاوسط، باب الصیام، الحدیث: ۸۶۲۲، ج ۶، ص ۲۳۴

(۳) شعبان کا روزہ اور پندرہویں شعبان کے فضائل۔

حدیث ۱۷ طبرانی و ابن حبان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تحفہ فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافرا و عداوت والے کو۔“ (۱) الاصحاح بترتیب صحیح ابی حیان، کتاب المعظرو الاباحۃ بابہ عداۃ فی الشیاطین، الخ،

ایک دوسرے کی خطا صاف کر دے تاکہ صغرت الہی انہیں بھی مثال ہو انہیں عداوت کی بنا پر مجھ تو تالی یہاں بریلی میں اپنی محنت قندہ عظیم اللہ نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ ۱۲ چودہ شعبان کو آٹے سے پہلے مسلمان آپس میں ملے اور صحیحہ کر کے اور کچے مسلمان بھی ایسا ہی کریں تو نہایت سب و بکھر ہو۔ (۳۲)

حدیث ۱۸ و ۱۹ تبیخی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”میرے پاس جبرئیل آئے اور یہ کہا: یہ شعبان کی چند راتوں کی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنیوں کو آزاں فرماتا ہے جتنے بنی کلب (۲) عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے، جن کے یہاں مکہ یاں یثرب تھیں۔ (۳۲) کے مکہ یوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کٹر انکار کرنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔“ (۳) شعبان الإیمان، باب فی الصیام، ما جاء فی نیت الصیام، ص شعبان، الحدیث: ۳۸۲۷ ج ۳، ص ۳۸۲ امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی، اس میں قائل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۲۰ تبیخی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل شعبان کی چند راتوں میں تحفے فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں، وہی پر چھوڑ دیتا ہے۔“ (۴) شعبان الإیمان، باب فی الصیام، ما جاء فی نیت الصیام، ص شعبان، الحدیث: ۳۸۳۵ ج ۳، ص ۳۸۲

حدیث ۲۱ ابن ماجہ موثق علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب شعبان کی چند راتوں میں آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب جبارک و تعالیٰ فروغ آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تحفے فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں، ہے کوئی جفا کر اُسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔“ (۱) سنن ابن ماجہ، أبواب صلاة الصلوات، باب ما جاء فی نیت الصیام، ص شعبان، الحدیث: ۱۳۸۸

حدیث ۲۲ ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھنے میں نے نہ دیکھا۔ (۲) جامع الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی وصایا شعبان برصان، الحدیث: ۷۳۶، ص ۱۷۲

(۵) ہر مہینے میں تین روزہ خصوصاً ایام بیض تیرہ، چودہ، پندرہ۔

حدیث ۲۳ و ۲۴ بخاری و مسلم و ابی ایوب ہریرہ اور مسلم ابو ذر داء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (۳) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام ایض ثلاث عشر، الحدیث: ۱۹۸۱، ص ۱۴۵

حدیث ۲۵ و ۲۶ صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (بیشہ) کا روزہ۔“ (۴) صحیح مسلم،

۸۶۵ اس کے مثل قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۲۷ و ۲۸ امام احمد وابن حبان ابن عباس اور یزید اسماعیلی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سید کی خرابی کو دُر کرتے ہیں۔“ (5) **مسند البیرونی**، مسند حسن بن علی، الحديث: ۶۸۸ ج ۲، ص ۲۷۱

حدیث ۲۹ طبرانی میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو۔“ (6) **المعجم الکبیر**، الحديث: ۶۰ ج ۲، ص ۲۵

حدیث ۳۰ امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ، پندرہ اور کھو۔“ (7) **جامع الترمذی**، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر الخ، الحديث: ۲۶۶۱، ص ۱۲۲۲

حدیث ۳۱ نسائی نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کو نکال چھوڑتے تھے۔ عاشورہ اور عشرہ ذی الحجہ اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔ (1) **سنن النسائي**، کتاب الصیام، باب کیف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر الخ، الحديث: ۲۴۱۸، ص ۲۲۴۳

حدیث ۳۲ نسائی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایام بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے، نہ سفر میں، نہ حضر میں۔ (2) **سنن النسائي**، کتاب الصیام، باب صوم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم باي هو وامر الخ، الحديث: ۲۳۴۷، ص ۲۲۳۹

(۶) پیر اور جمعرات کے روزے۔

حدیث ۳۳ و ۳۴ سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔“ (3) **جامع الترمذی**، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والعيس، الحديث: ۷۴۷، ص ۱۷۲۱ اسی کے مثل اسامہ بن زید

و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۵ ابن ماجہ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزے رکھ کرتے تھے، اس کے بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، مگر وہ دو شخص جنہوں نے باہم جدائی کر لی ہے، ان کی نسبت ملائکہ سے فرماتا ہے: ”انھیں چھوڑو، یہاں تک کہ صلح کر لیں۔“ (4) **سنن ابن ماجه**، أبواب ما جاء في الصيام، باب صيام يوم الاثنين والعيس، الحديث: ۱۷۴۰، ص ۲۵۸

حدیث ۳۶ ترمذی شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ (5) صحیح الشرمسی، ابواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، الحديث: ۷۴۵، ص ۱۷۷

حدیث ۳۸۔ صحیح مسلم شریف میں ابوقرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پھر کے دن روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا ”اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔“ (6)

صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحبنا صیام ثلاثة ايام من كل شهر (بخ، الحديث: ۲۷۵۰، ص ۸۶۵

(۷) بعض اور دنوں کو روزہ۔

حدیث ۳۹۔ ابویعلیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو روزے رکھے، اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔“ (1) مسند ابی یعلیٰ، مسند عبد اللہ

بن عمر، الحديث: ۵۶۱۰، ج ۵، ص ۱۱۵

حدیث ۴۰۔ طبرانی اوسط میں انھیں سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے چہار شنبہ و پنج شنبہ و جمعہ کو روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔“ (2) مسند الأوسط، الحديث: ۲۵۲، ج ۱، ص ۸۷

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ ”جنت میں موتی اور یاقوت و زبرجد کا مکمل بنائے گا، اور اس کے بے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔“ (3) مسند الأوسط، الحديث: ۲۵۴، ج ۱، ص ۸۷

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، کہ ”جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے، بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“ (4) مسند الإسماعیل، باب فی الصیام، صوم شوال والأربعاء والخميس والجمعة، الحديث: ۳۸۷۲، ج ۳، ص ۳۹۷ مگر خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حدیث ۴۱۔ مسلم و نسائی ابویہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو، ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں۔“ (5) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراهية إفراد يوم الجمعة (بخ،

الحديث: ۲۶۸۴، ص ۸۶۱

حدیث ۴۲۔ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس کے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔“ (6) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراهية إفراد يوم الجمعة (بخ، الحديث: ۲۶۸۴، ص ۸۶۱ اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے، ”جمعہ کا دن عید ہے، لہذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے قبل یا بعد روزہ رکھو۔“ (7) صحیح ابن

جریر، کتاب الصیام، باب الملیل، ص ۱۰۰، صوم يوم الجمعة يوم عید (بخ، الحديث: ۲۶۸۱، ج ۳، ص ۳۱۵

حدیث ۴۵ صحیح بخاری و مسلم میں محمد بن عباد سے ہے کہ چار برضی اللہ تعالیٰ عنہ خاند کعبہ کا طواف کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوہ کے روزہ سے منع فرمایا؟ کہا ہاں، اس گھر کے رب کی قسم۔

(8) "صحیح مسلم" کتاب العیام، باب تکلیفۃ یفراد یوم الحسۃ فیخ، المجلد ۱، ص ۲۶۸۱، ۸۶

منّت کے روزہ کا بیان

شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادت، مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منّت نہیں ہو سکتی۔

(۲) وہ عبادت خود ہلاذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہذا وضو و غسل و تہنہ مصحف کی منّت صحیح نہیں۔

(۳) اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی تلہ یا کسی فرض نماز کی منّت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(۴) جس چیز کی منّت مانی وہ خود بذاتہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منّت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منّت مانی تو منّت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(۵) ایسی چیز کی منّت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منّت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منّت صحیح نہیں۔ (۱)

"الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی الشرع، ج ۱، ص ۲۰۸

مسئلہ ۱ منّت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منّت کے الفاظ جاری ہو گئے منّت صحیح ہوگی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عز و جل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنے ہے اور زبان سے ایک جہیز نہ نکلا میں نے بھر کا روزہ واجب ہو گیا۔ (۲) "رد المحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی الکلام علی الشرع، ج ۳، ص ۵۸۲ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی الشرع، ج ۱، ص ۲۰۹ (در بخار)

مسئلہ ۲ ایام منہیہ یعنی عید و بقر عید اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کے روزے رکھنے کی منّت مانی اور انھیں دنوں میں رکھ بھی لیے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منّت ادا ہو گئی۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۵۸۱-۵۸۳، وغیرہ (در بخار وغیرہ)

مسئلہ ۳ اس سال کے روزے کی منّت مانی تو ایام منہیہ چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے بدلے کے اور دنوں میں رکھے اور اگر ایام منہیہ میں بھی رکھے لیے تو منّت پوری ہوگی مگر گناہگار ہوا۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ ایام منہیہ سے پہلے منّت مانی اور اگر ایام منہیہ گزرنے کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اس سال کے روزے کی منّت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے سے منّت پوری ہوگی کہ یہ سال ختم ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے اور

رمضان سے پہلے اس سنہ کے روزے کی منت مانی تھی تو رمضان کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔

اور اگر منت میں پے در پے روزہ کی شرط یا نیت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے، اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے تھے، ان سب کا اعادہ کرے اور اگر ایک سال کے روزے کی منت کی تو سال بھر روزہ رکھنے کے بعد ^۳نیتیں یا ^۳چوتیس دن کے اور رکھے یعنی ماہ رمضان اور پانچ دن ایام ممنوعہ کے بدلے کے، اگرچہ ان دنوں میں بھی اُس نے روزے رکھے ہوں کہ اس صورت میں یہ نا کافی ہیں۔ البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پے در پے رکھوں گا تو اب ان ^۳نیتیں دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اگر پے در پے نہ ہوں گے تو سرے سے پھر رکھنے ہوں گے، مگر ایام ممنوعہ میں نہ رکھے بلکہ سارے پورا ہونے پر پانچ دن علی الاطلاق رکھے۔ (۱)

مطلب ہی الکلام علی الصوم ج ۳ ص ۴۸۲ ۴۸۱ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۴ منت کے الفاظ میں یحییٰ (۲) (ح۔) کا بھی احتمال ہے، لہذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

(۱) ان فقہوں سے کچھ نیت نہ کی نہ منت کی نہ یحییٰ کی۔

(۲) فقط منت کی نیت کی یعنی یحییٰ ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

(۳) منت کی نیت کی اور یہ کہ یحییٰ نہیں۔

(۴) یحییٰ کی نیت کی اور یہ کہ منت نہیں۔

(۵) منت اور یحییٰ دونوں کی نیت کی۔

(۶) فقط یحییٰ کی نیت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے اور چوتھی صورت میں یحییٰ ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور یحییٰ دونوں ہیں، پوری نہ کرے تو منت کی قضا دے، اور یحییٰ کا کفارہ۔ (۳)

(۳) "توضیح الابدار" کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۱ (توضیح البصار)

مسئلہ ۵ اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایام منہیہ ہیں تو اُن میں روزے نہ رکھے، بلکہ اُن کے بدلے کے بعد میں رکھے اور رکھے لے تو گنہگار ہوا مگر منت پوری ہوگئی اور اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں، بلکہ منت ماننے کے وقت سے اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوگی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہ رمضان کے روزوں کی منت مانی، اور رمضان آنے سے پہلے انتقال ہو گیا تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیت واجب ہے۔

اور اگر کسی معین مہینے کی منت مانی، مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضرور ہے، وہ مہینہ اوتیس کا ہو تو اوتیس روزے اور تیس کا ہو تو تیس اور ناغہ نہ کرے پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

(۱) "رد المحتار" کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۱، ۴۸۲ وغیرہ (رد المحتار، رد المحتار)

مسئلہ ۶ ایک مہینے کے روزے کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں، اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ انتیس ہی کا ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی روزہ ایسا مہینہ میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایسا مہینہ میں روزے رکھے تو گنہگار تو ہو ہی، وہ روزے بھی ناکافی ہیں اور پے در پے کی شرط لگائی یا دل میں نیت کی تو یہ بھی ضرور ہے کہ نافع نہ ہونے پائے اگر نافع ہوا، اگرچہ ایسا مہینہ میں تو اب سے ایک مہینے کے علی الاضطرار روزے رکھے یعنی یہ ضرور ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو، جس میں روزہ کی ممانعت ہے اور پے در پے کی نہ شرط لگائی، نہ نیت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے در پے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں، ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے، انہیں حساب کر لے جو باقی رہ گئے، انہیں حیض ختم ہونے کے بعد حصاراً بلا نافع پورا کرے۔ (2)

الدرالمختار، و ردالمحتار، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الت من حوال، ج ۲، ص ۴۸۶ وغیرہ (درمختار رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۷ پے در پے روزے کی منت مانی تو نافع کرنا جائز نہیں اور متفرق طور پر مثلاً دل روزے کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے۔ (3)

المحرع السابق، کتاب الصوم، فصل فی الصوم، ج ۲، ص ۵۱۹ (بخ)

مسئلہ ۸: منت دوم ہے۔

ایک معلق کہ میرا ملاں کام ہو جائے گا یا ملاں محض سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اچھے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ ہے۔

دوسری غیر معلق جو کسی چیز کے ہونے، نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ (عزوجل) کے لیے میں اپنے اوپر، تین روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ واجب کرتا ہوں۔ غیر معلق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معین کرے، مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے، بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھے یا نماز پڑھے لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔ (1) (درمختار)

مسئلہ ۹ اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جمادی الآخرہ میں روزے رکھ لیے اور یہ مہینہ انتیس کا ہو، اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہوگئی ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں اور تیس کا ہو تو ایک روزہ اور رکھے۔ (2)

الدرالمختار، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الت من حوال، ج ۲، ص ۴۸۷ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۰ اس رجب کے روزہ کی منت مانی اور رجب میں بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار روزے ہوں یا نافع دے کر۔ (3)

الدرالمختار، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۴۸۹ (درمختار)

مسئلہ ۱۱ معلق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کر سکتا، اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر رکھنا واجب ہوگا، پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ (4)

المحرع السابق، ص ۴۸۸

مسئلہ ۱۲ ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایسا مہینہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔
یوہیں دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے، البتہ اگر ان میں پے درپے کی نیت کی تو پے درپے رکھنا واجب ہوگا، ورنہ
اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ کرے اور مغفرت کی نیت کی اور پے درپے رکھ لے جب بھی جائز ہے۔ (۵) الفتاویٰ

فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصوم، الباب السادس فی النحر، ج ۱، ص ۹۲ (ع نسیمی)

مسئلہ ۱۳ ایک ساتھ دس روزوں کی منت مانی اور پندرہ روزے رکھے، پنج میں ایک دن افطار کیا اور یہ یا نہیں کہ
کون سے دن روزہ نہ تھا تو گناہ پانچ دن اور رکھ لے۔ (۶) مرقع السائق (ع نسیمی)

مسئلہ ۱۴ مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی مر گیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن
کے لیے بھی اچھا ہو گیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے اور اس دن روزہ رکھ لیا
جب بھی ہائی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ یوہیں اگر تندرست نے منت مانی اور مہینہ پورا ہونے سے پہلے مر گیا تو اس
پر بھی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر رات میں منت مانی تھی اور رات ہی میں مر گیا جب بھی وصیت کر دینی چاہیے۔ (۱)

فتاویٰ المسند، و "المختار"، کتاب الصوم، مطب فی صوم السنۃ من شوال، ج ۳، ص ۸۸، (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۵ یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا، اس دن اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب
ہے تو اگر شعوہ کبریٰ سے خوشتر آیا اور اس نے کچھ کھا یا پیا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوہیں
اگر زوال کے بعد آیا پیا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اس دن اسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی
کچھ نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا، اس دن کا اللہ (عزوجل) کے لیے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے اور کھانا
کھانے کے بعد آیا تو اس دن کا روزہ تو نہیں، مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اس دن کا روزہ اس پر واجب ہو گیا، مثلاً بھر کے دن
آیا تو ہر ہفتہ کا روزہ رکھے۔ (۲) الفتاویٰ ہندیہ، کتاب الصوم، الباب السادس فی النحر، ج ۱، ص ۸۸، ۸۹، ۹۰ وغیرہ (ع نسیمی)

(و غیرہ)

مسئلہ ۱۶ یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا، اس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس
دن فلاں کو صحت ہو جائے اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا، اسی دن وہ اچھا بھی ہو گیا تو ہر ہفتہ
میں صرف اسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔ (۳) الفتاویٰ ہندیہ، کتاب الصوم، الباب السادس فی النحر، ج ۱

ص ۲۰۹ (ع نسیمی)

مسئلہ ۱۷ آدمی دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں۔ (۴) مرقع السائق (ع نسیمی)

اعتکاف کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَشْرُوهُنَّ وَانَّهُ عَكَفُونَ لَا فِي الْمَسْجِدِ ط﴾

(5) پ ۲، فقہ ۱۸۷

”عورتوں سے مباشرت نہ کرو، جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔“

حدیث ۱۔ صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے۔ (1) صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف للمشرک الاوامر من رمضان، الحدیث ۸۶۸، ۲۷۸۶

حدیث ۲۔ ابو داؤد اعمش سے راوی کہتی ہیں، مختلف پرست (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عبادت کو چائے نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے چائے، مگر اس حاجت کے لیے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (2) سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب المتکلف بعد العریض، الحدیث ۲۴۷۳، ص ۱۴۰۶

حدیث ۳۔ ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محکف کے بارے میں فرمایا ”وہ گنہ گار ہے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اُس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے تمام نیکیاں کیں۔“ (3) سنن ابی ماجہ، ابواب ما جاء فی الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، الحدیث ۱۷۸۱، ص ۵۸۳

حدیث ۴۔ تہذیبی ام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دس حج اور دس عمرے کیے۔“ (4) شعب الایصال، باب فی الاعتکاف، الحدیث ۲۹۶۶، ج ۳، ص ۲۲۵

مسئلہ ۱۔ مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے، آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہذا غلام بھی اعتکاف کر سکتا ہے، مگر اسے مولیٰ سے اجازت ملنی ہوگی اور مولیٰ کو بہر حال منع کرنے کا حق حاصل ہے۔ (5) الدر المنجہ، ج ۲، رد المحتار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۱۹۲، ۱۹۱ و الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱ (عائسی، راجحی، رد المحتار)

مسئلہ ۲۔ مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں بیجانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔ (6) رد المحتار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۳، موضعاً (رد المحتار)

مسئلہ ۳ سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پھر مسجد اقصیٰ (۷) (یعنی بیت المقدس) میں پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔ (۱) "المعجم فی التعلیل" کتاب الصوم، باب الاعتکاف۔ ص ۱۸۸ (ج ۵)

مسئلہ ۴ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرے اور چاہے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چوتروں وغیرہ کی طرح بلند کر لے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کر لے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (۲) "المعجم فی التعلیل" کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۱۹۱ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۵ اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ (۳) المرجع السابق، (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۶ غشی (۴) (جور) مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کر سکتا۔ (۵) "المعجم فی التعلیل" کتاب الصوم، باب الاعتکاف۔ ص ۱۹۱ (در مختار)

مسئلہ ۷ اعتکاف تین قسم ہے۔

(۱) واجب، کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(۲) سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرۃ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں ہو اور بیسویں کے غروب کے بعد یا اتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔

(۳) ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (۶) المرجع السابق، ص ۱۹۰ و "فتاویٰ الہندیہ" کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱ (در مختار، تفسیری)

مسئلہ ۸ اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے مکلف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔ (۷) "فتاویٰ الہندیہ" کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱ وغیرہ (تفسیری، وغیرہ) یہ بغیر محنت ثواب مل رہا ہے کہ فقط نیت کر پینے سے اعتکاف کا ثواب ملتا ہے، اسے تو نہ کھونا چاہیے۔ مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کر لو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لیے یاد دہانی ہو۔

مسئلہ ۹ اعتکاف سنت یعنی رمضان شریف کی پہلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں روزہ شرط ہے، لہذا

اگر کسی مرتضیٰ یا سافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔ (۱) "المحضر" کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۶ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۰ منہ کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منہ مانی، ورنہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منہ مانی تو یہ منہ صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہو سکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منہ صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منہ مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منہ صحیح نہیں۔ (۲) "المحضر" کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۶ و "فتاویٰ الہندیہ" کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱ (مرجع السابق، عالمگیری) یو ہیں اگر ضحوة کبریٰ کے بعد منہ مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منہ صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کر سکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیت کر سکتا ہو ضحوة کبریٰ سے قبل جب بھی منہ صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزہ واجب درکار۔

مسئلہ ۱۱ یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگر چہ اعتکاف کی نیت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منہ مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔

یو ہیں، اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہو سکتا، بلکہ اب اُس کے لیے خاص اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی منہ مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منہ بھی پوری کر سکتا ہے۔ (۳) "المحضر" و "المحضر" کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۷ و "فتاویٰ الہندیہ" کتاب

صوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱ (مرجع السابق، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ نفلی روزہ رکھا تھا اور اُس دن کے اعتکاف کی منہ مانی تو یہ منہ صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔ (۱) "فتاویٰ الہندیہ" کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۷ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ ایک مہینے کے اعتکاف کی منہ مانی تو یہ منہ رمضان میں پوری نہیں کر سکتا بلکہ خاص اُس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔ (۲) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ عورت نے اعتکاف کی منہ مانی تو شوہر منہ پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موت شوہر کے بعد منہ پوری کرے۔ یو ہیں لوٹھی غلام کو ان کا مالک منع کر سکتا ہے، یہ آزاد ہونے کے بعد پوری کریں۔ (۳) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵۔ شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا اور مولیٰ نے ہاندی

غلام کو، اجازت دیدی جب بھی روک سکتا ہے اگر چہ اب روکے گا تو گتہ کار ہوگا۔ (۴) المرجع السابق۔ (عائسیہ)

مسئلہ ۱۶۔ شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگا تار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کر کے ایک مہینہ پورا کر لے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو ب اختیار نہ رہا۔ (۵) المرجع السابق۔ (عائسیہ)

مسئلہ ۱۷۔ اعتکاف واجب میں محکف کو مسجد سے بغیر عذر ٹکنا حرام ہے، اگر ٹکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگر چہ بھول کر ٹکلا ہو۔ یوہیں اعتکاف ملت بھی بغیر عذر ٹکٹے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں حکاف واجب یہ مسنون کیا تو بغیر عذروہاں سے نہیں اٹھ سکتی، اگر وہاں سے نکلے اگر چہ گھری میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔ (۶) المرجع السابق، ص ۲۱۶ و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۱۰۱۔ (عائسیہ، رد المحتار)

مسئلہ ۱۸۔ محکف کو مسجد سے ٹکٹے کے دو عذر ہیں۔

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے جیسے پاخانہ، پیشاب، احتیاج وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بند نہ کرے کہ وضو غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے لٹکنا جائز نہیں، لٹکے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو غسل کے لیے جگہ نہ ہو یا حوض ہو تو ہا ہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے رستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (۱) "المرحاح" و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۱۰۱۔ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۱۹۔ قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر محکف کا مکان مسجد سے دُور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں ایک نزدیک دوسرا دُور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دُور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (۲) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۱۰۱۔ (درمختار، عائسیہ)

مسئلہ ۲۰۔ جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جاسکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔

اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے

اور فرض جمع کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو احکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اور اگر کچھ سنی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ظہر ادا کیا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا احکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ احکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں احکاف کیے، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ (3) "رد المحتار" و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاحکاف، ج ۳، ص ۵۰۶ (رد المحتار، رد المحتار)

مسئلہ ۲۱ اگر ایسی مسجد میں احکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت ہے۔ (4)

"رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاحکاف، ج ۳، ص ۵۰۳، ۵۰۴ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۲ احکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احترام باندھا تو احکاف پورا کر کے جانے اور اگر وقت کم ہے کہ احکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے مگر سرے سے احکاف کرے۔ (1) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاحکاف، ج ۳، ص ۵۰۳، ۵۰۴ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۳ اگر وہ مسجد گم ہو گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو احکاف فاسد نہ ہوا۔ (2) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاحکاف، ج ۱، ص ۲۱۲ (فتاویٰ)

مسئلہ ۲۴ اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاد ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا، اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے وال نہ ہو تو ان سب صورتوں میں احکاف فاسد ہو گیا۔ (3) "شرح المسائل" (فتاویٰ وغیرہ)

مسئلہ ۲۵ عورت مسجد میں محکف تھی، اسے طلاق دی گئی تو گھر چلی جانے اور اسی احکاف کو پورا کر لے۔ (4) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاحکاف، ج ۱، ص ۲۱۲ (فتاویٰ)

مسئلہ ۲۶ اگر منت مانتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جانے تو احکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں بیٹھ کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔ (5) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاحکاف، ج ۱، ص ۲۱۲ و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاحکاف، ج ۳، ص ۵۰۶ وغیرہ (فتاویٰ، رد المحتار، وغیرہ)

مسئلہ ۲۷ پانچاندیشیاب کے لیے کیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا احکاف فاسد ہو گیا۔ (6) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاحکاف، ج ۱، ص ۲۱۲ (فتاویٰ)

مسئلہ ۲۸ محکف کو طہی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال احکاف فاسد ہو جائے گا، انزاس ہو یا نہ ہو قصد اہویا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ دوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہو گیا یا خیال بھانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو احکاف فاسد نہ ہوا۔ (7) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاحکاف، ج ۱، ص ۲۱۲ وغیرہ (فتاویٰ وغیرہ)

مسئلہ ۲۹ محکف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف قاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف قاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔ (۱) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۳ وغیرہ (عائگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۰ محکف نکاح کر سکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کر سکتا ہے، مگر ان امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (۲) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳ و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (عائگیری، درمختار) مگر جماع اور یوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱ محکف نے حرام مال یا شرکی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف قاسد نہ ہوا۔ (۳) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳۔ (عائگیری) مگر اس حرام کا گناہ ہوا تو پھر کرے۔

مسئلہ ۳۲ بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہو سکے تو اعتکاف جاتا رہا اور قضا واجب ہے، اگرچہ کئی سال کے بعد صحت ہوا اور اگر مستحوی یعنی بوہرا ہو گیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔ (۴) "المسرح" (سابق) (عائگیری)

مسئلہ ۳۳ محکف مسجد میں کھائے دے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (۵) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶ وغیرہ، (درمختار، وغیرہ) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴ محکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔ (۶) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (رواکhtar)

مسئلہ ۳۵ محکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بھصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ (۷) "رد المحتار" و "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (درمختار، درمختار)

مسئلہ ۳۶ محکف اگر بے نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی محکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکوں کو ایسے کھانا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (۱) "رد المحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۷ محکف نہ چپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی

قراءت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر و اذکار اور اولیاء صالحین کی حکایت اور امور دین کی کتابت۔ (2) المرجع السابق، ص ۵۰۸ (در مختار)

مسئلہ ۳۸ ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دنوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیت صحیح ہے، لہذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تار اعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا، اور اگر دو دنوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کر سکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔ (3) "المعجمۃ البیضاء"

کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۰، "المفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴ و "المعجمۃ البیضاء"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۱۰ (جوہرۃ شنبی، در مختار)

مسئلہ ۳۹ عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یحییٰ کی نیت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کر لیا تو منت پوری ہوگئی مگر تنگوار ہوا۔ (4) "المفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۴ (عائشہ بی)

مسئلہ ۴۰ کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کر سکتا ہے یعنی جبکہ متعلق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے۔ (1) "المفتاویٰ الہندیہ"

کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۴ (عائشہ بی)

مسئلہ ۴۱ ماہِ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو منت ساقط ہوگئی پھر مسلمان ہوا تو اس کی قضا واجب نہیں۔ (2) المرجع السابق (عائشہ بی)

مسئلہ ۴۲ ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقہ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جبکہ وصیت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیت کر جائے اور وصیت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے، اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔ (3) المرجع السابق (عائشہ بی)

مسئلہ ۴۳ ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف

کرے، مگر لگاتار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور میں دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تمہیں دن کا اعتکاف کر لے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے دنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔ (4)

”المصوۃ المشہورۃ“ کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۰، ۱۹۱ و ”الدر المختار“ کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۱۰ (ج ۱۰، رد المحتار)

مسئلہ ۴۸: اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پہلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی مضمین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر نفل یا اتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف کرے اور نفل یا اتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (5)

کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱ (رد المحتار)

مسئلہ ۴۹: اعتکاف کی قضا صرف قصد اتوڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے اور ان میں اگر بعض فوت ہو تو مکمل کی قضا کی حاجت نہیں، بلکہ بعض کی قضا کر دے اور مکمل فوت ہوا تو مکمل کی قضا ہے اور منت میں علی اتصال واجب ہوا تھا اور تو علی الاتصال (1) (یعنی مسلسل بنا کر) مکمل کی قضا ہے۔ (2)

”الدر المختار“ کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۳، (رد المحتار)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اٰلَانِہِ وَالْفَلَوۃِ وَنَسْلَامٌ عَلٰی اَنْفُسِ اَنْبِیَآئِنَا وَعَبِیْ اِلٰہِ وَصَحْبِہِ وَاٰلِیَہِہٖ وَسَلٰمٌ
فَعَنْہُمْ بِرَحْمَةِ الرَّحْمٰنِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں

میرا ہمسفرت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں۔
فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: **بَيْتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَتَبَةٍ**۔

”مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(”المعجم الکبیر“ للطبرانی، ج ۶، ص ۵۹۳، ۱۸۵)۔

اپنے اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں شامل کر کے ثواب میں خوب اضافہ کیجئے۔

(۱) تصوف کے ان عمدہ فی اصولوں (الف) تکلیل طعام (یعنی کم کھانا) (ب) تکلیل کلام (یعنی کم بولنا) (ج) تکلیل تنام (یعنی کم سونا) پر کاربند رہوں گا، روزانہ پانچویں نمازیں (۲) پہلی صبح میں (۳) تکبیر اولیٰ کے ساتھ (۴) ہا جماعت ادا کروں گا (۵) ہر اذان اور (۶) ہر اقامت کا جواب دوں گا (۷) ہر بار تہنج اول و آخر دُرود شریف اذان کے بعد کی دعا پڑھوں گا (۸) روزانہ تہجد (۹) اشراق (۱۰) چاشت اور (۱۱) آذانِ صبح کے نو اہل ادا کروں گا (۱۲) تلاوت اور (۱۳) دُرود شریف کی کثرت کروں گا (۱۴) روزانہ دُرات **سورۃ الملک** پڑھوں/سنوں گا (۱۵) زبان پر قفلِ مدینہ لگاؤں گا یعنی فُضول گوئی سے بچوں گا اور ممکن ہو تو اس نیتِ خیر کے ساتھ ضرورت کی دُنیوی بات بھی لکھ کر یا اشارہ سے کروں گا تاکہ فُضول، یا بُری باتوں میں نہ جا پڑوں یا شور و غل کا سبب نہ بن جاؤں (۱۶) مسجد کو ہر طرح کی ہندو سے بچاؤں گا۔ (ماخوذ از: فیضانِ سنت (تخریج شدہ)، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

**مأخذ ومراجع
كتب احاديث**

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ، بیروت
2	المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت
3	سنن الدارمی	امام عبداللہ بن عبدالرحمن، متوفی ۲۵۵ھ	باب المدینہ، کراچی
4	صحیح البخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار السلام، ریاض
5	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار السلام
6	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۴۳ھ	دار السلام
7	سنن أبي داود	امام ابو داؤد سليمان بن ايعتبت مجتبی، متوفی ۲۷۵ھ	دار السلام
8	مراسیل أبي داود	امام ابو داؤد سليمان بن ايعتبت مجتبی، متوفی ۲۷۵ھ	دہلی
9	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار السلام
10	سنن الدار قطنی	امام علی بن عمرو دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
11	البحر الزخار	امام احمد عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ
12	سنن الترمذی	امام ابو عبدالرحمن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار السلام
13	السنن الکبری	امام ابو عبدالرحمن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت

14	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠هـ	دار احياء التراث العربى، بيروت
15	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
16	المعجم الصغير	امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
17	المستدرک على الصحیحین	امام ابو عبدالله محمد بن عبدالله حاکم نیشاپوری، متوفى ٤٠٥هـ	دار المعرفه، بيروت
18	شعب الإيمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن یحیی، متوفى ٣٥٨هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
19	المسنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن یحیی، متوفى ٣٥٨هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
20	دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین بن یحیی، متوفى ٣٥٨هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
21	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی متذری، متوفى ٦٥٦هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
22	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علماء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفى ٤٣٩هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
23	مشكاة المصابيح	علامہ ولی الدین تمیزی، متوفى ٤٣٢هـ	دار الفکر، بيروت
24	کنز العمال	علامہ علی مفتی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفى ٩٤٥هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
25	فيض القدير	علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفى ١٠٠٣هـ	دار الكتب العلمية، بيروت

کتاب فقہ (حقی)

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	الجوهرة البیة	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
2	فتاویٰ قساری الہدایہ	علامہ سراج الدین عمر بن علی حقی، متوفی ۸۲۹ھ	دار الفرقان، بیروت
3	فتح القدیر	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ
4	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن خیم، متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ
5	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد قمر تاشی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دار المعرفہ، بیروت
6	الدور المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حاکمی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت
7	الفتاویٰ الہندیہ	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	کوئٹہ
8	رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی، متوفی ۱۳۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت
9	الفتاویٰ الرضویہ	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

لوگوں سے سوال نہ کرو نہ والہ کہ لفظ بشارت

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب ”داناتے“ بطیب بخیر و عین القیام مثل اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

(مَنْ تَكْفَلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَ أَتَكْفُلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ . .)

یعنی ”جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ (”سنن ابی داؤد“ کتاب الزکاة، باب کرہیۃ

السائل والحمد للہ ۱۶۴۳ھ/ ۱۳۳۹ھ)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی طبعہ مجددہ الطہری اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو شخص سے بیک نہ مانگتے کا اہم کردہ تو میں اُس کی چار چیزوں کا ذمہ دار ہوتا ہوں، نہ زندگی تقویٰ پر، نہ موت ایمان پر، نہ کامیابی قبر میں، نہ نکلنا حشر میں، کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی۔

(”مرآۃ المناجیح“، ج ۳، ص ۶۸)